

PDFBOOKSFREE.PK

واقعا کریلا اور اس کا پس منظر

نہف، محمد عطاء اللہ سندھالی
امیر ایف۔ د. فوج مشنریہ پاکستان

مستند تاریخی مواد جس کی روشنی میں تاریخ و تفریح ہے
ہمسفر کہ وقت گزرنے کی سرسبز تصویر ہے

تحریک دفاعِ صحیفہ پاکستان

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
6	اصحاب	
7	(۱) تقریظ (۲) مولانا محمد حسین بیلوی (۳) (۴) تقریظ (۵) تراخی محمد نور علی (۶) (۷) تقریظ (۸) (۹) سیدنا محمد حسین کے جلال و کرامت	
13		
31	شیعہ فرقہ کی بنیاد کس نے رکھی؟	
36		
48	حضرت علی کا دور خلافت	
55	حضرت علیؓ کو فتنہ میں	
64	حضرت حسنؓ کی خلافت پر	
80	اسلامی جبری پہلو اور حضرت معاویہؓ	
85	حضرت معاویہؓ پر پہلا اعتراض	
95	حضرت معاویہؓ پر دوسرا اعتراض	
111	کیا نیرید واقعی فاسق تھا؟	
118	حضرت مکہ شریف میں علی کا فیصلہ	
128	نیرید کے فتنے و بغاوت کی روایات اور انکی حقیقت	
130	واقعہ کربلا	
133	شیعہ ابی کوفہ کے خطوط حضرت حسینؓ کے نام	
139	حضرت مسلم کی کوفہ سوانح	
140	حضرت حسینؓ کی کوفہ جانے کی تیاری	

جملہ حقوق بحق الکتبہ الہدیہ محفوظ ہیں

تمام کتاب، _____ واقد کر بلا اور اسکا پس منظر
مصنف، _____ علامہ عن عطاء اللہ ہندی الہی
کاتب، _____ منور عکس فاروق الفاری
تاریخ اشاعت، _____ قرآن شریف ۱۹۹۱ء
پرچین، _____ انصار پریس من گودھا
تعداد اور _____
قیمت، _____ ۱۶۵/۰۰

کتابت

جلال المیون	قرآن مجید
مجلس المؤمنین	بخاری شریف
خلاصۃ الحساب	عمدة القاری
الارشاد	البدایہ والنہایہ
کتاب الشافی	ابن جریر طبری
كشف الغم	ابن خلدون
نبج البلاغت	ازار الخف
رجال کشی	تحریر اثناء عشریہ
ناسخ التواریخ	تاریخ ابن خلکان
اخبار اہل بیت	کافی

صفحہ	عناوین	نمبر شمار
143	مسلم کے قتل کی اطلاع	15
150	حضرت حسین کی تین شرائط	16
155	کیا کر بلا کا معرکہ کفر و اسلام کا معرکہ تھا؟	17
163	حضرت حسین کو فدائی بنانے و مشق کی ذمہ داری	18
171	کیا کر بلا میں پانی تھا؟	19
176	قاتلان حسین کون تھے؟	20
178	حضرت حسین کا بیان	21
183	حضرت علی بن حسین کا بیان	22
186	حضرت زینب بنت علی کا بیان	23
188	حضرت فاطمہ بنت حسین کا بیان	24
189	حضرت ام کلثوم بنت علی کا بیان	25
192	شیعوں کا اعتراف جرم	26
194	شیعہ عالم کو ہمارا چیلنج	27
196	کیا زینب قاتل حسین تھے؟	28
206	واقعات کر بلا کا مختصر بیان	29

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کا انتساب اُمتِ مسلمہ کی اُس مشہور و معروف شخصیت کے نام کر رہا ہوں جو عظیم بھی ہے اور مظلوم بھی۔

عظیم اس طرح کہ سیدہ فاطمہؓ کا نورِ نظر اور سیدنا علیؓ کا محبتِ جگر ہے۔ آنحضرتؐ کا محبوبِ نواسہ اور راکبِ بردوشِ رسولؐ ہے۔ ایک سے زائد بار جانا امامِ الانبیاءؑ نے اپنی لعابِ دہن اُس کے مُنہ میں ڈالا تھا۔

اور مظلوم اُس لحاظ سے کہ شیعیان کو فہنے و فاداری سے بھر پور نزلوں خطِ تحریر کے کوفہ آنے کی انہیں دعوت دی اور پھر فزاری، متکزی لوسی نے فانی کرتے ہوئے انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے ہشید کر دیا۔

لاکھوں مسلم ہوں سیتنا علیؓ کے بہادر اور منتخبِ قرنِ ہجری۔

اللہ کی ان گنت لعنت جو سیتنا حسینؓ کے قاتلوں پر۔

محمد عطا اللہ بندیلوی

خطیب جامع مسجد سیتنا مہادی

فاروق اعظم روضہ سرمد خوا

تقریظ

استاذ العلماء فخر الاسلام مفتی دوران شیخ الحدیث والتفسیر حفصہ مولانا

مفتی سیدی وسندی محمد حسین شاہ صاحب سیکری اعلیٰ مدرس

مدرسہ مینیرہ دہلی صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ
وَاَصْحَابِهِ تَوَالِیًا اَمَّا بَعْدُ !

”واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر“ مصنفہ حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب بندیلوی۔ میں بوجہ اشتغال کثرتِ مشغول نہیں دیکھ سکا... لیکن اس کتاب کے منظرِ عام پر آتے ہیں چند لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے تشیع کا ظہور مجھوا۔ چنانچہ اس کتاب کی تردید میں جس طرح اور لوگوں نے اقدام کیا، اُسی طرح پہلے پڑوس ہی سے ایک پمفلٹ نے ”فتوحِ یزید“ کے نام سے جھڑپا، جس میں صاحبِ پمفلٹ نے اپنی دیرینہ دلی ہوئی آگ کو پھر بھڑکے کر سلاخانے کی ناکام کوشش کی ہے... یہ پمفلٹ ان کے ظہورِ تشیع کی واضح دلیل بھی ہے کہ آج تک اہل تشیع کئی پمفلٹ میں گنہگار صحابہ کا انہماک کر چکے ہیں لیکن صاحبِ پمفلٹ نے کبھی ان کو جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کی... اب جو نئی یہ کتاب کرکٹ میں لائی تو اس کی تردید میں اتنی جلدی...؟ صرف اس لیے کہ اہل تشیع خوش

ہوں اور ان کو اپنا ہم فوجی نہیں جب کہ ان کے اکابر تعزیر یا بوث کو کم دیا
دینے کے لیے بھی تیار تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ صاحب نے یہ کتاب اہل تشیع کی تردید
میں لکھی تھی.... اگر کوئی سختی کمانے والا اس کے خلاف قدم اٹھا ہے
تو معلوم ہوتا ہے وہ تشیع سے پوری طرح متاثر ہے.... پھر اس شخص کا نہیں
خارجیت یا مابیت کا طعن و بنا و انھیں کی تقلید ہے اور ہم خوب جانتے ہیں
کہ آج بھاسے ماحول میں شنی کی رگ رگ اس زہر پلاٹل سے متاثر ہے۔

ہم اہل سنت والرحمۃ فضل و کرم سے نہ خارجی ہیں اور نہ داعی اور نہ روافض
اور کسی شخص کے الزام دینے اور نام رکھنے سے واقعی وہی نہیں ہو جاتا....
شریت کا نام شراب رکھ دو، بکریے کا نام خنزیر، تو کیا وہ شربت شراب
اور بکرا خنزیر ہو جاتے گا؟... کسی عورت کو مال کہنے سے وہ حقیقی مان نہیں
بن جاتی۔ مخالفین مختلف قسم کے الزام صرف اس لیے دیتے ہیں تاکہ عوام
مشغل ہوں اور لغزت پھیلے، لیکن اب عوام جہالت کی دلدل سے نکل
کر علم کی روشنی سے مستفید ہو چکے ہیں وہ کسی کے مکرو و فریب کے مجال
میں پھنس نہیں سکتے۔ وہ حق و باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیے! ہمارا دشمن دوسرے مشنوں (روپر ویزیت، روزانیت،
روبرویت، رد انکار فتہ، رد عیانت، رد اغا غایت اور رد روافض)
کے ساتھ ساتھ دفاع صحابہ اور دفاع ابناء صحابہ بھی ہے۔ جب بھی
کسی نے اصحاب رسول کے خلاف قدم اٹھایا ہم اس کا ٹٹہ توڑ جواب دینا

اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مخالفین کے بغلط
ہم تک پہنچنے نہیں یا دیر سے پہنچتے ہیں تو ہم جواب دینے سے مندر ہوتے
ہیں۔ یاد رہے کہ کسی شخص کے متعلق عدل، فسق، صدق، کذب وغیرہ امور
کی مدراطلاعات پر ہوتی ہے۔ علمائے ربانین کو جیسے اطلاع ملتی تھی ویسے
وہ اس شخص کے متعلق اپنے رہبر کس دیتے تھے.... اور یہ بات اہل علم
پر مخفی نہیں ہے کہ ایک ہی راوی کو ایک محدث ثقہ کہتا ہے اور اسی راوی کو
دوسرا محدث غیر ثقہ قرار دیتا ہے اور یہی حال یزید کا ہے کہ یزید کے خلاف
اس قدر منظم پروپیگنڈہ کیا گیا کہ جس سے بہت لوگوں کو دھوکا لگا اور ٹٹے
بڑے علمائے اس سے متاثر ہوئے۔ مگر جب حقیقت حال کسی کو معلوم ہوئی
تو وہ اصل بات سمجھ گئے اور اس غلط پروپیگنڈہ کا رد کیا۔ ان علماء نے
دیکھا کہ یزید تاہی تھا اور اس نے کئی صحابہ کی زیارت بھی کی اور شاکر دی بھی۔
اور انھیں حضرت کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا
ان پر جہنم کی آگ حرام ہے (مشکوٰۃ ص ۵۵۵ بحوالہ ترمذی)

اسی لیے علمائے تحقیق تحریر کرتے ہیں وَلَا يَخْفَىٰ اَنْ اِيْمَانَ يَزِيْدَ
مُحَقَّق (شرح فقہ اکبر ص ۸۸) وَفِي سَبْتِ الْكُفْرِ اِلَى يَزِيْدٍ بِنِ مُعَاوِيَةَ حَرَامٌ
نَزِيْدَةُ الْخَطَرِ ص ۵۱)

اور ارشاد نبوی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کا بیٹا موسیٰ ہی ہے۔
اور پھر تمام اصحاب رسول میں سے کسی ایک صحابی کا بیٹا دکھاؤ جو دین اسلام
سے پیچ گیا ہو؟

رہتا تھا لیکن حضرت حسینؑ اس سے لڑنے کو ذبح گئے... پھر کمال یہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور اثنائے سفر کہیں بھی یہ نہیں کرنا دیا کہ کفر ہے... یا وہ فاسق و فاجر ہے... اس نے ارکان اسلام کا انکار کر دیا ہے... توحید باری تعالیٰ کو چھوڑ کر بت پرست بن گیا۔ رسالت محمدیہؐ کا منکر ہو گیا... اپنی مملکت میں حدود شرعیہ کا نفاذ ختم کر دیا... دین اسلام خلافت میں گھرا ہوا ہے اور تمام اصحاب رسول (ص) ان کے گونگے بن گئے ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں دیکے بیٹھے ہیں... اس لیے میرا فرض ہے کہ انھوں اور اس کفر نافرمانی کو جواب دوں... اور نہ ہی حضرت حسینؑ نے ان کا برصاحب سے اس بارے میں مشورہ کر کے ان کو اپنے ساتھ ملایا... اور نہ ہی کوئی صحابی ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوا... بلکہ شرخوار پنجوں اور عورتوں کو لے کر جا رہے ہیں۔ کہاں ہو کفر میں۔ کیوں حکومت وقت سے منکر لیئے... بھٹلا شرخوار بچے اور عورتیں کجا ہوا کریں گی۔ جب کہ حضور ﷺ نے فرمایا عورتوں کا جہاد تو اس سے نہیں بلکہ حج کرنا جہاد ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سب تاریخ کی غلط بیانی ہیں جس تاریخ کی ہر بات آج کے عوام الناس قرآن و سنت سے زیادہ سچی اور قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ ان کا ایمان قرآن و حدیث کے کھلم کھلے مجوسیوں اور اہل تشیع کی جعلی، من گھڑت تاریخ ہے... جب کہ قرآن و سنت کا ناخافض اور انکار کفر ہے اور تاریخ کا ناخافض ناخافض و واجب نہیں اور اس کا انکار کفر بھی نہیں... بکراہی تاریخ جس سے صحابہؓ اور صحابہؓ کی اولاد کے بارے میں بذلتی پیدایہو

اگر نہیں دکھا سکتے ہو تو تمام اصحاب رسولؐ میں سے صرف سیدنا معاویہؓ کا زہر دہندہ یہی تھا جو دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر گیا... بیت اللہ میں بت پھر سے نصب کر دیے... توحید و رسالت سے منہ موڑ گیا... دین کا کلیہ بگاڑ دیا... مذہب اسلام کی بدنامی کا باعث بنا... اور صحابہ کرامؓ میں سے سوائے حضرت سیدنا حسینؑ کے کسی نے اس کے خلاف تحریک نہ چلائی۔ تو اس طرح شیعہ درپردہ ہماری زبان سے یہ نکولنا چاہتے ہیں کہ صرف حضرت حسینؑ ہی تھے جو اپنے نانا کے دین کو بچانے کے لیے میدان میں آئے... قربانی دی... خود شہید ہوئے... کتبہ ذبح کر دیا... مگر بڑے بڑے صحابہ جو شیعہ رسالت کے گروا گروا دلوں کا طرح لپٹتے تھے، وہ سب ایسے وقت میں جب دین کے دشمنوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی چپ سادے بیٹھے رہے، جن میں ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن جعفر طیارؓ، ابن عوف بن العاصؓ، البرموسی اشعریؓ، جابر بن عبد اللہؓ، محمد بن جعفرؓ، عمران بن حوشبہؓ، عقیل بن ابی طالبؓ، ابو سعید خدریؓ سب کے سب بے دین ہو گئے اور ان حضرات کی وہ حدیث منقول ہو گئی ہے:

کہ جو شخص تم میں سے کسی بُرائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔... ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل میں اسے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

پھر یہ بھی نو دیکھو کہ مقابلہ اور مخالفت تو تھی یہی ہے جو شام میں

تقریظ

مجاہد ملت، بغیر قرآن، داخل اکل قاضی محمد یونس انور صاحب غلیب
مسجد شہداء شارع قائد اعظم لاہور۔ ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ محمد و نعلی علی رسول اکرم۔ اما بعد۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تفسیر و فتوحات کے دور میں عرب فاتحین
کو اتنی فرصت نہ مل سکی کہ اپنے تاریخ ساز عمل کی رویت و خود مرتب کر سکتے۔
تاریخ سازی جیسی ہر گیر معروفیت کیساتھ تاریخ نویسی کے لیے فرصت اور فکر و نظر
کی یکسوئی کا حاصل ہونا بھی ممکن نہ تھا۔۔۔ اسلامی فتوحات میں حاصل شدہ
جزم کے جنگی قیدیوں کی خاصی تعداد نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے غلامی اور
نوسلمی کی بدولت ملنے والی فرصت و سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
روایات بنانے اور کھنکھنے کا آغاز کیا۔ محکومیت و مغلوبیت کے سبب
قلبی بغض و نفرت ناگزیر ہے۔ ان حالات میں جو ارتش انتقام ان کے
سیسوں میں سلگ رہی تھی اس کو ٹھنڈا کرنے کے لیے عرب فاتحین خصوصاً
صحابہؓ رسولؐ نے کس سہرے کر دار کو ان نام نہاد مومنین نے نہایت مکروہ صورت
میں پیش کیا۔ منافقانہ ذہن و قلم کی مشرکہ کاوش کے نتیجہ میں فرضی ومن گھڑت
کہانیوں اور راوی تباہی روایات کی وہ بھرمار کی گئی جسے روایات کے انبار
میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

اس کا نام انعام ہے کیونکہ قرآن ببانگ دہل صحابہ کرام کی تعریفیں کر رہا ہے۔
اور اما دیش میں صحابہ کرام کی اولاد کو منجی کہا گیا ہے۔۔۔ لیکن محبوبی اور
من گھڑت تاریخ انھیں جہنمی کتے قرار دیتی ہے۔۔۔ اسی لیے اہل تشیع
کا دار و مدار تاریخ پر ہے اور اس کے برعکس اہل سنت مسلمانہ نماز و خیر و ع
قرآن و حدیث اور اجماع امت اور قیاس مجتہد ہے۔ اسی لیے اہل سنت
و جماعت قرآن کی رو سے تمام صحابہ کو منجی اور ان کی اولاد کو بھی بلا شک جہنمی
سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ عطاء اللہ بندایاوی نے اپنی کتاب "واقعہ کربلا اور اس
کا پس منظر" میں جو کچھ لکھا ہے وہ اصل میں تدریجی انداز ہے جس میں تاریخ سے
بھی صرف وہ حوالے لیے گئے ہیں جو قرآن و حدیث کی تائید میں ہیں تاکہ لوگوں
کے ذہن میں حق بات آہستہ آہستہ ڈالی جائے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ
دعا ابھی ملن ہی میں تھی کہ عوام کا لانا نام نے اگلنا شروع کر دیا کیونکہ معصومہ
بہت ہی زہر آلود تھا۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا ہے کہ وہ مسموم ذہنوں کو شفا عطا فرمائے
اور قرآن و سنت کے حقیقی علاج سے ان کو مستفید فرمائے اور اللہ تعالیٰ
علامہ صاحب کو استقامت اور ربیہ قلب عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے مسکین حق
پر آخر دم تک ٹٹے نہیں اور لایخافون لولہ لائم کا مصداق بنیں اور لوگوں کا دل
بھی مسکین حق کی طرف مائل فرمائے تاکہ سعادت ابدیہ نصیب ہو۔

محمد حسین غفرلہ! جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا

روایات سازی کے اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر اندازہ لگایا جائے گا کہ
ہاں کتاب ہے کہ ان روایات میں تباہی صحت کے ساتھ کیے گئے انصاف کی امید
رکھی جاسکتی ہے۔

چونکہ عہد خلافت میں خاندان بنو امیہ کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل
رہی ہے۔ اس لیے اس خاندان کے افراد کو ان عجمی "روایات سازوں" نے
اپنے تبار کی گور باری کا سب سے زیادہ نشانہ بنایا تاکہ وہ اپنے سینوں میں جگہ
ہوئے "انتقامی انگاروں" کو سرد کر سکیں۔

عجمی منافقین نے سوچے سمجھے "انتقامی پروگرام" کے پیش نظر روایات
گھڑیں اور بعد کے سہل انگار مؤرخین نے پساریوں کی طرح صمیم و سیر اور
ضعیف دین گھڑت کہانیاں اپنی مبالغہات میں جمع کر دیں۔ ان تاریخی نویسوں
میں ابن اسحق، واقدی، الکلبی اور ابو مخنف جیسے وضاع و گذاب بھی ہیں اور
طبری، دینوری، سعدی و یعقوبی جیسے تفسیر باز رافضی بھی۔ مجلسی جیسے بکت
نسل کے ساتھی بھی ہیں اور ابن سعد، ابن ہشام، بلاذری، ابن کثیر و سیوطی جیسے
ناقل اور طلب و بایں جمع کرنے والے سنی بھی۔

ان لوگوں نے اپنے اپنے جہان طبع اور نظریہ و پروگرام کے مطابق
"تاریخی" خدمات سر انجام دیں۔ ان سے حق بیانی کی امید عیبت ہے۔ ان کا
تالیفات پر نقد و معرج کے بغیر روایات کو جمع کرنے والوں کو صحیحہ و فحشہ
انیا علیہم السلام کا پاکیزہ ذکر و ارمی صاف نظر نہیں آسکتے گا۔۔۔۔۔ ان پر

البتہ حیرت و تعجب ان اہل نقد و نظر پر ہے جو روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ
اور بیوع وغیرہ معاملات میں تو علم و فن کی کامل مہارت اور رد و قبول کی تمام
اصول کو کام میں لا کر ضرورت سے زیادہ تنقیح و تنقید کر گزرتے ہیں۔

لیکن عہد صحابہ کے تاریخی واقعات کی تحقیق کے سلسلہ میں علم و فن
بلکہ عقل و شعور کے تمام سوتے سوکھ جاتے ہیں۔ اس مرحلہ میں کتاب و سنت
اور روایت و روایت کے تمام تر نقل و فراوش کر کے ہر قسم کی واپی تباہی
روایات و حکایات کبے سوچے سمجھے اس طرح قبول کر لیا ہے گویا کربا یا
عقیدہ و ایمان ہے جس پر نہ کسی قسم کی گفتگو کی جاسکتی ہے نہ اس کے
خلاف سننے کی کوئی گنجائش ہے۔

واقعہ کربلا بھی صدر اول کے ان واقعات میں سے ہے جسے سب سے
زیادہ شہرت ملی۔ علامہ ابن خلدون کے بقول جو واقعہ دنیا میں جس قدر مقبول ہو
واقعی ہی افسانہ سرائی اسے اپنے حصار تکمیل میں لے لے گی۔۔۔ آج یہ واقعہ
جی ایک افسانہ کی صورت اختیار کر گیا جسے درحقیقت "رہیب داستان" کے
لیے بہت زیادہ بڑھایا چڑھایا گیا۔۔۔۔۔ یہ "خدمت" اپنی بیگانوں سب
نے یکساں انجام دی۔ ساتھ کربلا کا افسانہ سب سے پہلے ایک کٹر رافضی
سے آتا ہے جمال حدیث نے "شیعی مہترق" کو شیعہ دروغ کو گذاب کہا ہے
نے تقریباً ایک سو سال بعد گھڑا ہے۔ جسے بعد میں ابن جریر طبری نے "قال
عنہ" کی تکرار کے ساتھ اپنی کتاب میں شامل کیا اور طبری سے دوسرے
مؤرخین نے نقل کیا۔ اس طرح اس موضوع و من گھڑت افسانے کو اعتبار کا

کی عظمت کے علمبردار بھی شعوری و لاشعوری طور پر سبائی گروہ کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔ محرم الحرام میں مسجد و امام باڑہ میں جھنڈا نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ ایک ہی ٹون میں آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ سب میں قدر مشترک یہ ہوتی ہے کہ یزید بن مہدیؑ اس سانچے کا فائدہ دے رہے۔ پھر ووافض کے انداز میں نام نہاد سنی بھی یزید کا ہونے کا جملہ پلیدیاس کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ اس وقت حضور اکرم کی شہادت صحابہ کرام و تابعین کی مدح و تعریف کے سلسلہ حقائق سب نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ساتھ کربلا کے سلسلہ میں سیدنا حضرت حسینؑ سیدنا علیؑ بن حسینؑ المعروف زین العابدینؑ، سیدہ فاطمہ بنت حسینؑ، سیدہ زینب بنت علیؑ کو فوجی سبائیوں کو ذلت و اذیت دین اور کوفیوں کے خلاف احتجاج کریں مگر متحرک و بے دماغ اجسام والے سنی یزید بن معاویہؑ کو مورد الزام ٹھہراتے فرما سفا۔ کاش یہ مدعیان علم اہل تشیع کی اپنی کتاب احتجاج طبری ہی دیکھ لیتے ... مگر جو لوگ بغض و ضد میں اندھے ہو چکے ہوں ان سے حق طلبی و حق بیانی کی امید کہاں ... لیکن سچ ہی ہوتا ہے کبھی نہ کبھی ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔ مئی لغتوں کے طوفان میں بھی اپنا جائزہ مقام حاصل کر لیتا ہے۔

علم دشمنی اور جہل دوستی کے اس دور میں بھی اگرچہ قلیل مگر کچھ خوش نصیب لوگ موجود ہیں۔ زیر نظر کتاب "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" کے مترجم علامہ عطاء اللہ بھٹی لکھیے ہی جرأت مندانہ انسان ہیں جنہوں نے سامعہ کربلا چنے سبائیوں اور ان کے ہم نواؤں نے مکذوبہ روایات کے تہ در تہ دیز پردوں میں چھنڈا رکھا تھا روایت و روایت کے سلسلہ اصولوں اور عقل و شعور کی

درجہ حاصل ہو گیا۔ حادثہ کربلا کے وقت البرص مختلف دنیا میں وجود ہی نہ تھا۔ امام زہدیؑ نے اس کا سن وفات سن ۱۱۰ بتایا ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۱۱۱) علم آج جو شخص بھی اس موضوع پر خاموشی فرماتا ہے تو اس کا سہارا طبریؑ، یعقوبیؑ ابن اثیرؑ ابن کثیرؑ وغیرہ کتب ہوتی ہیں۔ جب کہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان سب کے پاس جو مواد ہے وہ سارے کا سارا البرص مختلف، لوط بن یحییٰ ازدی متوفی ۱۱۰ سن ۱۱۰ کا ہے۔ اس بد قماش کٹر رافضی کذاب کے گھر سے افسانے کی بنیاد پر خیر القرون کے بے گناہ لوگوں کو ملعون کرنا کہاں کی دیانت ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندان حضرت حسینؑ اس ظلم کا ذمہ دار امیر یزید بن معاویہؑ کو نہیں ٹھہرایا۔ نہ کوئی تحریک برپا کی۔ کسی مخالفت نے اپنی مخالفت کے سبب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا ... یہ کارستانی سب سے پہلے البرص مختلف کذاب نے کی۔ بعد ازاں اس کی ٹوک پک سنوار کر ابن جریر طبریؑ نے اس افسانے کی تشریح کی۔ پھر نام نہاد مدعی مورخین اس سے نقل کرتے چلے گئے۔ طبری کے بارے میں بلند پایہ محدث حافظ احمد علیانی کا یہ قول درست ہے۔ "کان یضع للروافض۔ رافضیوں کے لیے روایتیں گھڑتا تھا۔ اپنی تاریخ میں حضرت معاویہؑ جیسے جلیل القدر صحابی پر لعنت کا لفظ لکھنے والا کیسے سنی ہو سکتا ہے اور شیعوں کے مطابقتی زعمور اہل اصول کے ہموں کے ساتھ علیہ السلام کتاب میں جا بجا موجود ہے۔ فاعتزوا بالاولی الاصلاء سبائی گروہ کی بقا کا انحصار ہی تو اس واقعہ کی افسانوی رنگ آمیزی و تشریح ہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ "اہل سنت" اور صحابہ کرام

کی روشنی میں لا کر ایک طرف تطبیق تاریخ کا اہم فریقہ سراپا بنام دینے کی سزا
حاصل کی تو دوسری جانب متلاشیان حق پر عظیم احسان کیا۔ اس عظیم کارنامہ
سراپا بنام جینے پر لائق مصنف صدائے تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔

علامہ ہند یونیورسٹی پروردگار عالم نے صرف پرتا شیر زبان و بیان کی نعمت سے
الامال نہیں کیا بلکہ انھیں خوبصورت قلم و تحریر کی بھرپور صلاحیتوں سے بھی بہرہ
فرمایا ہے۔ کتاب ہر انصاف پسند کے لیے دعوتِ فکر ہے۔ انصاف و ریاضت
سے بہرہ مند ہر شخص اس کے مندرجات سے اتفاق کرے گا۔۔۔۔۔ ضدی اور
ہٹ دھرم کے لیے بغیر کی دعوت بھی مفید نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی
محنت کو قبول فرما کر جھلکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

القسام ارحمہم الحقار و ارحمہم الباطل و ارحمہم الباطل و ارحمہم الباطل
اجتنباہ۔ امین یارب العالمین۔

محمد یونس نور ظہیب مسجد شہداد

و ناظم علی جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ لاہور

۷ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ ۱۱ مئی ۱۹۹۲ء

یوم الاثنين بعد الفجر

عرضِ مُصنّف

طبع دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب میں نے "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" کتاب تحریر کی تھی تو میرے دو دوستان
میں بھی نہیں تھا کہ مجھ جیسے کم عمر اور کم فہم کی تصنیف کو اس قدر پذیرائی ملے گی۔
میرا تخی جلدی اس کے دوسرے ایڈیشن کے لیے تیاری کر رہا ہو گی۔

اور یہ محض خالی کائنات کا فضل و کرم ہے کہ میری تصنیف کو عوام ان میں اور ذہن
نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔۔۔۔۔ ممکن کے دور دراز شہروں میں کتاب کی مانگ بڑھتی
چلی گئی۔۔۔۔۔ علمائے کرام نے تعریفی خطوط لکھ کر بہت افزائی کی۔۔۔۔۔ شاہانِ محروم
چائے سراہا۔۔۔۔۔ اربابِ علم فضل نے داد دی۔۔۔۔۔ مولانا ملاحید عطار احسن بھٹاری
سین امیر شریعت کی سرپرستی میں شائع ہونے والے ماہنامہ "نقیبِ ختمِ نبوت" نے
تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"محترم مولانا محمد عطاء اللہ بندہ لوی کی زیر تبصرہ تالیف بھی اسی سلسلہ کی ایک
اہم کڑی ہے اور اس موضوع پر موجود حقیقی و علمی کتب میں ایک وقیع اضافہ ہے۔
مولانا کے بیان کا انداز سہل و دلنشین، مدلل اور باحوال ہے"

خصوصاً نوجوان ذہن نے میری اس تصنیف سے بھرپور استفادہ کیا۔۔۔۔۔ اور
رتوں سے مجموعے پر پکڑنے کے بنا پر دل و دماغ پر جمی ہوئی زنگ آہستہ آہستہ
ترسے گی۔۔۔۔۔ انھوں نے انتہائی آسان عام فہم اور سادہ انداز تحریر کو دیکھا۔۔۔۔۔ ولّٰلہ
القدرت اور طرزِ استنباط سے مستفیض ہوتے پھر اسے خدا و فضل کی کسوٹی پر پرکھا تو صحیح
حقائق ان پر واضح ہو گئے۔۔۔۔۔ اور صحیبت کی قلبی کھل گئی۔۔۔۔۔ انھوں نے کتاب کے
کے مطالعہ کے بعد محسوس کیا کہ کربلا کا مستند و راصل واقعہ کیا تھا اور آج تک بھائے
اعظین اور نام نہاد متورضین اسے کس انداز میں عوام کے سامنے پیش کرتے آئے ہیں
۔۔۔۔۔ وہ پیشہ ور واعظین کی غارتِ خدا میں یہ واقعہ بیان کر رہے ہوں تو ایسے محسوس

ہوتا ہے کہ ہم کسی مسجد میں نہیں غلطی سے امام بارگاہ میں آگے ہوں گے۔ ایک فاکار اور
سنی و اعراس فرق و امتیاز مشکل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ دونوں کا انداز گفتگو ایک جیسا۔۔۔۔۔
استدلال میں مماثلت۔۔۔۔۔ قصے خرافی۔ جھوٹے افسانے اور شعرو شاعری میں
یکجہت۔۔۔۔۔ دوپڑے اور مایہ میں برابری۔۔۔۔۔ راگ اور سرکیاں۔۔۔۔۔ دونوں کے
دلائل ایک جیسے۔۔۔۔۔ دونوں کا عقیدہ و نظریہ ملتا جلتا۔۔۔۔۔ صرف معمولی سافری
بتناس اور ش میں ہوتا ہے۔

یہی وہ واعظین اور مقررین ہیں جو چھوٹے قصے۔۔۔۔۔ افسانے۔۔۔۔۔ جموٹی
مدایات اور بے سرو پا واقعات سنا کر عوام کو امام بارگاہ کے دروازوں تک پہنچا
ہیں اور پھر اندر کھڑے نا کر سے کہتے ہیں کہ اعلیٰ میاں تک ہم لاتے ہیں، آگے تم
جانو اور تھرا کا کام!

تاریخ گرامی یہاں اگر میں ان لوگوں کا شکریہ کے ساتھ تذکرہ نہ کروں
تو زیادتی ہوگی جنہوں نے تقریر و تحریر میں۔۔۔۔۔ مجالس و محافل اور رسائل و اخبارات
میں میری تصنیف کی پُر زور مخالفت کی۔۔۔۔۔ کہ کس کر اور ہاتھ دھو کر میدان میں اتارے
پھر دلائل کا خازن کا بیوں سے چڑکی۔۔۔۔۔ طعن و تشنیع، الزامات اور تہ کا بازار گرم کیا۔
لوگوں کو کتاب چھنے سے روکا۔۔۔۔۔ اشتہارات شائع کر کے اس کتاب سے
اطلاقی کا اعلان کیا۔

ان ممبرانوں کا شکریہ اس لیے ضروری ہے کہ ان کی مخالفت سے کتاب کو
مقبولیت عام حاصل ہوئی۔۔۔۔۔ جتنی مخالفت نہوتی اتنی ہی کتاب کی مانگ بڑھتی
گئی۔۔۔۔۔ اور کسی شاعر نے غالب اسی لیے کہا تھا۔۔۔۔۔

تندی باوٹلف سے دگر ہائے عقاب

یہ قولی ہے جتنے اونچا اڑا لے کے لیے
ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے، کچھ دشمن بھی، کچھ اپنے بھی تھے۔

رات بھی۔۔۔۔۔ بشیعہ کہتے ہیں سنننا شیخ زیادہ تھے۔۔۔۔۔ ان میں ان پڑھا
مقلد و خدے محوم و اعظ بھی تھے۔۔۔۔۔ قیم العقل مفتی بھی۔۔۔۔۔ غیر وفراست سے
بے غلیب بھی اور منبر و محراب کے مذہبی منافق بھی۔۔۔۔۔ لوگوں کے نذرانوں پر
پلنے والے۔۔۔۔۔ اور تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی۔۔۔۔۔
لیکن ہم نے ہر سطح پر ان کا مقابلہ کیا۔۔۔۔۔ تقریر و تحریر میں اور اخبارات و رسائل کے بیٹ
میں ہم نے انھیں دلائل و براہین کے ذریعے ناک آؤٹ کیا۔۔۔۔۔ ہم نے ان کی وہ
دکھتی طرحیں بکھریں کر دی تھیں۔۔۔۔۔ اور گرو کے ساتھ اس کے چیلے بھی تم بھگت
ہو گئے۔

حیف اور تعجب ہے کہ آج جن لوگوں نے ابو مخنف کذاب کی خوش بینی
کرتے ہوئے بڑید کو کافر، فاسق و فاجر۔۔۔۔۔ پلید اور زحمانے کیا کچھ کہا۔ ان کی اپنی
عملی حالت یہ ہے کہ مریدوں سے لونی لگتی حرام کی کہا کی ان کی جزو بن ہے۔ ان
کے مصروفی تقدس کی یاد رکھنے کے نیچے تو ان کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں اور ان کے
درباروں کے سنگ نرس سے مزین فرش اپنے اندر کتنی سسکیاں دبائے ہوئے
ہیں۔۔۔۔۔ لباس خضر میں راجن اور ٹوکو۔۔۔۔۔ ہاں ہاں آج جن لوگوں نے فتنی بڑید
کی تبلیغ پڑھا کا ثواب سمجھ رکھا ہے ان کی اپنی عملی زندگی یہ ہے کہ غیر اللہ کے
ہم کی تائید کرتے۔۔۔۔۔ نذرانے وصول کرتے۔۔۔۔۔ مدارس کے چندوں سے
کڑھیاں بناتے اور پھر گھجھے اڑاتے ہیں۔۔۔۔۔ مزاروں اور قبروں کو سجدہ گاہ
ناکر شریعت کا سر پر اتارتے ہیں۔۔۔۔۔ ہر ہندو عازر دم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے
محبوبیت و محبت سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ غیر اللہ کے لیے علم غیب۔۔۔۔۔ حاضر و غاظر اور متغایر
جیسے شکر بہ عقائد پانے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ہونی نا مرنے کی بات کہ ایک
مذہب اور ہندی شخص بڑید کو اس لیے اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ فاسق تھا۔

ہم ہاتھ نہ لگا کچھ نیک۔ دل ملانے اپنی سحر میں بڑید کی طرف ذیق

کی جو نسبت کی ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ تاریخ کی مستند اور صحیح کتب ان تک رسائی
سکیں اور حدیث کے شیعہ پر پیگنڈے نے اپنا کام دکھایا۔۔۔۔۔ ان عناصر نے تفسیر
کی ضرورت محسوس نہیں کی اور دوسرے علمی اور اہم مسائل غل کی وجہ سے وہ اس موضوع
توجہ نہ دے سکے۔ آپ یہ پڑھ کر یقیناً حیران ہوں گے کہ ماضی قریب کے نامور محدثین
اور سیرت النبی کے توانا علامہ شبلی نعمانی کو البزایہ والنہایہ اور مستدرک
مستتاب نہ ہو سکیں (سیرت النبی ص ۱ جلد اول)

ہاں جن مہتممین اور علمائے تحقیق و جستجو سے کام لیا اور روایات کو برکھ
ان کی کتب متفق بنیذ کے عنوان سے خالی نظر آیا جس بلکہ انھوں نے بنیذ کا دفاع کیا
اس کی صفائی پیش کی اور تعریف و توصیف کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور
بنیذ کی مدح سرائی کیوں نہ کرتے کہ وہ تابعی تھا جن نے سینکڑوں اصحاب رسول
کی زیارت سے انھیں بھٹھڑی کیس اسے صحابی رسول اور کاتب وحی امت
کے بیٹے ہونے کا شرف حاصل ہے اس کا دادا اور وادی دونوں انصاف
کے فیزین یافتہ صحابی اور منظور نظر تھے ہاں بنیذ کو رشتے میں حضور اقدس
یہ قرب حاصل ہے کہ اس کی بھوپھی (ام حبیبہ) ام المومنین کے مرتبے پر فائز ہیں
اور اس لحاظ سے رحمت کا بیانا بنیذ کے بھوپھیلگتے ہیں۔

محققین علماء یزید کی تعریف و توصیف پر اس لیے بھی مجبور تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سیکڑوں اصحاب رسولؐ نے یزید کے ولی عہد بنائے جانے کی تائید کی اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت ولی عہد کی اور بیعت خلافت کی تھی اور ان بیعت کرنے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ارقم، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری، حضرت کعب بن عمرو انصاری... حضرت انس بن مالک، حضرت اسامہ بن زید، حضرت جابر بن تمیم، حضرت مالک بن ربیع، حضرت ثاقب بن سفيان، حضرت واثق لثی، حضرت ابوقحافہ انصاری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت قیس بن امیہ

حضرت عثمان بن عفیف النخعی، حضرت یزید بن عاصم، حضرت ابو سعید خدری
حضرت زید بن ارقم، حضرت صفوان بن محرز، حضرت سلمہ بن رکیع، حضرت عبداللہ
بن ابی اوفی، حضرت معقل بن یسار، حضرت عوف بن مالک، حضرت حکیم بن خرازم،
حضرت عدی بن حاتم، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن
عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت سموہ بن جندب، حضرت ولید بن
عقبہ، حضرت سعد بن العاص، حضرت ثمان بن بشیر، حضرت صہبک بن قیس، حضرت
ابو یزید خدیج، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت مالک بن حورث (ابو الحسن المہاجر)
اور ان کے علاوہ دیگر اہل مشہور و معروف صحابہ شامل تھے۔

جن ملانے تحقیق و جستجو سے کام لیا وہ دیکھ رہے تھے کہ ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲ء میں مسلسل تین سال یزید کو امیر کج بننے کا شرف حاصل ہوا (البدایہ والنہایہ ص ۲۳ جلد ۸) اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں تھا تو اس وقت کے ہزاروں مسلمانوں، جن میں صحابہ کرامؓ اور حضرت حسینؑ بھی شامل تھے اسے بطور امیر کج کیوں قبول کیا؟
ہما و قطنیظہ کے موقع پر ہزاروں اصحاب رسول اور دیگر مسلمانوں نے یزید کی قیادت اور سرداری کو قبول کیا اور شامل لشکر ہوئے، ان میں فاروق اعظمؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ، آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، مزین بن رسولؓ حضرت ابوالویب الصاریؓ اور سید علی الرضیؓ کے دونوں بہادر فرزند حسینؑ کریمین (رضی اللہ عنہم) بھی تھے۔۔۔۔۔ دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۱۵۱ جلد ۸۔

اس لشکر کو رحمت کامنائے نے مغفرت و بخشش کی خوشخبری دی تھی (سبحانہ) اس سفر میں حضرت ابوالیوب انصاریؓ کا انتقال ہوا۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ میرا خزانہ زمین میں مدفون ہے چنانچہ زبید نے ان کے خزانے کی امامت کی اور دشمنین کو کمینے نے اس کی اقتدا میں نمازاواکی (الجلالہ والاعلیٰ ص ۵۸ جلد ۸) تحقیق و جستجو کرنے والے علما جانتے تھے کہ حضرت حسینؑ کے چچا زاد بھائی

ایا.... جگر کی تصنیف کا مقصد وحید واقعہ کر بلا کی صبح اور مستند تصویر پیش کرنا تھا۔
 ... ایسی تصویر جو اخلاقی و تفریط سے متراجم اور عام کے دل و دماغ پر چسپے ہوئے
 ویز پر پڑے ہوئے... اور یہ حقیقت آشکار کرنی تھی کہ آج جو لوگ محرم الحرام کے
 مہینے میں غم اور سوگ کا اظہار کرنے کے لیے کپڑوں کو کالا کر لیتے ہیں... سینی کوئی
 کرتے... انگاروں پر چلتے... زنجیروں سے بدن زخمی کرتے... گریبان
 چاک کر کے ماتر اور بن کا بازار گرم کرتے ہیں... جن کے گھروں کی چادر پائیاں اٹلی
 چھو جاتی ہیں... غم کی مجلس منعقد کرتے... ہائے حسین ہائے حسین کی دردناک
 آوازیں نکالتے... خانوادہ علی المرتضیٰ کا نام لے کر روتے ہیں... دراصل یہی
 آغیا اور مرگہ درخشاہ حسینی کے قائل ہیں لیکن اپنے اس مکروہ جرم پر پردہ ڈالنے
 اور اجنت عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے انھوں نے حبیب حسینؑ کا لبادہ اوڑھ
 لیا ہے اور چہرے پر شوقِ اہلبیت کا ماسک پہن لیا ہے۔ میں نے اپنی اس تصنیف
 میں ان کی اپنی معتبر ترین کتب سے ان کو اصل حیرہ دکھایا ہے، صرف آئینہ سامنے
 رکھا ہے کہ غلامو! اپنے چہرے پر بد نما داغ... مکروہ وجہ اور چپکے
 نشان دیکھ لو.... لیکن

آئینہ ان کو دکھایا تو رہا مان گئے۔

کربلا کے چشم دید گواہوں نے حضرت حسینؑ اور ان کے گھرانے کے قاتلوں
 کی نشان دہی کی تھی اور وہ صرف اور صرف شیعیان کو فرماتے تھے۔ آپ تفصیل کتاب
 میں پڑھ لیں گے انشاء اللہ۔

آج بڑید کو مٹھون کرنے کے لیے واقعہ حرہ کا ردنا سب سے زیادہ رویا جاتا
 ہے۔ اس واقعہ کو بنیاد بنا کر دنیا جہان کے جھوٹ کے چنڈے منبر و محراب کی زینت
 بنتے ہیں... مسند نبویؐ کے وارث، موضوع من گھڑت اور شیخ راویوں کی حکایات
 غریب خدا سے عاری ہو کر بے دھڑک غوام کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس واقعہ
 کا توہ دار بڑید کو کھرا کر نیکو اور ذلت کا اظہار کیا جاتا ہے... لیکن آئیے دیکھتے ہیں

حضرت عبداللہ بن جعفرؑ نے اپنی بیٹی اتم محمدؑ کا نکاح یزید سے کیا تھا۔ جمہور اللہ
 اگر بڑید قابلِ نفرت شخص تھا تو انھوں نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں کیوں دی۔
 صرف بیٹی اس کے نکاح میں نہیں دی بلکہ واقعہ کربلا کے بعد ایک موقع پر حضرت
 بن جعفرؑ بڑید کے دربار میں آئے۔ یزید نے انھیں ڈولا لکھ و طغیر دیا تو انھوں نے بڑید
 کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "میرے ماں باپ تجھے پر قرآن انساب الاشراف پر
 حضرت حسینؑ نے بھی کسی موقع پر بڑید کو فاسق و فاجر... اسلام کا دشمن
 دین کا باغی نہیں کہا... اور نہ وہ یزید کی متفقہ قائم شدہ طلاف کا کتختہ الٹ دیا
 چاہتے تھے بلکہ وہ تو شیعیان کو ف کے قریب میں آگئے تھے اور دورانِ سفر جہان ان پر
 شیعیان کو ف کا کمر و فریب... عیاری اور جھوٹ ظاہر ہوا تو وہ یزید کی بیعت پر راضی
 ہو کر عازمِ دمشق ہو گئے تھے لیکن شیعیان کو ف نے محسوس کیا کہ اس طرح تو مکروہ فریب
 سے بنا ہوا ہمارا بھال ناز رہا جو یگانہ اور مسلمانوں کا اتحاد ہماری موت کا سبب
 بن گیا... تو انھوں نے ایک گھناؤنی سازش کے مطابق یکبارگی حملہ کر کے قافلہ حسینی
 کو تیرتھ کر دیا۔

مولانا ابوالکلامؒ فرماتے تھے کہ لوگ جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو جیل کی
 کھاتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جیل اس لیے بنا کر ڈالا کہ انھوں نے جرم
 کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح ہم کہتے ہیں کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت
 حسینؑ کو شہید اس لیے کیا گیا کہ وہ بڑید کی بیعت سے انکاری تھے حالانکہ حقائق یہ
 پکار کر کہہ رہے ہیں کہ سنیہ تابعینؒ کو شہید اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ بڑید کی بیعت
 کرنے پر راضی اور آمادہ ہو گئے تھے لیکن شیعیان کو ف آڑے آگئے اور خانوادہ علیہ
 کو استہلاقی بے دردی اور سخا کی سے خاک و خون میں تڑپا دیا۔

قارئین کرام... میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفاتی پیش کرنا ہی
 تعریف و توصیف کرنا نہیں تھا یہ مذکورہ توضیحات آگیا اور رضی عنہم نے آسمان سر

کرسیدنا حسینؑ کے فرزند ارجمند حضرت علی بن حسین (زین العابدین) اور حضرت
 پانچویں امام کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔
 ایک شخص نے امام محمد باقرؑ سے واقعہ حرہ کے بارے میں دریافت کیا۔
 ان کے گھر لے گا کوئی فرد یزید کی فوج سے لڑنے کے لیے نکلا تھا۔
 انھوں نے فرمایا کہ نہ خاندان ابوطالب کا کوئی فرد لڑنے کے لیے نکلا
 اور نہ ہی خاندان عبدالمطلب میں سے کوئی شخص مقابلے میں آیا۔
 سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ جب حضرت مس
 بن عبدالمطلبؑ لشکر یزید کے سالار جو صحابی رسول تھے، بناوت کی کچھ دیر
 کا یہاں پہنچے تو حضرت زین العابدینؑ ان کے پاس آئے۔ رسولی
 عقیدے نے ان کی عزت و تحریم کی اور کہا کہ یزید نے مجھے مکر و باجناک
 کے ساتھ صحن سلوک سے پیش آؤں۔ میںؑ کو حضرت زین العابدینؑ
 گویا: "وصلی اللہ امیر المؤمنین یزید" اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت میں
 جنت ابین سندھ ۱۱۵
 قارئین گرامی! قدر! اس حوالے کو ایک بار پھر پڑھیے اور غور و خفا سے
 کنہ کئی ہو کر فیصلہ کیجئے کہ اگر واقعہ حرہ کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہیں
 سیدنا حسینؑ کے شہاد و شجاع فرزند لشکر یزید کے سالار سے ملے بھی نہ آتے۔
 اور اگر ملے آئی گئے تھے تو پھر یزید کے لیے رحمت کی دعا بھی نہ کرتے۔
 امیر المؤمنینؑ کے خواہر صورت لعنت سے یاد فرماتے... بسیدنا حسینؑ کی
 یزید کی دعا سے ثابت کر دیا کہ واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں
 تھی جو بناوت پر آمادہ ہوئے۔ لشکر یزید اس کی قیادت صحابی رسول کو پہنچے
 نے تو بناوت کو کچلنے کے لیے کارروائی کی تھی... آواز دو انصاف کو
 دست بہتہ سوال کرو اور باب من و عقد سے کوسلی نول کی متفقہ حکومت کے
 جن لوگ بناوت کو کچلنے کے لیے مناسب کارروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا۔

یوں کا یا کمران وقت کا؟

۱۹۸۰ء میں چند شرارتی لوگوں نے بیت اللہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ملوث ملک گیا
 باغیوں بند ہو گئی۔ تقریباً تیرہ دن جماعت نہ ہو سکی.... پھر حکومت وقت نے کارروائی
 ٹیک داخل ہونے، گولیاں چلیں، بیت اللہ کو بھی ایک دو گولیاں لگیں۔
 افغان حکومت وقت نے بناوت پر قابو پایا۔ باغی گرفتار ہوئے... انھیں پٹانسی
 کی جگہ نرادی گئی.... خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دیجیے کہ قصور کس کا تھا؟....
 کی سزات اللہ کی بے رحمی کا ذمہ دار کون ہے؟ باغی یا سعودی حکومت؟ ہر صاحب
 بیت ماف کا فیصلہ یہی ہو گا کہ جنہوں نے بناوت کی وہی ذمہ دار ہیں اور جنہوں نے
 انصاف مت کو کچلنے کے لیے کارروائی کی وہ بیت اللہ کی بے رحمی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔
 بنامس حرج واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے۔ یزید کے لشکر نے تو اس
 اسی حرج و مرج کو ختم کرنے کے لیے کارروائی کی تھی۔
 بدو نہ آج بدو رکعت کا ملال.... پیشہ ورو اعظم.... منبر و محراب کے لیے
 مداخلہ خطیب مسیٰ نہ شیعہ قاضی و لغمانی... کسکی لال کا لے شاہ اپنی تقریر و تحریر
 بدو نہ یزید کو کافر.... کبھی فاسق و فاجر اور شراب نوش کہہ کر لعنت کی تسبیح پڑھنا کا
 میں غیب سمجھتے ہیں اور کوئی نام نہاد محقق کہتا ہے کہ کوئی ایمنٹ یزید کی تعریف
 قرآن کریم... جان کی امان پاؤں تو اتنا تجھ جڑ کر ان محققین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یزید
 نہیں کر۔ اور میں جتنے صاحب رسول زندہ تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی یزید کے خلاف
 کے وہی کیا؟ یا غرض کو جاننا تو خواہ یا؟ ان میں سے کسی ایک نے بھی نہ یزید کو کافر کہا
 خروج کس کیا؟ یا غرض کو جاننا تو خواہ یا؟ ان میں سے کسی ایک نے بھی نہ یزید کو کافر کہا
 نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کی نہ لعنت کا کمر دیا۔ ہاں تو یہاں تک کہ صدیقین
 اصحاب رسولؑ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا سہمہ ویر آپا کیوں کسی ایک تابعی
 نے اور نہ تبع تابعین میں سے کسی ایک نے یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ
 اس پر لعنت کے حوالے کا قائل بنے۔
 ان ایمنٹ کے چار شور و معروف آخر میں سے کسی ایک امام نے یزید کے

اور دیکھا گیا کہ دشمن کی سرزمین پر اسلام میں جس پہلے سخت شاہی بچھا یا جاتا ہے اور دشمن کا شہزادہ زید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر کو بھرا خضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چار دیواری پر تلوار مارتا ہے ۔ یہ سب اسی ہی محبوبہ زہراؑ کے علوم و دیوبند کے شیخ الحدیث، شیخ العرب والعم مولانا سید حسین احمد مدنی کہتے ہیں۔

زید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجے اور جزائر اربعین اور بلاد ہستے ایسے کرپاک کے فتح کرنے حقیقی کو خود استبدول قسطنطنیہ پر برہمی طبعی فوج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاہم شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں زید کا ہرے نمایاں انجام دیے تھے۔ (کتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۵)

مشہور حنفی عالم ملا علی قاری اسلام کے بارہ خلفاء کے نام لگتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

چار خلفائے راشدین، معاویہ، زید، عبدالملک بن مروان، ان کے چار ارکان اور عمر بن عبدالعزیز (۱۷۱ھ بعد کبرا)

ماضی قریب کے مشہور مؤرخ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں۔

مافظان تہجد الوادود کے الخاطی بنا پر خلفائے راشدین اور خواتمیتہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجتماع رہا یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ، زید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز اور ہشام

(سیرت النبی ص ۶۰-۶۱)

تقریباً کلام.... آخری دو حوالوں کو ایک بار پھر پڑھئے۔ ملا علی قاری اور سید سلیمان ندوی نے اسلام کے خلفاء شمار کیے تھے تو چھٹے نمبر پر زید کو شمار کیا....

گھر کا قوی دبا۔ ایسے فاسق و فاجر کہا؟ یا اس پر لعنت کے جواز کا تاکیں ہوا۔ ہمارے
برہان سکندر کنتم صنادیقین ط

اہل امام احمد سے ایک روایت جو ان کے بیٹے سے قاضی ابوبلیس نے لے لی ہے وہ منقطع ہے اس لیے قابل قبول نہیں.... بلکہ امام احمد کا صحیح مسکوک ہے جو قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی کتاب "الاعاصم من القواصم" ص ۲۳۳ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے کتاب الزہد میں امیر زید کا تذکرہ زمرۃ تابعین میں فرمایا ہے۔

امیر الزہد کے بعد اہل سنت کے مشہور محدثین امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام نسائی میں لیکن ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی زید کو کفر و فتنہ کا قوی نہیں دیا اور نہ لعنت کی تسبیح طرحی۔ ہاتھ بڑھانا۔
ان کفتم صنادیقین ط

ان مشہور محدثین کے بعد اہل سنت کے نامور مفسر اور فقیہ.... زید عالم اور اسکالر.... قرآن و حدیث میں مہارت تامہ رکھنے والے فاضل و عظیم

زید کو صحیح العقیدہ مسلمان.... کمال مومن.... صدق عالم.... خدمت اسلام میں پیش اور نیکو کار انسان تسلیم کیا ہے اور اس پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔
امت کے ان مشہور ترین اور معتد علیہ علمائے امام غزالی.... قاضی ابن عربی.... امام لیث بن سعد.... ابن خضعان.... امام ابن تیمیہ.... علامہ ابن قیم.... حافظ ابن کثیر.... ابن حجر مکی.... ملا علی قاری....

سید سلیمان ندوی.... حضرت سید حسین احمد مدنی جیسے حضرات شامل ہیں ان حضرات کی کتب سے چند حوالہ جات آپ کتاب میں پڑھ لیں یہاں صرف ایک دو حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور مؤرخ مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں۔
یہ امارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی۔

لیکن ان دونوں حضرات نے حضرت سیدنا حسنؓ بن علیؓ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔
حضرت سیدنا حسنؓ کو بھی اسی طرح خلیفہ برحق مانتے ہیں جس طرح حضرت علیؓ
خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں۔

برادران اسلام کتاب کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے جس میں تقریباً
چوبیس صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن میں استاذی معزم شیخ الحدیدؒ
مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب نیوی کی تقریظ (جس میں آپ کو قیمتی معلومات
مہول گی) شامل ہے۔۔۔ ایک تقریظ برادر معزم، محقق وقت، فاضل الکلیہ،
قرآن مولانا قاضی محمد یونس انور خلیفہ شہداء مسجد لاہور زینت کتاب بن دہلی
جو خوبصورت انداز تحریر کا شاہکار ہے۔

اس ایڈیشن میں کوئی تبدیلی اور دو بدل نہیں کیا جا رہا۔۔۔ اور یہ
کے ہوئے، کمزور اور پورا اعتراضات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی گئی
لیے کہ یہ اعتراضات کوئی نئے، انوکھے اور زراے نہیں تھے بلکہ مدت کے گزرنے
لتے تھے جنہیں پھر سے چبانے کی کوشش کی گئی ہے۔۔۔ اور ان اعتراضات
کی دھجیاں علانے حق اور مستند مؤرخین علمی فضا میں بہت پہلے بکھیر چکی ہیں
اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے وہ میرے اللہ کا کرم ہے اور خدای اور کرم
مجموعیہ کرم اور کرم فہم کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے
سیدے راستے پر قائم رکھے۔ آمین۔

امام الانبیاء، مخبر صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

سیدنا حسین کے قتل

شیم

ہو جی

۲۲۲۔ العبدین غدر، عن عبد بن أحمد البغدی، عن معاویہ بن حکیم، عن
حسن رضاع، عن عیسیٰ بن جراح، عن أبي عبد الله (ع) فی قول الله عز وجل: "مقلباً
ان کل من أصحاب الیوم ۵ سلام فک من أصحاب الیوم ۱۰" قال، قال رسول الله (ص)
لانی (ع) هم لیتک سلام ولک منهم ان یقلواهم

آنحضرتؐ نے حضرت علی المرتضیٰؑ سے فرمایا۔
اے علیؑ اپنے بیٹوں کو اپنے شیعوں سے بچاؤ وہ انہیں
قتل کر دیں گے۔

(شیعوں کا کتب سے منکر کتاب کافی صفحہ ۱۱۰ جلد ۱)
آنحضرتؐ کی اس پیشین گوئی کے بعد جو شخص شیعوں کے علاوہ
کسی اور کو قتل حسینؑ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے
وہ امام الانبیاء، صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی
مخالف کر رہا ہے۔

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة
والسلام على سيد الانبياء وخاتم النبيين - وعلى آله واصحابه
اجمعين.

واقعہ کربلا تاریخ اسلام کے اہم واقعات میں ہے حدیثیت کاملہ ہے
اس انتہائی نازک موضوع پر مؤرخین اور علماء اہل سنت اور علماء اہل تشیع نے سیکڑوں
کتابیں تحریر کی ہیں۔

اور اس حقیقت سے بھی کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا کہ جھوٹ
اس واقعہ کے بارے میں بولا اور تحریف کیا جاتا ہے شاید یہ کسی واقعہ میں اتنا
جھوٹ بولا اور کھٹا گیا ہو۔ اور جتنی مبالغہ آرائی کر بلا کے واقعہ میں غیر ذمہ دار
واضعین اور اہل متغیبن نے کی ہے وہ ایک ریکارڈ ہے۔

اس واقعہ نے پورے ایک گروہ کو خیمہ دیا ہے جس گروہ کے نظریات و احادیث
اور عقائد کی بنیاد اسی واقعہ پر ہے بلکہ ان کی شناخت بھی کر بلا کے غور سے ہے
علاوہ ازیں یہ واقعہ اور مادہ اس لحاظ سے بے حد نازک بھی ہے کہ بلا
طرف نواسہ رسول مقبول - جگر گوشہ فاطمہ - فرزند علی المرتضیٰ - محبوب سیدہ فاطمہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے اور دوسری جانب امیر المومنین -
خال سلیمان - فاتح شام و قبرص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرزند
یزید کی شخصیت ہے جس کے ہاتھ پر سینکڑوں جلیل القدر صحابہ کرام اور کئی
ازواج مہلکات نے نیت کی ہے۔

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کذب و افتراء اور مبالغہ آرائی کے ساتھ جہل و تکبر
کے واقعات بیان ہوتے ہیں اور جو دکھ بھری داستانیں سنائی جاتی ہیں اس
کا ذمہ دار بھی یزید کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے
ساتھیوں کا قاتل بھی یزید ہی کو سمجھا جاتا ہے۔ پانی بند کرنے - خیموں کو آگ لگانے
اور خواتین کی بے رحمی کو لے کر تمام ذمہ داری بھی یزید پر ڈالی جاتی ہے۔

طبعی یا پس جمع کرنے والے مؤرخین تاریخ کی کتابوں میں گم ہو کر اور کذاب
راویوں پر اعتماد کر کے بغیر ہر گئے ورتق سیاہ کرتے رہے اور پھر بعد میں کئے والے
علماء اور داعیین نے انھیں بند کر کے مؤرخین کی بے سند اور بے سرو پا روایات
کو دبی کا دجہ دے کر قبول کر لیا۔

ابو مخنف شیعہ کی من گھڑت کذاب روایات کو قبول کرتے ہوئے مکملی پہ
کلکی ماسے کا جھلسلا شروع ہوا تو آج تک جاری و ساری ہے۔

مقام حیرت و انورس ہے کہ کسی نے یہ تک سر پہنچ کر زحمت گوارا نہ کی کہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کھانے والے کون تھے؟ - دھوت دینے والے کون
تھے؟ - خط بھیجنے والے کون تھے؟ - پتھر قتل کرنے والے نصیبت الفطرۃ
کون تھے؟ - خیموں کو آگ کس نے لگائی اور ستورات کی بے رحمی کس نے کی؟
- خانوادہ علیؑ پر پانی پستہ کرنے والے کون تھے؟ - اور کیا واقعی پانی بند ہوا
بھی ہے کہ نہیں؟

تعجب ہے کہ شہرارت کرنے والے اور واقعہ کربلا کے اصل ذمہ دار
آل حُبّ ابلیس کا لبادہ اوڑھ کر صاف نیکی کے اور دوسرے اسلام ٹھہرایا گیا یزید

جو دشمن میں تھا اور پوری زندگی اس واقعہ فاجحہ پہلے حدتاً سنا رہی تھی۔
 کمال ہے بڑے بڑے علماء، فاضلہ۔ پیران عظام۔ مشائخ کرام
 خفاہوں کے وارث۔ درباروں کے گدی نشین۔ مشہور و معروف علماء
 اور پروفیسر۔ صحافی و ادیب کبھی نے بھی ہمارے کو کھنکھاتے کی زحمت اور کشتی
 نہیں کی کسی نے ہار یک جینی سے کام نہیں لیا جس کی نظر سے دیکھتے چلنے کے
 اور اس طرح دوزخ ہونے کا واقعہ بڑے معتدل تھے۔

کبھی نے ایک نیرنگی پر نہ دیکھا اگر واقعی بڑا تھا۔ غلط کار تھا۔ حکومت ہند
 کا سربراہ بننے کے قابل نہیں تھا۔ امامت کے وقتی نہیں تھا۔ فاضل و ذہیر
 تھا۔ شرابی و زانی تھا۔ گنہگاروں کی غنائیں کر دیتا تھا۔ بے نماز تھا۔ بیکل تھا
 اور دنیا کی تمام برائیاں اس میں موجود تھیں تو پھر صوفی و رسول، کاتب و کی ہر لڑائی
 سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ایسے بکرا کر
 لوگوں کی گردنوں پر غلط کر دیا تھا۔ پھر صوفی و رسول بیعت رضوان میں شامل حضرت
 مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنے کا وہ جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ
 عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ زیر کرنا چاہئیں ماز و کر دیں۔

پیران عظام عظمت کا کیا کہہ گے تہوں نے زیرہ کی ولی جہد کی تسلیم
 کی پھر ان سبکدوش اصحاب رضائی کی چڑشیں کیا ہوگی جو زیرہ کی بیعت میں نے
 پھر نواسہ رسول حضرت سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ کا کیا کہہ گے جنہوں نے کر دیا
 ہمسے راہ میں فرمایا مجھے زیرہ کی لے چلیں اس کے واقعہ میں اپنا اندر دینے
 کے لیے تیار نہ رہا۔

عزیز شوری اور فرشتہ شوری کی طرف پر شب اہل بیت کے غم سے میں ہلکا ہونے پر
 کوٹا دیتا یا آتا ہے لیکن اہل قصہ زیرہ کی آڑ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی انداز
 مہارت اور اصحاب رسول کے دامن کو کاغذ پر بنا ہے۔ اس کی توجہ جہاں کا ہو وہاں
 کے دامن کاغذ پر گئے اور اس سے اعتماد و اعتماد کیا تو پھر قرآن، رسالت ختم نبوت
 اور نبی اسلام پر غور کرنا انسان اور جہل پر جانے کا کیڑہ کو اسلام کے معنی کو دتو

جی لوگ تھے جب گواہ ہی خود عرض، لاپچی، خفا و پست اور (معاذ اللہ) جھوٹے
 ثابت ہوئے تو اسلام کا کیس خود بخود خارج ہو جائے گا۔ اور یہی اصل مقصد ہے
 نبوت اور اس کی اولاد و افضلیت کا کہ مذہب اسلام، قرآن اور ختم نبوت سے
 اعتماد اٹھا دیا جائے۔ اس لیے مسلمانوں کو افضلیتوں کی اس غیب کا ردائی اور عقلی بیان
 اس کی کو اعتبار دینا ہوگا اور اس کی جھوٹ کر قدم رکھنا ہوگا کہ نہ حضرت علیہ السلام
 نبی اللہ کا دامن کاغذ پر اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی صوفی کا دامن
 اور نہ میں اہل دشمن کا کشت کرنا ہے۔ ہم نے کجروی لگائی ہے کہ کر دیا کا واقعہ
 یہ کہ انہوں نے ہذا؟ اس کے عواقب کیا تھے؟ اس واقعہ کے اصل زخموں کو کہیں ہیں؟
 یہ سارے کس نے تیار کیا؟ زیرہ کا اس کی کتنا اہم تھا۔۔۔ اصل حقائق کیا ہیں؟
 ہم تفصیل کے ساتھ سنیں اور شیعہ و دونوں مذاہب کی کتب سے اصل واقعات اور
 سب حقائق بیان کریں گے تاکہ دھوکہ کا دھوکہ اور ہانی کا ہانی ہو جائے اور اصل بخیر
 کے کفر و جہل سے سامنے آجائیں اور ان کے گھناؤنے جہلوں سے حقیقت اہل بیت
 کے پرہیزگار دیکھ جائیں اور انہیں ان کی اپنی کتب کے نتیجے میں اصل جو
 دھوکہ دینے اور شیعہ پر واضح ہو جائے کہ اسلام، قرآن، ختم نبوت و اصحاب رسول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی تبلیغ و تعلیم کے شرے اور سبب سے یہود کی کثرت گئی۔ مدینہ سے ان کو مکمل دس نکال دیا گیا۔ یہودیوں نے یہودیوں کو گھنے پتھر سے بن کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مسعود میں اور پھر امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں اسلام اس تیزی کے ساتھ پھیلا کہ فرمات و کامیابی کے دروازے کھلے گئے۔ حق جیلا چلا گیا اور باطل سمٹا چلا گیا۔ مسلمان فتح یاب اور کامران ہوتے چلے گئے۔

اور دشمنان اسلام ذلیل و خوار ہوتے چلے گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر جس قوم کو سب سے زیادہ تکلیف، دکھ اور خدشہ ہوتا وہ یہود تھے۔

اور یہودیہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ مسلمانوں کی مسلسل ترقی اور لاتعداد فتوحات اور عزت و رفعت کی وجہ ان کا آپس میں اتحاد و اتفاق ہے۔ ان میں مکمل یکجہتی اور

یکجہتی ہے۔ ان میں نہ نسلی تعصب ہے نہ خانہ دانی و رقابت و عناد اور نہ ہی جاہ و بھروسہ کی خواہش۔ وہ آپس میں شیر و شکار، بھائی بھائی اور گھر سے دوست ہیں ایک

دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہیں اور شریک ہوتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ایک ہے۔ نظریہ ایک ہے۔ موقف ایک ہے۔ اور ان سب کی منزل ایک ہے، وہ ہاتھ میں ہاتھ

ڈالے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

اتحاد و اتفاق اور دوستی کی اس نیلے پانی جھڑی دیوار میں دروازہ ان انتہائی

شکل اور دُشوار تھا اور مسلمانوں کی متعدد قوت و طاقت کو شکست دینا اور میدان جنگ

بہا ان سے بہتر آزمائش موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اسی لیے یہودیوں نے

ازدواجی مصلحت، خاندانہ رسالت، بیت اللہ اور مسجد نبوی اور ماس کے ساتھ
علی کا اصل دشمنی کون ہے؟۔ یہ وہ خاطر رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہما
عین رضی اللہ عنہما اور حضرت زین العابدین کی توحید کرنے والا اور گستاخانہ کو
سب سے پہلے وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے قدم قدم پر اس خاندان سے بے وفائی کی
جو جگہ قدری کی۔ بعض کو ذہر دے کر شہید کر دیا۔ اور کچھ کھاتھیوں سمیت کراچی
کی زمین پر تہ تیغ کر دیا۔

خاندان علیؑ کی لوگوں سے شاک اور نالاں رہا اور ہمیشہ کن سے تنگ رہا اور بدو عالمیں کٹا رہا۔

آئیے! تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر انابت کی نظر سے دیکھئے! انشا اللہ
بہت کچھ نکلے گا۔ وفادار اور مقدار الگ الگ ہو جائیں گے۔ اپنے اور بیگانے
پر بھانے جائیں گے۔ دشمن اور دوست معلوم ہو جائیں گے۔

شیعہ فرقہ کی بنیاد کس نے رکھی؟

یہود و جودین اسلام کے اصلی دشمن ہیں اور ہمیشہ اسے مٹانے کے لیے سرگرم

ممل رہے ہیں۔ ان کی طاقت اور قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری

سے مدح و تحمیل ہو گئی تھی۔ خاص کر کہ جب آنحضرت ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے

مدینہ شہر کی یہ حالت تھی کہ شہر میں اور اس کے گرد و نواح میں یہود کا اچھا ناما

ور اور اثر تھا۔ ان کے بڑے بڑے علماء و رؤسایہ توحید کے حافظ اور گواہ تھے۔

جو بدعتی۔ عوام اناس کے دل و دماغ میں

اُسے اپنی خواہش کے ٹھکرائے جانے پر بے عنایت ہوئی وہ جل جہنم

فہرست میں سب سے پہلے اور سب سے پہلے کا باب ہے۔ اور اس کا ذکر کرتے ہوئے

عبداللہ بن سبائے ساتھ ساتھ یہ کہنا بھی شروع کیا کہ اسلام میں جو کچھ شتم کے حقوق سب سے زیادہ ہیں مگر حکومت و اقتدار میں جو کچھ کا اتنا حصہ نہیں ہے جتنا حصہ آج جو امیر کا ہے۔ حکومتی عہدے اور زیادہ گورنر بھی جو امیر سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کا بنداری اور زیادتی کا ذمہ دار غلیظہ وقت ہے۔ وہ جو کچھ شتم کے ساتھ زیادتی کرتا ہے اور اپنے خاندان کو برابر نواز رہا ہے۔

اس کی یہ چاہو سنا باتیں اور گفتگو بعض سادہ لوح لوگوں کو متاثر کرتی تھی۔ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی جارحانہ اور منافقانہ کاروائی اور زہریلے پروپیگنڈے کا علم ہوا تو فوراً اسے مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔

یہ آگ بجھ کر اور حسد کی چنگاری دل میں پھپکا کر مدینہ منورہ سے نکل گیا اور ضیہ طر پر اپنے مذموم مشن کا آغاز کیا۔ وہی باتیں اور وہی دلائل جو مدینہ منورہ کے لوگوں کے سامنے دیتا تھا یہاں بھی دہرائے شروع کیے اور ساتھ ساتھ یہاں اس نے آل رسول کی محبت و عشق کا ذمہ بھی شروع کیا۔ اور پھر کچھ مدت کے بعد اعلیٰ طرز پر ضیہ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کی بڑائی کرنے لگا۔ اور تنقید کے نشتر چلانے لگا۔

بصرہ کے گورنر تک اطلاع گئی تو انہوں نے اسے طلب کیا اور پوچھا تم کوئی برے کچھ شہری شہزادوں، خباثتوں اور منافقانہ رویے سے معلوم ہوتا ہے تم کوئی فتنہ بپا کرنا چاہتے ہو۔ تمہاری فعلی چالوں سے محسوس ہوتا ہے تم یہودی بر سرکھانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہو اور فساد و انتشار کا بیج بونا چاہتے ہو۔

عبداللہ بن سبائے گورنر بصرہ کی گفتگو سنی اور بصرہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

گیا اور پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ اپنی منزل کے حصول کے لئے لڑائی میں مشغول ہوا اور اس کے لئے طرہ کار یہ اپنایا کہ غلامیت اسلام کے لئے زہریلے پروپیگنڈے کا آغاز کیا اور پھر دن بدن اس پروپیگنڈے کا پیمانہ بڑھاتا کرتا چلا گیا۔

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضل و کرم سے مشغول رہی دولت مند تھے اور ان کی دولت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب میں اور غلبہ صدیقی و فاروقی میں اسلام اور مسلمانوں کے کام آتی رہی۔ اوقات میں اور اندازی و مغیبی کے زمانے میں بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے غمراہانے کے نہ کھول دیے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسے دولت مند نہیں تھے جو خزانے پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ وہ ایسے دولت مند تھے جو فیاض اور سخاوت سے پھر نہ تھکرس اور غریبوں پر رحم کھانے والے تھے وہ اپنے دولت مند بھی اپنے غریب اور اوار کشتہ داروں کی مدد و نصرت اور امانت پانے والے سے فرساتے رہتے تھے۔

اسی چیز کو قیاد بنا کر عبداللہ بن سبائے اپنے کام کی ابتدا کی۔ اس نے شروع کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں کو سرکاری ماں سے لڑتے ہیں اور بیت المال سے ان کی جھریاں بھرتے ہیں اس زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے وہ اپنے ساتھ ان سادہ لوح مسلمانوں کو بلاتے ہیں کامیاب ہو گیا جو اپنے آپ کو مہاجرین و انصار کے برابر دیکھتے اور سرکاری عہدوں کا جھدار سمجھتے تھے۔

اور ان کے کوفہ کا رخ کیا۔

بدقسمتی سے کوفہ میں پہلے سے ہی چند منافق خلیفہ وقت سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے معتز کردہ گورنر کے مخالف موجود تھے۔ ایسی سبب اگر یہ زمین نہیں سمجھا
مورائی گئی، وہ ایک شرارتی گروہ میسر آ گیا۔ بس نے وہاں رابہ دشمنی اور اسلام
عابر کا روپ دھار لیا۔ لوگ اس کی عزت و تکریم کرنے لگے اور اپنی سادہ لوح
اسے دائمی ظالم و مباد اور یہ میزگار اور اپنا خیر خواہ سمجھنے لگے۔

یہ اندر کا، اندر اپنے مشن کے لیے کام کرتا رہا۔ اور لوگوں کے ہنوں کو
اپنے غموم مقاصد کے لیے تیار کرتا رہا اس طرح کوفہ میں اسے اتنی خاصی مادی
شراتیوں کی جماعت میسر آ گئی۔

کوفہ کے گورنر کا اختلاف بحوثی قوائیہوں نے اسے سرزدش کی اور کوفہ کے
مخلص اور شریف لوگوں نے اسے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا اس نے
نظریہ بجانب میں اور کوفہ سے بھاگ کر دمشق کا رخ کیا۔ مگر دمشق کے گورنر
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو سخت گیر۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم۔ علاقہ کے
نشیب و فراز سے باخبر۔ بہترین مدبر۔ دانا۔ ذہین اور فطین تھے۔ ان کے
علقے میں اس کی دال نہیں اٹھ سکتی تھی۔

اس نے ایک روز بشہور صحابی رسول حضرت ابولدر واد رضی اللہ عنہ
گفتگو کا آغاز کیا قوائیہوں نے کمال فراست سے فرمایا: تم مجھے یہودی معلوم
ہوتے ہو، پھر یہ ایک اور صحابی رسول حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ کے
ہاں پہنچا انہوں نے اس کی گفتگو کو سننا تو پھر کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

کے پاس لے گئے کو مجھے یہ شخص خطرات اور تمہیں اسلام محسوس ہوتا ہے اس کی
تحقیق و تفتیش کی جائے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے فوراً دمشق سے
نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔

یہ دمشق سے سید معاویہ کو پہنچا۔ اسے مصر میں حالات قدر سے سازگار
بلے اس لیے کہ مصر کے کچھ لوگ گورنر مصر کے کچھ شاکی اور ناراض تھے۔ اس نے
بحال ہوشیاری سے مجتبیٰ پر تیل کا کام کیا۔ مصر کی زمین اسے کوفہ سے بھی زیادہ
زرخیز و ثمراتی اور ایسی بنا پر اس نے مصر کو اپنی کاروائیوں کے لیے مرکزی دفتر
بنالیا۔

اور یہاں سے مصر کو کوفہ کی اس جماعت سے برابر خطوط کتابت کرتا
رہا جو یہ قائم کر کے آیا تھا۔ انہیں مسلسل ہدایت دیتا رہا اور اندر خانہ آہستہ آہستہ
اپنا کام جاری رکھا۔

اس نے اپنی تیار کردہ جماعت کے شرارتی لوگوں کے ذمہ لگایا کہ وہ اپنے
اپنے گورنروں کے خلاف شکایات لکھ کر دوسرے شہروں کے مسلمانوں کو روانہ
کرتے رہیں تاکہ نفرت کا جو بیج ہم نے بویا ہے وہ پروان چڑھتا رہے اور
لاوہ پکاتا رہے۔ عبد اللہ بن سبا نے جب قدر سے فضا اپنے حق میں مناسب لکھی
تو غلیظہ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے مثبت ملٹی
کالسا دہ اور دہ لیا۔

اس نے کتنا شروع کیا کہ ہر پیغمبر کا ایک وزیر اور رازدار ہوتا ہے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور رازدار حضرت یوشع بن نون تھے۔ اسی طرح ہمارے پیغمبر

محرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور رازدار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ساتھ ساتھ یہ تبلیغ بھی شروع کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کی تھی کہ میرے بعد خلافت و امامت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اور پھر چھپکے سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل اور بلند مرتبہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب مباہلہ آرائی سے بیان کرتا رہا اور اس کا یہ میں موضوع غدی میں سب سے پہلے اسی نے بیان کیا۔

کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ حضرت ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت و امامت کے منصب کے حقدار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے مگر صحابہ کرام نے اور غاصبوں کے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے زیادتی کر کے خلافت منصب کر لی تھی۔

علاوہ انہی یہ نہ پر ظاہر عقیدہ اور نظریہ بھی لوگوں کے ذہنوں میں بھیلنے کی کوشش کرتا کہ جس طرح توحید و رسالت اور قیامت کا ماننا اور ایمان لازماً ضروری ہے اسی طرح عقیدہ امامت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی کے کان میں چپکے سے یہ بات بھی ڈال دیتا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کلمات صادر ہوئے ہیں وہ انسانی اور بشری طاقت سے بالاتر ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ دراصل انسانی پاکیزہ میں خدا ہیں۔ انہیں خدا کی امتیازات حاصل ہیں وہ صفات الوہیت کے حامل ہیں۔

مسلہ خلافت کے بارے لوگوں کو سمجھانا کہ صحابہ کرام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادتی کی ہے اور وصیت رسول کو پس پشت ڈال ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور مشاہدہ کے خلاف حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ اور امیر المؤمنین بنا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق غصب کیا۔ انہوں نے دین کو برباد کیا اس لیے ان لوگوں پر بڑا کرپا چاہیے اور ان سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ اس تمام پر وہ بیگن تھے اور گفتگو سے علی بن ابی طالب کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معاملہ اب بھی اتنے سے نہیں گیا اور کئی امور اس لئے کے بجائے میں بل کر کوشش کرتی چاہیے اور موجودہ خلیفہ حضرت عثمانؓ کو ہٹا کر حضرت سیدنا علیؓ کو ان کا حق دلوانا چاہیے۔ ابھی اس کوشش اور ناپاک سازش سے اس کا مقصد پورا ہوتا تھا اور منزل قریب تر ہو سکتی تھی مسلمانوں میں انتشار و فتنہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اور وہ دو جہاتوں میں تقسیم ہو سکتے تھے۔

فائدہ گرامی قدر! ہماری اس گفتگو اور بحث سے اہل عرب انہیں جو ایک عبد اللہ بن سبا ہی وہ بد عیثت شخص ہے جس نے شیعوں کو فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس دور سے لے کر آج تک کا ہر شیعہ اپنے عقائد و نظریات میں عبد اللہ بن سبا کا پیرو کار نظر آتا ہے۔ اس مجرّمی القتل، یہودی مذہب و دشمن اسلام نے فتنہ اسلام کے شیعہ عقائد و نظریات کے خلاف غلو عقائد گھر کر شیعوں کو چمکائے شیعوں میں یہ کہ معتبر کتاب رجال کشی کے مصنف ابن ابی شیبہ نے ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ بن سبا کان یهودیاً فاسلم ووالی علیاً علیہ السلام وکان یقول

وَهُوَ عَلَى يَدَيْهِ فِي رُشْعِ بْنِ نُونٍ وَصِيَّ مَوْسَى
 بِالْقَلْبِ فَقَالَ فِي إِسْلَامِهِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي عِلِّيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَلَدَ ذَلِكَ وَكَانَ أَقَلَّ مَنْ
 اسْتَمَرَ بِالْقَلْبِ بَعْدَ مَنْ أَمَامَهُ مَعْلِي وَأَنْظَرُ الْبِرَاءَةِ مِنْ
 أَعْدَائِهِ وَكَافَتْ مَخَالِفِيهِ وَكَفَرَهُمْ بَيْنَ هَهُنَا قَالِ
 مَنْ خَالَفَ الشَّيْخَةَ أَصْلَ الشَّيْخِ مَا خَرَّذَ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ
 بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ پھر اسلام
 لیا اور حضرت علیؑ کی محنت کا دم بھرنے لگا۔ وہ اپنی یہودیت کے
 زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی رشع بن نون کے
 بارے غور کرتا تھا۔ پھر اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات کے بعد اسلام کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علیؑ کے بارے
 اسی قسم کی باتیں کہنی شروع کیں۔ عبداللہ بن سبا پہلا شخص ہے جس نے
 حضرت علیؑ کی امامت کے فرض ہونے کے عقیدے کو شہرہ کیا اور
 ان کے دشمنوں سے بات کا اظہار کیا اور ان کے مخالفینہ
 کو کلمہ کلمہ کافر کہنا شروع کیا۔ اسی لیے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں
 وہ کہتے ہیں کہ شیعوں مذہب یہودیت سے لیا گیا ہے۔

رجال کشی کے شیعہ مصنف نے تسلیم کر لیا ہے کہ شیعیت کے عقائد و نظریات
 موجود اور بانی عبداللہ بن سبا ہے۔ جو یہودی المذہب تھا مگر مسلمانوں کو نقصان
 پہنچانے کے لیے اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

عبداللہ بن سبا نے یہودی نظریات پھیلا کر ایک چال یہ عمل کر حضرت
 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبور سے غلط فہم کر لیا کہ کوفہ کے
 لوگوں کو امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بدظن کرنا شروع کیا اور پھر
 سوچے سمجھے منصوبے کے تحت شرارتی لوگوں کو مختلف شہروں سے جمع کر کے مدینہ
 منورہ لایا اور جب مسلمانوں کی اکثریت نے حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ
 کا رخ کیا تو باغیوں کی اس جماعت نے حضرت سیدنا عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ
 کر لیا۔ انہیں مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور جو کواں انہوں نے
 خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا۔ اس کو بیس کا پانی بھی سیدنا عثمان رضی اللہ
 عنہ پر بند کر دیا گیا۔ یہ محاصرہ تقریباً چالیس دن جاری رہا۔

اس دوران مدینہ کے مسلمان غلیظ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے
 برابر درخواست کرتے رہے کہ آپ اجازت دیں تو ہم ان چند باغیوں کا صفایا
 کر دیں اور ان کے ناپاک وجود سے مدینہ منورہ کو پاک کر دیں مگر مکان میں
 محصور علم و مروت باری کے کوہ گران سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر لوگوں کو روکتے
 تھے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی مسلمان کا خون نہیں بہانا چاہتا اور جس زمین پر میرے
 آقا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہیں اس زمین کو
 خون سے رنگین نہیں کرنا چاہتا۔

گورنر شام حضرت امیر معاویہؓ نے پیش کش کی کہ اگر آپ باغیوں کے خلاف
 کارروائی کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میرے ساتھ شام تشریف لائیں وہاں
 حالات مکمل طور پر سکون اور آپ کے حق میں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

جنگ کی آگ کی طرح بلاد اسلامیہ میں پھیل گئی۔ لوگوں کو نیکو لائق بخون کھراڑے اور زمین کا انتخاب بلد از بلد جتنا کہ مجھ سے ہوئے حالات پر کٹر دل کیا جا سکے اور داخل پُرسکون ہو سکے۔

سب سے زیادہ فخر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو تھی کہ اگر غلیف ہماری مرضی اور رائے کے بغیر یہ کیا تو پھر ہماری عزت نہیں۔ ہم قصاص عثمان رضی اللہ عنہ میں مارے جائیں گے۔

امیر المومنین کے انتخاب کے لیے نکاحیں تین تھیں۔ ائمہ اصحاب پیغمبر پر ہیں۔
۱) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۳) حضرت سیدنا زبیر (۴) حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہم۔

مگر ان تینوں نے اس زمرہ داری کو اٹھانے سے انکار کیا۔ عبداللہ بن سبا کا گردہ آب شظم طور پر زہریہ منہ پر قابض تھا۔ انہوں نے قتل و غارتگی کی جگہاں سے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر پر تیغ خلافت رکھ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”لَا أَرِيدُ عَلَى الْبَيْعَةِ بَدَقَتْلِ عِثْمَانَ دَعْوِي
وَالْعُسَاغِيَّةِ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَأَنْ تَرَكْتُمُوْنِي فَنَانَا
كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْبَحُكُمْ وَأَطُوعُكُمْ لِمَنْ وَلِيْتُمُوْا أَمْرَكُمْ
وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرٌ أَخِيرٌ لَكُمْ مَعِيَ أَمِيرٌ“

(ترجمہ خلافت شہید صفحہ ۱۹)

فرمایا معاویہ جس مقدس شہر میں میرے رسول مکرم کی یادگار ہے
میں میں اس شہر کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

کچھ بزرگ صحابہ نے اپنے فوجانہ پھیل کو حکم دیا کہ وہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ دیں۔ ان پہرہ دینے والوں میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فرزند اور چند حضرت حسن اور حضرت حسین بھی شامل تھے جو پہرہ خانہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھ پہرہ دے رہے تھے۔

مگر باقی گھر کی بقی دیوار پھلانگ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں
ہوئے اور ۸۲ سالہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ۴۰ دن تک پیسا سا کھڑا کر دیا
تاوت کہتے ہوئے انتہائی بے دردی شقاوت اور ظلم کے ساتھ خاک و خون
تڑپا کر شہید کر دیا۔ اُن کی زوجہ محترمہ حضرت نامہ کی انگلیاں کاٹ دیں۔ سلاخوں سے
باندھے رہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے وجود مقدس پر کوڑے ہوئے
کی پسیاں توڑتے رہے (مگر یہودی لابی نے واقعہ کو مایا کو اتنی جاننا آئی ہے
لیجئے کہ آج افسوس عام یہ تک نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان کس مہینے کی کون
کیک کو شہید ہوئے اور انہیں کتنی سزا تھی۔ یہ یہودی۔ بے رحمی اور ظلم کے
تہ تیغ کیا گیا اور انہیں پالیس دن تک پانی سے محروم رکھا گیا کاش کہ

علماء اور عوام صحیح تاریخ اصل حقائق اور شیعوں پر پگیندہ سے باخبر ہوتے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حبیب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا چاہی تو حضرت علی نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اور میرے علاوہ کسی اور کو نکاش کر دو اور اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں عام مسلمان کی طرح رہوں گا اور جس کو تم خلیفہ بناؤ گے شاید اس کی اطاعت و فرمانبرداری تم سے زیادہ کروں۔ اور یہ اذیر ہونا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے میرے امیر ہونے سے۔

مجبوراً حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس فترت داری کو اٹھایا اور یہ لگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک وہ صحابہ جو غزوہ بدر میں سرور کو بنیں علی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے اور جن کے تمام گناہوں کو خالق ارض و سمانے معاف کر دیا تھا میری بیعت کے لیے نہیں آئیں گے اس وقت تک میں اس سند پر نہیں بیٹھوں گا۔ باقی گروہ ان صحابہ کو پکڑ کر لائے اور تلوار کے سائے میں بیعت کے لیے مجھ پر حضرت طلحہ و زبیر مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شامل ہوئے اور فرمایا ہم سے مالک اشترا اور دوسرا بیٹوں نے تلوار کے دھڑے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے۔

اکثر صحابہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ ہزاروں کا تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب انزالہ الفتن صفر ۲۰۹ جلد ۲ میں لکھتے ہیں
"خلافت برائے حضرت علی قائم نہ شد نہ یہاں کہ اہل عل و عتدین اجتہاد و نصیحتاً مسلمین بیعت نہ کروئے
سرت علی کے لیے خلافت قائم نہیں ہوئی اس لیے کہ اہل اب ل و عتد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے حضرت علی کی بیعت نہیں کی؟

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب منہاج السنۃ صفر ۲۰۹ جلد ۲

میں فرماتے ہیں

وَمِنْ الْعُلُومِ أَنَّ الْخُلَفَاءَ الثَّلَاثَةَ اتَّفَقَ عَلَيْهِمُ السُّلْمُونَ وَكَانَ الشَّيْفُ فِي زَمَانِهِمْ مَسْئُولًا عَلَى الْكُفَّارِ مَكْفُوفًا عَنِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا عَلَى فَلَمْ يَتَّفِقِ السُّلْمُونَ عَلَى مَبَايَعَتِهِ بَلْ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ بِلَكَ الْمُدَّةِ وَكَانَ الشَّيْفُ فِي بِلَكَ الْمُدَّةِ مَكْفُوفًا عَنِ الْكُفَّارِ وَمَسْئُولًا عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ

یعنی بات ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی فتوہ امامت پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا اور ان کے دور خلافت میں تلوار کفار کے خلاف بے نیام ہوئی اور مسلمانوں سے رکھی۔ مگر حضرت علیؓ کی خلافت و امامت پر تمام مسلمان متفق نہیں ہوئے بلکہ

بیت اس نے نہیں کرنا چاہتے کہ وہ ہاشمی ہیں۔

اور بنو امیہ نے سوچا اور خیال کیا کہ قاتلین عثمان حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل ہیں اس لیے حضرت علیؑ ان سے قصاص اور بدلہ لینا نہیں چاہتے آپس کی یہ غلط فہمیاں جنگ کی صورت اپنائیں اور منافقین کی شرارتوں اور درپردہ کاروں کی بنا پر سلمان آپس میں دست و گریبان ہو گئے جب بھی مسلمانوں کے دونوں لشکروں کے مابین صلح و آشتی کی فضا پیدا ہوتی اور فتنہ و فساد اور باہمی لڑائی سے نجات کی صورت بنتی، منافقین اسے سبوتاژ کر دیتے، رات کی تاریکی میں دوسرے لشکر پر حملہ کر دیتے اور تاخیر دیتے کہ مخالف لشکر نے بد عہدی کرتے ہوئے جنگ کی ابتداء کر دی ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو باور کرایا جاتا کہ حضرت معاویہؓ و عائشہؓ کے لشکر نے بد عہدی کی ہے اور حملہ کر دیا ہے، اسی طرح حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ کہا جاتا کہ حضرت علیؑ کی فوج نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے جنگ شروع کی ہے۔ پھر جب لڑائی شروع ہو جائے اور گھمان کا دن پڑے اور بہادر و دلوریز مجاہد رہے ہوں تو کسی کو بھی تحقیق و جستجو کی ہمت تک نہیں ملتی۔

اس طرح کی خباثتوں اور شرارتوں سے منافقین اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوئے اور ان غلط فہمیوں سے ہونے والی دو لڑائیوں میں تقریباً ۹۰ ہزار مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔

حضرت علم و دہریر رضی اللہ عنہما جو مشر و مبشر ہیں شامل ہیں اور ایک سے زائد بار بھی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے وہ بھی حضرت

ان کے دور خلافت میں بقیہ سر اٹھاتے رہے اور کواکس لڑائی کے خلاف بے نیام ہوئی اور کفار سے رک کر رہی۔

حضرت علیؑ جب خلیفہ بن گئے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا اور میرے مطالبہ کے کہ امیر شام حضرت امیر معاویہؓ آٹھے مگر قسمتی سے قاتلین عثمانی باغیوں نے کمال پریشیاری اور قیاری سے حضرت علیؑ کے لشکر میں پناہ لے رکھی تھی۔

یہ بات غلط اور خلاف واقع ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ قصاص نہیں لینا چاہتے تھے بلکہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نیک نیتی کے ساتھ خیال تھا کہ حالات کچھ ایسے ہو جائیں معاشرہ سے غمناک پڑ جائے اور شورش و فتنہ قائم رہے تو سیدنا عثمانؓ کی لاش غمناک ہو کر رہ جائے۔

اور یہ بات غلط اور خلاف حقیقت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا علیؑ کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ کا نیک نیتی کے ساتھ خیال تھا کہ غلط وقت و دلائل کو انتہائی بے دردی کے ساتھ نمونہ آجی میں روزہ رسولؐ کے قریب ہوا پیاسا شہید کر دیا گیا اور ان کی زوجہ محترمہ کی انگلیاں کاٹ دی گئی ہیں۔ اس لیے بدینت قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینا سب سے مقدم ہے، ان قصاص کے بعد ہر بدینہ علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے تیار ہیں۔ (حوالہ کے لیے دیکھئے طبری ج ۱ ص ۱۰۰)

اس صورت حال سے دشمنوں نے یہ سمجھا کہ بنو امیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

ہو گیا۔ پھر اس دن سے آج تک مدینہ منورہ اسلامی مملکت کا دار الخلافہ نہیں بنا۔
یاد رہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مظلومیت اور پیکس
کو گوارا کر لیا تھا کہ مدینہ منورہ الرسول کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا تھا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فریقین

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کوفہ تشریف لائے آپ
کے ساتھ ابن سبأ کی روحانی اولاد۔ شرارتی طبقہ اور باغیوں کا گروہ بھی موجود
تھا۔ حضرت علی نے دار الخلافہ کے لیے کوفہ کا انتخاب اس سوچ کے ساتھ فرمایا تھا
کہ اہل کوفہ اپنے آپ کو شیعیان علی کہلاتے اور حبیب الجلیت کا ذمہ بھرتے تھے۔
چاہو کسی ماہر۔ جی حضور ہی میں اذل۔ چالاک میں کیا۔ جھوٹ بولنے کے
آستاد۔ زبان کے میٹھے اور دل کے کالے تھے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب مجاہد المومنین کے مؤلف نے کھلے دل سے
اقرار کیا ہے کہ کوفہ کے رہنے والے شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

مجاہد المومنین صفحہ ۵۹ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

”وإنما تشیع اہل کوفہ ما جئت باقامت دلیل ندارد و سستی ہوں

نونی الاصل محتاج بدلیل است۔ اگرچہ البرصیۃ کوفی باشند“

خلاصہ یہ ہے کہ تمام کوفیوں کا شیعہ ہونا اتنا واضح ہے کہ اس پر دلیل پیش
کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور کوفیوں کا سستی ہونا دلیل کا محتاج ہے اگرچہ

امام البرصیۃ کوفی تھے۔

علی رضی اللہ عنہ کے مخالف فکر میں شامل تھے اور اسی موقع پر شیعہ مذہب
علی ان کی شہادت پر حسرت و انوس کا اظہار فرماتے اور ان کے قاتلوں
جہنم کی جہیز بناتے تھے۔ بار بار حضرت علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے اور
برے فرماتے اس ہاتھ نے کئی مرتبہ حضرت علیؑ کو شہید کیا۔ وہ کوفہ کا دفاع کیا نہ
قاریب گرائی قدر آجئے جسے برے لوگ اس معرکہ میں کام آئے اور
جو تلواریں کہیں بدر آمد۔ اور خندق دشمنین میں گھار پر برق بن کر چکی تھیں۔
جن تلواروں نے کسی ٹکڑی نہ رکھ دیا۔ غلاف اپنی کاٹ دکھائی تھی۔ اور جن تلواروں
نے کتاب و دہان میان نبزہ اور ان کے امتیوں کے سرخ سے جھکا کر لیا
تھے۔ اور جن تلواروں کی چمک دمک سے ایران و روم کے مشرکین کی آنکھیں
خیرہ ہو گئی تھیں۔ اور جن تلواروں نے ابرو جہل۔ امیر۔ عقبہ۔ شیبہ اور جس
جسے حکمرانوں کے دعوے کر دیے تھے آج وہی تلواریں منافقین کی شہادت
اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کر دی تھیں۔ عبد اللہ بن سبا اور اس کی باغی
طرح کا یاب ہو کر حالات پر اپنی گرفت مضبوط کر چکی تھی۔ ان کے سازش اور
کاروانی سلسلے آگے بڑھ رہی تھی۔ فتوحات کا سلسلہ مکمل طور پر رک چکا تھا۔ کوفہ
خاص کر کے یہودی۔ عیسائی اور مجوسی لشکر اسلام کی طرف سے بے خوف و
ہراس تھے۔ انتشار و افراق کی وجہ سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی تھی اور ان
صحیح حالات سے باخبر ہونے کا موقع بھی نہیں مل رہا تھا۔

عبد اللہ بن سبا کی پارٹی اتنی اہمیت اختیار کر چکی تھی کہ انہوں نے حضرت سیدنا
علی رضی اللہ عنہ سے مدینہ الرسول چھوڑ دیا اور کوفہ مملکت اسلام کا دار الخلافہ

آپ نے منبر پر فرمایا اللہ کی قسم اٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ خدا
مجھے تم سے اٹھالے اور جنت کے باغوں میں جو جگہ سے چھوڑے
اے اللہ میں ان سے دل برداشتہ ہو گیا ہوں۔ اے اللہ مجھے
وفات دے کہ ان سے آرام بخش اور ان کو ایسے شخص سے مبتلا
کر کہ مجھے یاد کریں؟ (جلد العین صفحہ ۱۸۴)

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب بیج البلاغہ صفحہ ۳۹ (اُردو) میں حضرت علی رضی اللہ
نے کا ایک ارشادِ دگرگامی ہے۔

۱۰۔ کہ اگر کوئی شخص میں فتنہ و فساد کی ہوائیں چلیں اور میرے ذلیل مردم
بغاوت پر آمادہ ہوں تو خدا تیرا برا کرے؟
ایک اور ارشادِ دینی ملاحظہ فرمائیے۔

اے شکر والو! تہنوا! امیر اطاعت خداوندی کی طرف بلاتا ہے
اور تم نافرمانی کرتے ہو اور ایریثام (معاویہؓ) خدا کی نافرمانی کرتا
ہے اور شام والے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ قسم خدا کی یہاں
بات کو دوست رکھتا ہوں کہ معاویہؓ مجھ سے دس آدمی لے لے اور ان
کے بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے۔

(بیج البلاغہ صفحہ ۱۳۱ اُردو)

شیعہ مذہب کی سب سے معتبر کتاب روزہ کلینی صفحہ نمبر ۱۰۰ میں ہے
قال ابوالحسن لو هیئت شیعیتی ما وجدتم الا واصفہ

دور حاضر کے شیعہ عالم مولیٰ محمد حسین دہلوی (سرگودھا) اپنی کتاب کتب
صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں۔
اِس میں کوئی شک نہیں کہ جناب امیر علیہ السلام یعنی حضرت علی
نے کُفر کو دار الخلافہ قرار دیا اور وہ شیعان علی کا مرکز سمجھا
جاتا تھا؟

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی جو اپنے آپ کو شیعان علی کہتے
تھے اور جُنت علی سے زیادہ اُنھیں مضامبر اور ناص کر کے کُفر میں معاون و کاظم
تقریباً اور مَنافِ تھے۔ غزازی اور بہ عہدی اُن کی گفتی میں پڑی ہوئی تھی چنانچہ
درجہ کے دفاع باز جھوٹے اور دغا کرتے تھے۔

تمام زندگی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شرارتوں۔ خباثتوں اور
دویت سے نال اور تنگ رہے۔ انہوں نے قدم قدم پر حضرت علی سے بدظنی
کی اور فریب دیئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان شیعوں کے متعلق وقتاً فوقتاً جو کچھ فرماتے رہے
اے شیعہ کہ مشہور عالم علامہ باقر مجلسی کی زبانی سنئے

معتبر روایت میں وارد ہے کہ جب حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں
کی نافرمانی، منافقت، کُفر اور مخالفت سے تنگ دل ہو گئے۔
معاویہؓ کا شکر علیؓ کے خاک پر پیغا کر رہا تھا۔ علیؓ کے ساتھی اُن
کی مذہب نہیں کر رہے تھے۔ عجیب شکل کُشا ہے جو اپنے ساتھیوں کی
مدد کا محتاج ہے)

پہنچا کہ وہ حضرت امیر معاویہؓ جیسے واجب القتل شخص سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ شیعان علی حُب علی میں آئے بڑھ گئے تھے کہ جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اُسے کافر اور واجب القتل سمجھتے تھے۔

شیعہ مذہب کے معتبر کتاب نبی البلاغہ صفحہ ۲۷ میں ہے
 جنگ صفین میں معاملہ حکمین پر خوارج نے کہا آپ نے اس معاملہ میں خطا کی ہے۔

پھر نبی البلاغہ کے صفحہ ۱۷۰ میں درج ہے کہ
 اصحاب امیر المومنین سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپ نے جنگ صفین میں ہمیں حکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر خود حکم تسلیم کر لیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس امر وہی میں کوئی سی چیز باعث ثواب ہے یہ سنتے ہی حضرت علیؓ نے ہاتھ پر ہاتھ ملا اور افسوس کے ساتھ فرمایا یہ خبر اس شخص کی ہے جو عہدہ کو توڑ ڈلے۔

خداوند کلام یہ ہے کہ شیعان علیؓ کا یہ گروہ جو حضرت علیؓ سے صرف اس جس سے ناراض ہوا اور جماعت سے خارج ہوا کہ سیدنا علیؓ نے معاویہؓ سے صلح کے لیے ناٹھنی فیصلہ ماننے کی حامی کیوں بھری ہے؟ اس لیے انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو کافر کہنے کے ساتھ ساتھ اب حضرت علیؓ کو بھی کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ بدعت گروہ خارجی کہلایا۔

حضرت علیؓ ملتے ہیں اگر میں اپنے شیعہ کو چھانٹ کر دیکھوں تو ان سب کو مرتد آجیٹاںے والا پاؤں اور اگر ان کا استحقاق تو وہ سب مرتد نکلیں۔

پھر جنگ صفین میں جب حضرت سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ سے تصفیہ کے لیے ناٹھنی فیصلہ قبول کرنے کی حامی بھری اور حضرت امیر معاویہؓ نے صلح کے لیے ثالث مقرر ہوئے تو شیعان علیؓ کے ایک گروہ نے شہادتین دینا شروع کیا۔ یہ وہی گروہ تھا جس کا مقصد مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی کیفیت برقرار رکھنا اور مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق اُن کیلئے تھرت کا بیٹام تھا۔

اس گروہ نے یہ کہہ کر حضرت علیؓ کی مخالفت کی کہ امامت مضمون میں ہوتی ہے۔ اور اس پر ایمان لانا تو عید و رسالت اور قیامت پر ایمان لانے کی طرح فرض اور ضروری ہے۔ اور جو لوگ آپ کی بیعت نہیں کرتے اور آپ کی امامت کو تسلیم نہیں کرتے وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہیں اور ایسے لوگ واجب القتل ہیں۔ اس لیے معاویہؓ اور اس کی جماعت نے چونکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت خلاف نہیں کی اس لیے وہ قرآن کے احکام کے منکر ہیں۔ واجب القتل ہیں۔ اب آپ ایسے لوگوں سے جو کافر ہیں صلح کس طرح کی جاتی ہے اور ثالث کس بات کے لیے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ آپ کے مخالفین نے بولنے آپ کی بیعت کرنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اگر آپ معاویہؓ اور اس کی جماعت سے صلح کے لیے آمادہ ہیں تو پھر آپ بھی دائرۃ اسلام خارج ہو چکے ہیں۔ گویا کہ حضرت علیؓ سے اس گروہ کا اختلاف اور جھگڑا اب

کا بھی احترام کرتے ہیں اور ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف اور عظمت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ انہیں بے حرکت خارج کیا گیا ہے۔

ان عقل کے اندھوں کو اٹھ نظر آتا ہے

مجھوں نظر آتی ہے یللی نظر آتا ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دوست اور محب تھے اور جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اور اپنے آپ کو علی کا شیعہ کہلانے میں فخر محسوس کیا وہ مقدار اور دفا باز بیکے انہوں نے حضرت علی سے بے وفائی کی اور بد عہدی کی اور حضرت علی ہمیشہ ان سے نالاں رہے اور شیعیان علی میں سے جو خارجی بنے انہوں نے حضرت علی کو کافر کہا پھر ان ہی مقداروں اور منافقوں کے ہاتھوں حضرت سیدنا علیؑ شہید ہوئے۔

قابل علی المرتضیٰ عبدالرحمان بن محمد بن محمد بن ابی بکر نے صحیبا تھا کہ کوفہ جانو اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت امامت کرو۔ یہ ملعون نظارہ حضرت علی المرتضیٰ کی دوستی اور محبت کا دعویٰ کرتا تھا اس نے مذمت علیہ میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ میری بیعت خلافت قبول کی جائے۔ لیکن حضرت علیؑ اس کی بیعت قبول کرنے سے انکار کرتے رہے۔ یہ مسلسل تین دن منت اور ساجت گزارا اپنی دفا داریوں کا یقین دلا دیا۔ آخر تین دن کے بعد آپ نے اس ملعون کی یقین دہانی پر اعتقاد کر کے اس کی بیعت کو قبول کر لیا۔

یہی آج بہت سے نام نہاد اہل علم و دانش مستندوں کی سلاخ وارث بنے خبر و اعظ۔ پیشہ و مقرر۔ جاہل مبلغ۔ دون سے کلمہ صحتی۔ صیح تاریخ سے نا بلد و کلا۔ فہم و فراست سے عاری معقلین۔ کلمی پر کلمی مارنے کے عادی عوام و خواص یہ سمجھتے ہیں کہ خارجی وہ لوگ جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق بجانب سمجھتے ہیں اور سیدنا معاویہ کو تمام الزامات سے بری مانتے اور حضرت معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں اور سیدنا معاویہؓ کا احترام اسی طرح کرتے ہیں جس طرح سیدنا علیؑ کا احترام کرتے ہیں۔ حالانکہ خارجی حقیقت میں وہ لوگ تھے جو شروع میں حضرت علیؑ کے محبت اور دوستی کا دم بھرتے تھے اور اپنے آپ کو شیعیان علی کہتے تھے اور حضرت علیؑ کی امامت کو مخصوص من اللہ مانتے تھے۔ اور حضرت معاویہؓ صرف اس لیے مرد الزام ٹھہراتے اور کافر کہتے تھے کہ انہوں نے سیدنا علیؑ کی بیعت ذکر کے احکام قرآن کی خلاف ورزی کی ہے۔

جب حضرت علیؑ نے مکین کا فیصلہ منظور کرنے کا اعلان کیا تو بے شک سیدنا علیؑ کی بھی مخالفت ہو گئی اور کچھ لگے چڑکے معاویہؓ نے بیعت نہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے ایسے وہ واجب القتل ہے۔ آپ اپنے اس کے ساتھ تاشی کے فیصلے اور کلمات بات ہے اس بنا پر آپ بھی کافر ہے ہیں۔

مگر آج لگا لٹی بہت ہے کہ جو لوگ صحابی ہونے کی حیثیت سے حضرت

کفر کے خلاف نکلے تو ارباب نہایت تباہ ہو گئے۔

۱. امیر المؤمنین، داماد نبوی، فاتح خیر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔
۲. صاحب مدبر و فراست، اعظم انتہی کے صدق کا تپ وحی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

۳. فاتح مصر، صاحب فہم و فراست، بے مدبر و یک و دانا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

جب تک ان تینوں کو ٹھکانے نہیں لگادیا جاتا اور ان سے نہایت حاصل نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ احتمال موجود ہے کہ مسلمان ان تینوں میں سے کسی ایک پر شفق ہو کر اجتماعی قوت پیدا کریں اور مسلمان ایک عیسائی ظالم پر اٹھیں جو مائیں۔

ان منافقین کو یہ بھی علم تھا کہ مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق، ایک جہتی و یکجہتی ہی ہماری نوت ہے اور ہماری کامیابی و کامرانی کا راز صرف اور صرف اس میں ہے کہ مسلمان بھرے دیں۔ اس اتحاد و اتفاق کی علامت، ان تین عظیم شخصیات کے ملنے سے بٹانا ضروری ہے۔

چنانچہ ان تینوں خوار خواروں میں سے تین سرکردہ اشخاص ۱. عبدالرحمان بن ملجم ۲. برکب بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی تینوں کو جنس جمع ہونے اور یہ منصوبہ بنا کر ان تین عظیم آدمیوں کو رمضان المبارک کی، یا ۲۱ تاریخ کو قتل کر دیا جاتا تھا کہ اس کے بعد ملت اسلامیہ کو بیکار پنہا مل سکے اور وہی کو سر نہ چھپانے کی جگہ قریب آئے اور وہ سیاسی لحاظ سے قیم ہر مائیں۔

اب یہ شیطان مٹی میں شامل ہوا۔ بغاوت سیدنا علی کی محبت کا دعویٰ کرتا جتنی جھٹکا اور اُفت کا دم بھرتا تھا مگر اندر ہی اندر مسلمانوں کو آپس میں ٹرانے کی خوفناک تدبیریں سر چا رہتا۔

حضرت علی المرتضیٰ کے ثالث ماننے کے وجہ سے جب شیطان مٹی کا یہ ملعون گروہ حضرت علی پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان سے الگ ہوا اور علیؑ ایک قوت اور طاقت بنائی تو جبکہ نہروں میں حضرت علیؑ نے ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا اور انہیں شکست فاش دی۔ ان کی کمر ٹوٹ گئی اور یہ اپنی اپنی جگہ دیک کر بیٹھے گئے۔ مگر قوت اسلامیہ کو بیکار نہ ہونا اور ارباب حکومت کا ملعون ہونا اور بلاد اسلامیہ میں امن و امان قائم نہ ہونا ان شرارتوں کو ایک لمحہ بھی گوارا نہیں تھا اس صورت حال پر یہ اندر ہی اندر کڑھتے رہتے مگر ان کا کوئی بس نہیں چلتا تھا کہ پراس مال کو برا لگندہ کر دیں۔

پھر یہ بکھرے ہوئے شکست خوردہ ملعون سر جوڑ کر بیٹھے، آپس میں مشورہ کیا سوچا اور پھر طے پایا کہ

اس وقت قوت اسلامیہ کے پاس تین شخصیتیں ایسی ہیں جو عظیم بھی ہیں اور قابل قدر بھی۔ صاحب مدبر تمیمی اور بہادر بھی۔ اہل علم بھی اور صاحب سیاست بھی۔ فخر فرماست کے مالک بھی اور صاحب علم بھی اور تین آدمی ہیں مقام و مرتبہ کے مالک ہیں کہ مملکت اسلامیہ کے تمام مسلمان ان پر اتفاق کر سکتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس شان اور اس صلاحیت کا مالک ہے کہ وہ بکھرے ہوئے سب سے طاقتور مسلمانوں کو کسی وقت بھی ایک لڑی میں پرو کر

یہ کہوئے صاحبزادے کو اور دشمنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بغیر اور ہم
تنبہ کر دیا۔

اور یہ ناعلیٰ شہر بھی علی مکت میں حضرت حسن کو قائم مقام امام بنکر اس
وقت شاہ فرما دیا تھا۔

جو شیعہ مذہب کی مستحکام کشف حضرت بنی سمرقہ اکثر صوم و بدوا میں

واضح مرقہ ہے۔

ان علیاً علیہ السلام اوصلیٰ بھا الیہ واما حضرت

رد انھا علیہ فصولیہ السلام مسئلہ اجماع و فتہ

نیم الذہبی امامتہ عن النزاع۔

حضرت علیؑ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت مسیحؑ کو اپنا وصی اور

ولیٰ ہند بنادیا اور خلافت کی پیادوران کو پناہ دی۔ لہذا حضرت حسن

کی خلافت ایک اجماعی مسئلہ ہے اور ہر قسم کے تنازعات سے

پاک ہے۔

جب حضرت حسن امیر المومنین بنے تو شیعیان کو گزرنے کی بات پر

اجلہ اور معاویہ کو خلافت کی جگہ ہونی چاہیے تاکہ پورے عالم اسلام پر آپ

(ناج استخراج صوفیہ)

کا حکمت و اثرات غیر موجود۔

گو حضرت حسنؑ خداوند فرست و دانائی سے اپنی طرح بچتے تھے کہ یہ لوگ

جو کہ از فریبی اور بے وفائی میں یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ آپؑ میں لڑتے رہیں

اور ان کی خلافت کو دور ہوتی رہے۔

حضرت سیدنا امیر مہدی علیہ السلام کا قتل برکات بنی ہند اور شیعیان کے

اپنے اور کیا۔ حضرت حمزہؑ کی عیسیٰ علیہ السلام کا قتل حمزہؑ کی جگہ پر

اور یہ فرمایا کہ امام بن کر اس کے جگہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کانا کریں

کردوں۔ یہ نیز بنی ہند اپنے منصب پر فیل در آمد کے لیے اپنے

نزل کا حضرت وکیل بنے۔

مقتویہ آج کا دور ویں جو کہ برکات بنی ہند میں یہ شیخ کی نماز کا

قاسم ہے جو کہ دار کا مکتوب شمس سے اس دن صبح کے گزرنے حضرت

حمزہؑ کی عیسیٰ بنی کی جبکہ مسجد میں قتل نہ کیے گئے کی جگہ حضرت بنی

بنی ہند نے اس کے قتل میں سر انجام دینے اور وہ اس مومن کے حملہ سے شیعہ ہو گئے۔

برکات بنی ہند اور قریبی صلہ صاحب مسجد دمشق میں حضرت امیر مہدی رضی اللہ عنہ

پر جو کہ مکتوب دار خلافت حضرت مہدیؑ پر ضرور ہوئے مگر قاتل کا مقصد یہاں

نہر ہوا اور اللہ نے ان کو بچ لیا۔

بعد ازاں ہی قریب برکات مسجد کو گزرنے کے باہر حضرت سیدنا علیؑ کی لڑائی میں

اللہ کی شاندار میں تھا اس نے سیدنا علیؑ پر نہر میں لکھی ہوئی خوار سے دار

کیا جو لاری ثابت ہوا اور سیدنا علیؑ شیعہ ہو گئے۔ شہادت ان کی دلی قتل اور

آزاد ہوئی۔ خداوند قدس کے آپ کو شہادت کا بلند ترین مقام مقرر کر آپ

کی اس شان کو پُرستہ بنادیا۔

حضرت سیدنا حسن بن علیؑ تحت خلافت پر

حضرت علیؑ کی لڑائی میں رضی اللہ عنہ کی الٹا شہادت کے بعد شیعیان کو گزرنے

اور حضرت حسنؑ کو یہ کہہ گئے اور اُدھر حضرت امیر معاویہؓ کو خط لکھے
اگر ہم حسنؑ کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لائیں تو کیا انعام اور معاوضہ ملے گا؟
و ادھر شیعیان علیؑ اور شیعیان حسنؑ تہارے وفادار دوستی پر قربان، ظالموں نے
شروع دہے ہی خانوادہ علیؑ کو ستا، مارا، تنگ کرنا اور تکلیف دینا اپنا مشورہ
اور نصب العین سمجھا۔

حضرت حسنؑ کے جاسوسوں نے ان کو شیعیان علیؑ کی اس برہم کاری سے بلے فغان
اور قدراری کی اطلاع دی کہ جناب

”جیہیکہ تھا وہی پتے، موادینے لگے“

یہ افسوسناک خبر سن کر حضرت حسنؑ نے فیصلہ کر لیا کہ یہ لوگ جو اپنے آپ
کو ہمارا شیعہ کہتے ہیں دراصل دین اسلام کے دشمن اور قتلِ اسلامیہ کے تدار
ہیں۔ ان پر مزید بھروسہ کرنا دافشمنہ کی خلاف ہوگا یہ کسی وقت بھی میری قیمت
وصول کر سکتے ہیں اس لیے کہ شرم و حیا نام کی کوئی چیز ان کے قریب نہیں
ہی نہیں۔ لہذا حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر کے مسلمانوں کی قوت و طاقت کو کھینچا
کرنا چاہیے تاکہ کفار کے خلاف منظم جہاد ہو سکے اور کچھ کوئی سے خواتین کا سلسلہ
شروع ہو اور ان بذختر شرابیوں کو کوئی کھانا پڑے۔

حضرت حسنؑ نے اپنے لشکر کے سرداروں کو بلایا اور فرمایا میں حضرت
معاویہؓ سے صلح کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا یہ صلح کس نکتے پر ہوگی؟ حضرت
حسنؑ نے فرمایا میں خلافت و امامت سے دستبردار ہو کر خلافت و امامت اور
حکومت حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد رکھ دوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت لے رہے

حضرت حسنؑ اپنے والد گرامی قدر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو بھی
جس پر مشورہ دیتے ہے تھے کہ آپ کو حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ
کر کے دمشق ان اسلام کو خوش ہونے کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہیے۔ اور
جو خواریں کسی گناہ کے خلاف بے نیام ہوتی رہی ہیں ان تواروں کو لپٹے سلاخوں
بھائیوں کے مقابلے میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت حسنؑ بار بار اپنے والد البکرؓ حضرت علیؑ کو اس بات پر آمادہ
کرنے کا کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کی بات
چیت ہو مسلمان آپس کی شکر بخیاں اور ناراضیاں بھول جائیں اور یک جا
ہو کر کفر کے مقابلے میں دو دھاری خوار بن جائیں۔

مگر ان کا یہ صاحب مشورہ شیعیان علیؑ کی کثرت کے سامنے اور ان کی کئی
تدبیروں کے آگے ڈب جاتا تھا۔

جب اقدار کی کڑی پر حضرت حسنؑ خود براجمان تھے اور تمام تر اختیارات
بلا شرکت غیبر ان کے ہاتھ میں تھے چنانچہ انہوں نے اپنی فوج کے کمانڈر
برخیوں اور سرداروں کو مجب کیا اور پوچھا بتلو تو تمہارے کیا ارادے ہیں؟ کیا
معاویہؓ سے جنگ کے لیے تیار ہوؤ؟ اور جنگ ہو تو کیا میرا ساتھ دو گے؟ کہنے
لگے ہم آپ کے لیے بھان اور مال کی بازی لگانے کو تیار ہیں ہم کس جاتیں گے
مگر قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔

حضرت حسنؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تیاری کرو تمہارے جوہر کا احتیاج
اور وفادار کی پیکر میدان جنگ میں ہوگا۔

خلافت کروں گا۔

یہ سن کر شیعیان ملٹے ہوئے رہ گئے انہیں اپنے خطرناک منصوبے کا پتہ چل گیا۔
 میں جتنے نظر آئے۔ مذہب مقاصد پر اس بڑی دکھائی دی۔ اُن کی تو کامیابی کا اور
 مسلمانوں کے اختلاف و انتشار اور بھڑکتی ہوئی صفات۔ اگر حضرت سنی سیدنا معاویہؓ
 سے صلہ کر لیں تو اُن کی تمام تر گوششیں اور جدوجہد نام کام ہوتی تھی۔ اس لیے
 انہوں نے حضرت حسنؓ کی یہ بات سن کر ایک دوسرے کی طرف تعجب کا اظہار کیا۔
 سے دیکھا اور جو کچھ کہا اور سیدنا حسنؓ سے سلوک کیا اُسے شیعہ مذہب کی
 متوجہ کیا ہوں سے ملاحظہ فرمائیے۔

فَقَالُوا وَاللَّهِ يُرِيدُ أَنْ يَصَالِحَ مَعَاوِيَةَ وَيَسْلِمَ
 الْأَمْرَ إِلَيْهِ كَقَرَرٍ وَاللَّهُ الرَّجُلُ كَمَا كَفَرُوا لِيُؤَلَّ
 فَا تَهْبِيلُ فَيَسْطَاطِلُهُ حَتَّى أَخْذُوا مَصْلَاحًا مِنْ تَحْتِهِ
 وَنَزَعَ مَطْرَفُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَعْلٍ وَطَعَنَهُ جَبَاحُ
 بَنِي سُلَيْمٍ فِي خَيْدِهِ

(متاب آلہ ابی طالب صفحہ ۳۵۳)

(جب شیعیان علیؓ کو خیر خیر پہنچی کہ حضرت حسنؓ معاویہؓ سے صلہ
 کرنا چاہتے ہیں، تو کہنے لگے خدا کی قسم حسنؓ معاویہؓ سے صلہ کرنا

چاہتا ہے یہ تو اپنے والد کی طرح کافر ہو گیا ہے یہ کہہ کر اُن کے خیر
 پر حملہ آور ہوئے حضرت حسنؓ کے نیچے سے جاتے نماز کھینچ لی۔
 بنی الرمان بن جعال نے چادر اُن کے کندھے سے اُتار لی اور جراح
 نے آپؓ کی ران میں تیرا کر آپؓ کو زخمی کر دیا،

حضرت حسنؓ کا ایک اور ارشاد پڑھیے فرمایا

اے عراجیو تمہارے تین کڑوئوں کی بنا پر میں نے تم سے کناہ کشی
 کر لی ہے۔

۱۔ تم نے میرے والد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

۲۔ تم نے میرے خیر پر حملہ آور ہو کر میرا سامان لوٹ لیا۔

۳۔ تم نے میرے پیٹ میں نیزہ مار کر مجھے زخمی کیا۔

میں نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے لہذا اب تم کو ان کے انکار

ماننا اور ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

(مروج الذهب صفحہ ۱۰۱)

قارئین محرم! بنی مہرکت اور بدطینت لوگوں نے سیدنا معاویہؓ سے

صلہ کرنے پر حضرت حسنؓ کی توہین کی۔ گالیوں بھجیں۔ بترا کیا۔ خیر پر حملہ آور

ہوئے اور خیر نہ۔ اُن کے نیچے سے صلی کھینچنا۔ خیر کے وار کر کے زخمی کیا۔

ان کو زہل المؤمنین (مومنوں کو ذلیل کرنے والا) کہا۔ اور حضرت حسنؓ اور

سیدنا علیؓ کو صاف اور واضح لفظوں میں کافر کہا۔ ستایا اور دُکھ دیئے۔

سائل اور مصائب میں مبتلا کیا۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ یہ

پیدا آپؓ کو کیا کہلاتے تھے؟

اس کا فیصلہ جاننے اس کے کریں یا آپؓ یا کوئی مجتہد اور ذاکر کو

کا فیصلہ خود حضرت سیدنا حسنؓ کر چکے ہیں کہ میرے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا،

جوں نے کیا ہے

حوالہ کیے دیکھئے اجتماع طبرستان شیعہ مذہب کی مقبرہ کتاب معتمد المجلد
 "روح التواریخ" صفرم جلد حضرت حسنؑ کے فرمایا۔

وَاللّٰهُ اَرَى اِنْ مَعَاوِيَةَ خَبَرْتَنِيْ مَنْ هُوَ لَا يَزِيْغُ عَنْ
 اَمْرِيْ شَيْعَةً اَبْعَدًا قَتْلِيْ وَ اَنْتُمْ هَا قَتْلِيْ وَ اَخَذُوا
 مَا لِيْ وَ اللّٰهُ لَا اَنْ اَخَذَ مِنْ مَعَاوِيَةَ عَهْدًا اَحَقُّ بِهٖ دِيْنِيْ
 وَ اَمْرِيْ بِهٖ نِيْ اَجْلِيْ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّقْتُلَنِيْ فَيُضَيِّعَ اَهْلَ
 بَيْتِيْ وَ اَهْلِيْ وَ اللّٰهُ لَوْ قَاتَلْتُ مَعَاوِيَةَ لَ اَخَذْتُ اَبْعَدًا
 يَدْفَعُوْنِيْ سَلَامًا۔

اللہ کا قسم میں سمجھا ہوں کہ معاویہ میرے بیٹے اُن لوگوں سے بہتر
 ہے جو کہتے ہیں کہ ہم تیرے شیعہ ہیں۔ ان شیعوں نے مجھے قتل کرنے
 کا بار دے دیا میرا سامان لوٹ لیا۔ میرا مال چھین لیا۔ اللہ کا قسم اگر میں
 معاویہ سے عہد کروں جس میں میری جان بچی جائے اور میرے گھر طے
 اُن مابقی کریں تو اس سے بہتر ہے کہ شیعہ مجھے قتل کر دیں اور میرا
 گھر برباد ہو جائے۔ اللہ کا قسم اگر میں معاویہ سے جنگ کروں تو
 یہ شیعہ میری کاکن سے پتھر کھینچ کر میرے سپرد کر دیں گے؟

حضرت حسنؑ کے اس ارشاد فرمایا کہ ایک بار پھر بیٹھے۔ اہل تشیعہ کے
 دوسرے امام معروف حضرت حسنؑ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر یقین دلاتے ہیں کہ میرے
 قہر و تائب امیر سلوک ہوا یہ سب شیعوں کا کیا نہرا ہے۔ اور ان شیعوں سے
 میرے معاویہ بہتر ہیں جو ان نازک حالات میں بھی محبت و پیار اور شفقت

سے ہمیں خط لکھ کر میری رہنمائی فرماتے ہیں اور صلح کا اظہار کرتے ہیں۔
 حضرت معاویہ کے خطوط کا ذکر اور ان خطوط کا مضمون شیعہ مذہب کی
 کتاب تاریخ التواریخ صفرم ۲۲۰ میں دیکھئے۔ تحریر فرماتے ہیں

"عجب امیر معاویہ کو حضرت حسنؑ کے لشکر کے منتشر ہو جانے کی خبر
 ملی تو ہر دم محبت کے خطوط پہ درپے لکھے جن میں لکھا اسے میرے
 چچا کے بیٹے میرے اوقیر و گدیان پر رشتہ داری ہے اُسے نہ کا تو زبان
 لوگوں نے صرف آپ سے ہی نہیں آپ کے والد حضرت علیؑ سے
 بھی غداری کی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی حضرت امیر معاویہؓ نے کوفی لشکر کے سرداروں کے وہ
 خطوط بھی حضرت حسنؑ کو بھیج دیئے جو خطوط کوئی سرداروں نے امیر معاویہؓ کو
 لکھے تھے۔ اُن خطوط میں ان سرداروں نے حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا تھا
 "اے امیر معاویہؓ ہمارے طرف کوچ کر دو جب تم پہنچو گے تو ہم
 حسنؑ کو اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر ہمارے پڑ کر دیں گے یا
 خود انہیں قتل کر دیں گے؟"

ان دیگر گوں حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت حسنؑ نے امیر معاویہؓ کی طرف
 پیغام صلح روانہ کیا کہ میں آپ کے حق میں مخالفت سے دستبردار ہوتا ہوں اور
 چند شرائط پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اُن شرائط کو اگر آپ تسلیم
 کریں تو پھر آپ میرے امام اور میں آپ کا مقتدی۔ آپ حاکم اور میں محکوم
 ۔ آپ امیر اور میں رعایا۔ آپ ہر مصاد پر آگے اور میں آپ کے پیچھے۔

کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُن کو مملکت اسلامیہ کا متفقہ قائد اور امیر المؤمنین تسلیم کر لیا۔ اور تمام عمر یہ دونوں بھائی اس بیعت پر قائم رہے۔
 صلح کے اس واقعہ کو شیعہ کئی کتب نے درج کیا ہے ہم شیعہ کتب کے آئینے میں اس واقعہ کو دیکھتے ہیں۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب رجال کثی صفر ۱۰۲ میں ہے
 سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّ مُعَاوِيَةَ
 كَتَبَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ أَقْدَمُ
 أَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخُجَّجَ مَعَهُمْ قَيْسُ
 بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدِمَ الثَّامُ فَأَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةَ
 وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخُطْبَاءَ وَقَالَ يَا حُسَيْنُ قُمْ فَبَايِعْ
 ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ قَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ
 يَا قَيْسُ قُمْ فَبَايِعْ فَأَلْفَنَتْ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ
 مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ إِنَّهُ إِمَامِي يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ معاویہ نے حضرت حسن کی طرف
 خط لکھا کہ آپ خود اپنے برادر عزیز حسین اور حضرت علی کے
 ساتھیوں کے ساتھ میرے ہاں تشریف لائیں۔ حضرت حسن جب
 اُن کو ملے کر پہنچے تو اُن کے ساتھ قیس بن سعد انصاری بھی تھے
 جب یہ حضرات شام پہنچے تو امیر معاویہ نے ان کو اندر آنے
 کی اجازت دی اور اُن کے لیے خطیب مقرر کیا۔ پھر حضرت حسن

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفید کاغذ پر دستخط کر دیئے اور
 جو شرائط آپ کے جواب میں آئیں تحریر کر دیجئے مجھے بلا حیل و حجت منظور ہوں گی
 اس لیے کہ
 امیر معاویہ کی بھی وہی خواہش تھی کہ مسلمان ایک صحاذ پر اکٹھے ہوں
 کی آپ کی فحشیاں برٹ جائیں تاکہ یہودیوں۔ منافقوں۔ کفار اور دیگر دشمن
 باہر تو قوں کا شدت سے تعاقب کر کے اُن کا قلع قمع کیا جاسکے۔

حضرت حسن نے اپنے برادر عزیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مشورے
 بعد میں یہ ذیل شرائط پیش کر لی۔

- ۱۔ مجھے اور میرے تمام ساتھیوں کو بائیں کی زبان حاصل ہوگی۔
- ۲۔ مجھے اور میرے بھائی حسین کو بیت المال سے سارے مال دیا جائے۔
- ۳۔ دونوں کے ساتھ کتاب اللہ اور منتخب رسول اللہ کے مطابق
 بتاؤ کر دیے اور خلفائے راشدین کی طرح فیصلے کر دیے۔
- ۴۔ مسلمانوں کی خلافت و امامت کا معاملہ مسلمانوں کے باہمی مشورے
 سے طے ہوگا۔
 (کشف المہجۃ صفحہ ۵۵۱ جلد ۱ ج ۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبہ رحمت
 پہنچنے ہی صلح کے لیے جہت نثار تھے انہوں نے ان تمام شرائط کو انھیں پسند
 کر کے قبول کر لیا۔ اس طرح مسلمانوں کے بائیں خوشگوار ماحول میں صلح ہو
 گئی اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین اور اُن کے ساتھیوں نے حضرت معاویہ

معصوم اماموں نے حضرت معاویہؓ کو اپنا امام مان لیا ہے تو تم معاویہؓ کو اپنا امام کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اور جو تمہارے دو معصوم کا بھی امام ہے اس پر تیار کر کے بٹے اسے گالیاں بکتے ہوئے اس پر جس دشنام لعنت بھیجتے ہوئے تمہیں شرم بھی نہیں آتی۔

کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے ہو کہ اگر معاویہؓ (العیاذ باللہ) کافر و فاسق تھا تو پھر اس کافر و فاسق کی حیت کرنے والے تین کریمین پر کیا حقوی صادر ہوگا؟ اور کافر کو اپنا امام اور امیر ماننے والے پر کیا الزام کے گا؟ اور پھر صرف یہی نہیں کہ بیعت خلافت و امامت فرمائی ہو اور امیر معاویہؓ کو اپنا امام مانا ہو بلکہ دونوں باتوں نے سیدنا معاویہؓ سے سالانہ و ٹیٹھے بھی وصول کیے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ ابن عبد صفہ ۲۸۲ جلد نمبر ۳ میں ہے

فَاتَّهَ كَانَ يَجْعَلُ الْحَقَّ وَالْحَيِّنَ ابْنَيْ عَلِيٍّ فِي كُلِّ عَامٍ يَكْلُ وَاحِدٌ مِنْهَا يَأْلَفُ الْفِ دَرْهَمَ
حضرت معاویہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ میں سے ہر ایک کو لاکھ لاکھ درہم سالانہ وظیفہ دیا کرتے تھے؛

کیا ہم سوال کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ یہ وظیفہ کس سے لیا جا رہا ہے؟ اور یہ مطالبہ کس کے سامنے ہو رہا ہے؟ اگر حضرت معاویہؓ کی خلافت اسلامی فساد نہیں تھی۔ اگر معاویہؓ قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اگر معاویہؓ عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتے تھے۔ اگر معاویہؓ گنہگار

کو مقابلہ کرتے ہوئے کہا اے حسنؓ اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کر لی۔ پھر حضرت حسینؓ سے کہا آپ اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ بھی اٹھے اور انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر قیس بن سعد سے کہا تم بھی اٹھو اور بیعت کر لو۔ قیس بن سعد نے حضرت حسینؓ کی طرف دیکھا کہ اس بارے میں ان کی رائے کیا ہے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا: قیس! حضرت حسنؓ میرے امام ہیں (یعنی جو کچھ حسنؓ نے کیا ہے میں اس میں تردد نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے) حسنؓ نے جب سیدنا معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے لہذا تم بھی معاویہؓ کی بیعت کر لو۔

حضرت حسنؓ نے جب سیدنا معاویہؓ کی بیعت کر لی اور معاویہؓ کو اپنا امام اور امیر مان لیا تو کچھ بد بختوں نے حضرت حسنؓ کی علامت کی تو حضرت حسنؓ نے فرمایا تمہاری بربادی ہو تم نہیں جانتے میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ کی قسم دنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کے لیے بہتر ہے۔

(اجتماعی خبری صفحہ ۲۵)
قارئین گرامی! مندرجہ بالا دو قولوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ شیعہ کے دو معصوم اماموں نے حضرت معاویہؓ کے گھر جا کر ان کے ہاتھ پر دست کو دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا ہے۔

دوسری طرف اہل تشیع کا بنیادی عقیدہ ہے کہ امام معصوم من اللہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے اور نبوت کی تمام تر صفات اس میں پائی جاتی ہیں کیا انت و امامت کے نام پر شیعوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ جب تمہارے دو

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور حضرت حنظلہؓ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کسی لوگوں کی طرف دیکھتے اور پھر اپنے لڑے حضرت حنظلہؓ کی طرف نظر اٹھاتے۔ کائنات کے سب سے بڑے صادق و امین انسان نے اللہ کی منشا اور وحی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمایا۔

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ
بَيْنَ قِطْعَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ هُوَ السُّلَيْمِيُّ
(بخاری شریف، کشف الغمہ، ص ۱۶۲)

بے شک میرا بیٹا حسنؓ جیسا سزا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرانے گا۔

مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں

حدیث کے ان الفاظ پر تعصب و حسد سے گناہ کش ہو کر غور فرمائیے کہ آج حضرت سیدنا معاویہؓ کو محبت اہل بیت کے کذاب دعویداروں نے کافر و منافق کہا۔ اسودؓ کو ضحیہ اور خاندان نبوت کا ویریکہ کہا۔ ان پر تبرہ کیا اور گایاں نکالیں۔

اور قسمتی سے کچھ اپوزن نے تاریخ کی آریخیں میں ہوش و حواس قائم کر کے اور تاریخ کو جی کا درجہ دے کر سیدنا معاویہؓ کو باغی۔ فتنہ و فساد گویا۔ دور جاہلیت واپس لا دیا۔ بدعات ایجاد کرنے والے۔

اور غلام تھے تو پھر اس خلاف شریعت اور بددیانت حکومت کے سربراہ کو دبار میں ہر سال نیا کر دینے و منول کرنے والوں کا دامن کس طرح صاف کر دینگے؟

اسی لیے تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ شیعہ جس طرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے اسی طرح وہ حضرت یزید بن ابی المظن رضی اللہ عنہ کا بھی دشمن ہے اور جس طرح وہ حضرت عثمانؓ حضرت عثمانؓ معاویہؓ کا دشمن ہے۔ اسی طرح وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا بھی دشمن ہے۔ صرف اتنا ہے کہ ابوبکرؓ و عثمانؓ و معاویہؓ پر ظاہرًا تبرہ کرتا ہے اور خفاً وہ مٹی پر محبت کے خلاف میں لپیٹ کر تبرہ کرتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور صلح کرنے کے بعد نبی اسلام کے سلمان ایک بار پھر شیعہ امام اور امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کی امامت و خلافت پر اٹھے ہو گئے اور عالم اسلام میں سے ایک شخص نے بھی سیدنا معاویہؓ کی میت سے انکار نہیں کیا اسی لیے اس سال کا نام امام ابیجا مشہور ہوا۔ مسلمان پھر ایک لڑی میں پڑے گئے۔ ایک پیٹ قائم پر اٹھے ہو گئے اور ایک شیعہ امام کی امامت پر شفق ہو گئے اور ایک ظالم قائد کی قیادت میں جمع ہو گئے۔ حضرت سیدنا حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر کے اور جنگ کا دروازہ بند کر کے اپنے نانا کی پیشین گوئی کو پورا فرمادیا۔ اور کار کائنات امام المومنین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ کی عملی تصدیق بن گئے۔

اور خلافت کو ملکیت میں بدلنے والا کہا۔

مگر باوجود اس کے کہ ان کی ایک جنگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منافقین کی شرارتوں اور پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی بناء پر ہو چکی ہے۔ اگر حضرت حسنؑ نے ان سے صلح کر کے اور ان کی بیعت کر کے انہوں اور غیروں کے منہ بند کر دیئے۔

کر لوگا! اگر معاویہؓ باقی ہوتا۔ بقدر وفادار پھیلائے والا اور اسلام کا دشمن مال غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوتا تو علیؑ کا غیرت مند بیٹا اس کی طرف صلح کا ہتھ نہ بڑھاتا۔ اگر معاویہؓ کا فروبے دین ہوتا تو فاسد رسول اس کے ہاتھ پر اپنا ہتھ نہ رکھتا۔ معاویہؓ اگر بغاوت ایجاد کرنے والا ہوتا تو فاطمہؑ کا جگر گوشہ اپنا امام نہ بناتا۔ اگر معاویہؓ جاہلیت کے تصورات رکھنے والا ہوتا تو حسنؑ اس کی عقل میں کبھی نہ بیٹتا۔ معاویہؓ اگر میرے باپ سیدنا علیؑ کا دشمن خطبوں میں میرے باپ کو گالیوں بھانسنے والا ہوتا تو حسنؑ اور حسینؑ ہر سال معاویہؓ سے لاکھوں روپے بطور وظیفہ وصول نہ کرتے۔

سیدنا حسن بن علیؑ کے تدبیر و فکر۔ فہم و فراست۔ سیادت و دانشمندی۔ علم و علم۔ اور اخلاص کو لاکھوں سلام جنہوں نے سیدنا معاویہؓ سے صلح کر کے دشمنان اسلام کے زہر پلے پر دیکھنے سے کٹھنہ توڑ جواب دیا اور ثابت کیا کہ لوگا معاویہؓ صرف یہی نہیں کہ مسلمان تھے بلکہ وہ میرا ناکہ فون کے ساتھ بیٹھنے کا قائل تھے۔ اسی لئے میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہے۔

۴۴، ۴۹ میں جب فاسد رسول سیدنا حسن بن علیؑ کا انتقال ہوا تو دشمنان اسلام شیعان کو فتنے پھیر کر حرکت شروع کی اور سیدنا حسینؑ کو خطوط لکھے کہ حضرت حسنؑ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر کے بیعت امامت کی تھی اب ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ انھیں اور معاویہؓ کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف لشکر کشی فرمائیے۔ (کشف الغمۃ۔ الارشاد صفحہ ۲۰۰)

حضرت حسینؑ ان شرارتوں کی نجات اور فساد کو خوب سمجھتے تھے فرمایا کان کھول کر سنو! معاویہؓ کو میرے بڑے بھائی حسنؑ نے امام بنا تھا میں جیتے جی کبھی معاویہؓ کی بیعت نہیں توڑوں گا۔

کیا آج میں حضرت حسینؑ کے نام نہاد عاشقوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ حضرت حسینؑ کی طرف جھوٹی ثابت کر کے گھوڑے کا بھی احترام کرتے ہو ان کا نام سن کر مگر گھجے کے آئینہ بھی نہاتے ہو ان کے ان پاپا تم کی مجلس بھی نہ پکا کرتے ہو مگر اس معاویہؓ کو گالیاں دیتے ہوئے نہیں شرم نہیں آتی جنہیں جیسے عظیم انسان کا امیر بھی تھا امام بھی تھی تھا اور مقتدا بھی۔ کبھی نہ ان میں شیکر و زور کیا کرو کہ وہ امام کتنا رفیع المرتبہ ہو گا جس کا مقتدی حضرت حسنؑ عیساؑ فاسد رسول ہو اور جس کا مقتدی حسینؑ عیساؑ بلند مرتبہ ہو وہ پتھر کا کتنا عظیم ہو گا۔

بہر کیف حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی اور اخلاص کے نتیجے میں حضرت معاویہؓ مملکت اسلامیہ کے متفقہ قائل اور امیر بنے۔

پھر تقریباً ۱۹ سال عدل و انصاف اور خشیت الہی کے ساتھ خلافت امامت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ نصف دنیا پر پرچم اسلام لہرایا۔ کفر کو ناکام چھوڑا۔

اُن سب کے لیے نجات واجب ہو چکا ہے!

خداوند سے کارہ کش ہو کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سرور کونین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے اول صدق سیدنا معاویہؓ ہیں جنہوں نے اس عقیقہ لشکر کی قیادت کر کے روم کی شانِ شوکت کو خیرے اٹھا دیا۔ اُن کا غرورِ ناک میں ملادیا اور آتش کدہ کفر کو سرد کر دیا۔ کابل اور ترکستان کی طرف اسلامی لشکر روانہ فرمائے اور ہندوستان کے دروازے پر دستک دے کر پیغامِ اسلام پہنچایا۔

سیدنا معاویہؓ کی اسلامی خدمات اور اُن کی بہت و بکر دار کردہ کجیہ کر یہ حقیقت اہلِ مرنِ انفس ہو جاتی ہے کہ سیدنا معاویہؓ کا تدبیر بے مثال فہم و فراہِ جواب — عسکری صلاحیتیں بے مثل — اور — تنظیمی امور پر گہری نظر تھی۔

سیاست و دیپلمات کے بادشاہ — غور و فکر کے پیکر — انبشار و قربانی کے مجسم تھے — شجاعت و دلیری اُن کی فطرت اور خطابت اُن کی نوڈی تھی — سخاوت و شرافت کی علامت تھے اور صداقت و مداخلت اُن کی کھنٹی میں پڑی تھی — اعمالِ صالحہ کی طرف راعب اور ششکرات سے متفکر — آنحضرتؐ کے محبت بھی اور محبوب بھی — صحابی بھی اور رشتہ دار بھی۔

بھی — سرورِ کائنات رسولِ مکرمؐ کے قریبی دوستوں میں شامل اور کاتبِ وحی کے منصب پر فائز — انتہائی زیرک اور معاملہ فہم — مسلمانوں کے لیے جلم کا کوہِ گراں محکِ کفار کے لیے سیفِ بڑاں — خانوادہٴ خیرہ سے بے حد پیار اور دشمنانِ رسولؐ کے لیے دودھاری تلواریں۔

جن کے لیے خداوندِ قدوس کا سب سے آخری اور سچا پیو دوست دُعا

اور کفار کے سینے پر مزگ دلتے رہے۔ اللہ کے دین کا کلہ مٹا ہوا مسلمان راحت و آرام، عافیت و سکون اور ایمانان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی آپس کی تیغوں اور جنگوں کی وجہ سے ایک انجی زمین بھی فتح نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت امیر معاویہؓ کا دور جو حقیقتاً اجماعِ اُمت اور اتحادِ اُمت کا سنہری اور بے مثال دور تھا۔ اس میں فتوحات کا جلد پھر سے شروع ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے مواقع میسر آئے۔

اسلامی بحری بیڑہ اور سیدنا معاویہؓ

یہ خصوصیت اور شرف و عزت بھی حضرت امیر معاویہؓ کو حاصل ہے کہ اسلامی دنیا میں سب سے پہلا بحری بیڑہ جس میں ۱۰۰۰ جہاز تھے اور جوہرِ لہ کے مقابلے میں سمندر میں اُٹا لیا وہ اس کے موجود ہیں اور صرف موجود ہی نہیں بلکہ پہلے بحری شکر کے سپہ سالار اور سردار بھی سیدنا معاویہؓ ہیں۔

یہ وہ خوش نصیب لشکر ہے جس کے متعلق امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مقدس سے جنت کی خوشخبری اِمامِ ادب کی کُتب میں موجود ہے۔

بُخاری شریف کے صفحہ ۴۰۴ میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا

أَوَّلُ حَبِيبٍ مِنْ أُمَّتِي يَنْزِلُونَ الْبَصْرَ قَدْ أَوْجَبُوا

میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو مندری جنگ لڑے گا

بلکہ کہتے ہوئے فرماتے ہیں
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمَّ هَادِيًا مُّهْتَدِيًا ، اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی
 بنا۔ کہیں دامن پھیل کر سان بھرت پھول برساتی ہے۔ لوگو! معاویہ میلان
 محشر میں آئے گا تو اس پر ایمان کے نور کی چادر ہوگی۔ کہیں رسول رحمت
 فرماتے ہیں اے اللہ! معاویہ کے سینے کو علم و حلم سے بھر دے جس معاویہ
 کو سیدنا علیؑ اپنے جیسا مسلمان اور رموزی تسلیم کرتے ہیں۔ جو سیدنا حسنؑ
 اور سیدنا حسینؑ کا امیر بھی ہے اور امام بھی اور جس معاویہ کو یہ شرف حاصل
 ہے کہ جب وہ قبرین طبریا تو امام الانبیاء سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اُمت سے ہوئے ناخن اور کہتے ہوئے بال اس کے خنہ اور ناک اور آنکھوں
 میں تھے۔

جو معاویہ اتنا عظیم ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا بلے
 مثال انسان اور حضرت ابراہیمؑ قرنی جیسا، یعنی اس کے گھوڑے کی گرد راہ کا
 بھی نہ بنی سکیں اور جو معاویہ اتنا عظیم ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
 جیسا انسان یہ تنہا اور آئندہ کرے کہیں اُس راستے پر بیشمار بھولیں جس راہ
 پر امیر معاویہؓ کی سواری نے آنا جو پھر اس سواری کے پاؤں سے اٹھنے والی خاک
 پھر پڑ جائے تو میرے بیٹے باعث نجات ہوگی۔

لیکن تاریخ اسلام کا یہ عبقری صفت انسان اور بلے مثال اور عظیم
 شخصیت اس لحاظ سے انتہائی مظلوم ہے کہ دشمنان اسلام شیخ تو آقاؐ و پیغمبر
 سیدنا معاویہؓ کے دشمن ہیں اور وہ صرف معاویہؓ کے ہی نہیں بلکہ تمام اصحاب

کے دشمن ہیں جو بہت اہم اور بہت اہم امام اول بلا فضل اور بزرگو فرعون و
 ایس کہتا ہے اور امام دوم سیدنا عمرؓ کو مان اور زندیق کہتا ہے۔ امام سوم
 حضرت عثمانؓ کو قاتلون اور بدتماش کہتا ہے۔ اہم المؤمنین حضرت عائشہؓ کو
 قاتلہ اور منافق کہتا ہے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو مفاد پرست اور دشمن اسلام سمجھتا ہے
 اور خالد بن ولیدؓ کو زانی کہتا ہے و بدبخت اگر معاویہؓ کو کورستا ہے تیرا
 کرتا ہے۔ گایاں نکالتا ہے۔ انہیں کا فر اور منافق کہتا ہے تو اُس پر تعجب
 اور حیرت نہیں ہے۔

باعتب تعجب اور باعث افسوس بات یہ ہے کہ اہل سنت کے دعویدار
 ایک طبقہ کے جذبات و نظریات اُن کے متعلق ویسے نہیں رہے جیسے دوسرے
 صحابہ کرام کے بارے میں عموماً پائے جاتے ہیں۔ وہ بے دھڑک اُن کو باغی
 ظالمی، فتنہ کابھی، بیت المال کا ناخن، بدعات کا ترکیب اور نہ جاننے کیا کچھ
 کہتے رہتے ہیں۔

معاویہؓ کا نام سن کر ایسے جہیں یہ جہیں ہوتے ہیں کہ اُن کے ماتھے پر
 اُٹھنے والی ٹھنکیں گئی نہیں جاتیں۔ مگر جذباتی اور خیالی بلند پروازیوں سے الگ نہ
 کر غرض ملی اور حقیقی نیکیوں پر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت
 معاویہؓ کا دامن مقدس، دارِ طینان و مصیبت سے اس طرح پاک ہے جس
 طرح حضرت علیؑ اور دیگر اصحاب رسولؐ کا دامن صاف ہے۔

فیہ ارباب علم و دانش کو دعوت نکھو دیتا ہوں کہ پٹیلے ایک منہ کے لیے
 تسلیم کر لیتے ہیں کہ معاویہؓ سے سیاسی غلط ہوئی لیکن کیا اس عظیم المرتبت

اور ان کے ساتھ نبی اپنے سینوں میں پاتے ہیں وہ سیدنا امیر معاویہ پر
کئی اعتراضات کرتے ہیں ہم اس مختصر کتابچہ میں ان اعتراضات کا جائزہ
لینے کا پڑھیں میں نہیں مگر ان دو اعتراضات کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے
چونکہ معاویہ کے خاتین بعد شمر سے ان کی ذات گرامی پر کرتے ہیں۔

سیدنا معاویہؓ پر پہلا اعتراض حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرنا اور ان سے جنگ کرنا

سیدنا امیر معاویہؓ کتاب سے بڑا قصور اور خطا یہ بیان کی جاتی ہے کہ
انہوں نے سیدنا علیؓ کی بیعت خلافت نہیں کی اور اس خلافت کو کبھی کر کے
جنگ کے مرتکب ہوئے۔

لیکن ضد و عناد اور تعصب کرباہے طاق نہ کہ کر فیصلہ کیے کر کیا حق
ہو معاویہؓ ہی سیدنا علیؓ کی بیعت سے انکاری تھے یا اور صحابہ کرامؓ کی اور ہم
کے مرتکب ہوئے تاہم اساطیر کیا جاسے تو ہزاروں صحابہ کرامؓ آپ کو نظر
آئیں گے جو سیدنا امیر معاویہؓ اور ائمہ اربعینؓ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حامی اور
ان کے حکم میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ
جنگ میں اور یمن میں حضرت علیؓ کے خلاف صفت آراء ہوئے تھے۔

آئینکے کے آئینہ میں آپ کو مشر و مشر و میں شامل حضرت طلحہؓ اور حضرت
زبیرؓ کی نظر آئیں گے جنہوں نے ویزہؓ اور سیدنا علیؓ کی بیعت کر کے کراختلاف
نہ کیا بلکہ کراختلاف والی کہ بیعت ہم سے باخبر اور قاضی عثمانؓ نے تمہاروں کے

کاتب دی اور فاتح قرص صحابی کو ایک دو سیاسی لغزشیں اتا حقیر اور اسے
جاسکتی ہیں کہ ہر کہ مہر اور حقیر لوگ بھی اس کی گستاخی اور جہلہ اولیٰ پر اور
آئیں اور اس کا احترام و عظمت میں ہمارے دل سے بھل جاسے اور ہم بار
تعلق اس پر عقیدہ شروع کر دیں اُسے ہائی جنگ و تفرقہ کابانی اور منافق
کہ گزریں۔

لوگ انصاف سے بتاؤ اگر تارہ سیاہ بدلی کے اندر آجائے تو انشا
ہے نہ ہو جانا نہ کہ تیل کے چراغ اس پر نرا بطن نور ذکر کریں۔ کیا یہ اڑاؤ ہو
نہیں ہے کہ میرے جلسہ صحابہ شادوں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتدار اور پٹری
کو گے حیات پایا ہو گئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر صحابی تھے اور نہ جنگ
کے آخری سالوں تک مر نہ تھے ہوئے تو اصحاب اور کاتبوں کے دائرے سے
انہیں کوئی نال نہ کہتا ہے؟

اَوَلَيْكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ . اَوَلَيْكَ جُذُبُ اللَّهِ اَوَلَيْكَ
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا كَلِمَاتُ لَوْمَةٍ اِنْ كُورُنَ عَارِجٍ كَرَسَاتٍ ؟ وَخَبْرِي
اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَوَعَدًا لِّمَنْ كَانَتْ اِيْنُ سَعْدٍ كَرَسَاتٍ ؟ اَعَدَّ لَهُمْ
جَنَّةً وَجَنَّتِمْ تَحْتِ الْاَشْجَارِ كَعَدَا وَوَعَدَ مِنْ اِيْنِمْ تَحْتِ كَرَسَاتٍ
ہے؟ عیش اور مغفرت کا حق ان سے کون غضب کر سکتا ہے؟ اور منہ
زانی اَوْ رَاعِيْنَ رَاٰ اِيْنِ صِدِّيقِ بُرْوِي كَعَصْدَاقِ اِنْ كُورُنَ كَرَسَاتٍ
پر کون روک سکتا ہے؟

فانہیں گرامی اور گستاخ امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ سے نہ کہتا ہے

برائیت کی غریباں اور محاسن فرما خوش کر دینے لگے اور ان کی غامیاں بڑھا چکا کر یاں کی گئیں۔ یہ سب منافقین کی شر پر تھا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنگ کے باعث اُن کی فاکار سے ڈری جانے والی دو خیزلڑائیوں کو فرما خوش کر دیا گیا۔ ایک جنگ مشین کو بنایا نہ کر اُن کی محنت، وقار، علم و علم، فہم و فراست اور اسلام و کوشی سے فتنہ انھیں بند کر کی گئیں۔ اُن کا صوابی رسول اور کاتب دی ہوا۔ پہلے اسلامی بکری میرے کا موبہ اور پہلے بکری شک کا قابض ہوا اللہ صواب خصال و مناقب کو پس پشت ڈال دیا گیا۔

سیدنا امیر معاویہ کی ذات گرامی کے ساتھ عزیزین کی جلد نفی سے انصاف، غم و ہزانی اور تلافی کا واحد سبب یہ ہے کہ اُن کو کہیں زندگ، ہستی سے اختلاف کی گزری پیش آئی وہ امیر المؤمنین، خلیفہ صالح، والدِ حق حضرت علی کی ذات گرامی ہے اور یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ حضرت سیدنا علی اپنے ذاتی شرف کلمات کے اعتبار سے حضرت معاویہ پر بہر حال فوقیت رکھتے ہیں۔

جو عظمت و مقام اور امتیازات قیام ازل کی طرف سے سیدنا علی کے حق میں آئے تھے اُن کی برابر ہی حضرت معاویہ کبھی نہیں کر سکتے حضرت علیؑ بہت فوج تھے، بہت ریشہ الرتبہ، بہت جند شان، بہت ذی اکرام، بہت عظیم الشان لوگوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے، اُن کی عظمتوں اور رفعتوں پر شک و شک کی گواہی وہ سرور کائنات، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و داد اور پکارا دعا جاتی تھے، خیر کے خراج، بد و اُحد کے غازی اور نص

سلنے میں لی ہے، آپ انصاف سے بتائیں کہ بیت کا ذکر کیا دیکھ کر ہر مسلم یا نہایت کے قزوین یا کہیں یہ منقطع ہمارے گھر سے بالا تنہے کہ حضرت علیؑ کی فراموشی کر لی جس کے نہایت معاویہ ہوئے ہیں تو وہ قابل احترام ہیں اور قابل محبت بھی اور معاویہ قابل محبت اور قابل نفرت و خفیہ؟ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اور اگر سیدنا معاویہ اس لیے قابل محبت ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؑ کے خلاف دیکھ کر گئی کی اور مقابلے میں آئے تھے تو یہ فراموش سیدنا معاویہ سے سرزد نہیں ہوا۔

بلکہ اُنم ہوشیہ، صدیقہ کائنات، حبیبہ حبیب خدا، مریم اسلام، حضرت فاطمہ، خلیفہ ملام حضرت سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا بھی ایک عظیم شخص کے ساتھ حضرت علیؑ کے خلاف صف آرا ہوئی تھیں۔ مگر کوئی اہل حق کلمہ کا دعوہ یا رخصت عائشہ کو باغی اور فساد کا بانی کہنے کی جرات نہیں کرتا، اور اُن سے لہذا نفرت نہیں کرتا اور اگر بھی فراموش معاویہ سے سرزد ہوا تو سادہ لوح اہل حق پر شیعہ بدویکشتہ سے منافقین اور تاریخ کی تار کیوں ہیں گم گشتہ راہ اعلیٰ مظہری اسلام، کلمہ پکھی اسنے کے عادی و مانگین، مفرقین اور خطباء سیدنا معاویہ کے اس فراموش کو بنایا بنا کر خفیہ کی بنیادی کھول دیتے ہیں۔

مالا کہ یہ حقیقت ہے کہ مؤرخین نے ہر محاسن کے قد میں ابتدائی تاریخ مرتب کرتے ہوئے بغیر ہر کے جنونے راویوں پہلے بناد احمد و کر کے نوٹین کے ساتھ ذاتی دشمنی کو ذہن رکھتے ہوئے اُن کو بدنام کرنے کی سازش کی ہے۔

کے قاضی تھے۔ علم و علم کا دریا۔ شرافت و سخاوت کی کان۔ فہم و فراست کے
غور اور سکھانوں کے چہرے غلیظ نہ تھے۔ کہاں ملے اور کہاں معاویہؓ کے
کا کوئی قابل ہی نہیں۔ کہاں سیدنا علیؓ کی خوشنویسی، انورانی، کلمہ سحری، غزوات و فتوحات
کے وقت آنحضرتؐ کے صاحبزادے اور جان و رائے والے اور کہاں معاویہؓ جو قسطنطین
حافظت اور اقتدار کے بعد نہاد میں سے والے بنے۔
اسی لئے آنت کی نگاہوں میں جو مقام و مرتبہ عظمت و عزت اور شرف و
علیٰ کو حاصل ہے اور رسولِ رحمت سنیؐ اور علیؓ کے عزیز و اماد ہونے کے باعث سیدنا
جو عزت و عظمت اور عقیدت آنت کو حضرت علیؓ کے ساتھ ہو سکتی ہے وہ
کی طرف بھی حضرت معاویہؓ کا جھنڈ نہیں ہی سکتی۔

مگر یہ حقیقت بھی اہل سنی اٹھیں ہے کہ حضرت سیدنا معاویہؓ صحابی رسول
اور کاتب ہوئے ہیں۔ حسن اسلام، خال المؤمنین، صاحب تبر و فرست امام
عادل و برحق اور امیر المؤمنین ہیں۔ معاویہؓ کوئی صحابی شہید نہیں کہ ان کی کفایت
بلکہ در لشکران چلائی جائے۔ بلکہ ان کے علم و ثقہ، تبر و سیاحی بصیرت
انتہائی قابلیت، شکر کی مہلت، مالی بھنی، ان کی سرور نہ ہونے والی امر و عمل
نے انہیں اصحاب و رسولؐ کی حد تک رسائی کی صاف اول میں لاکھڑا کیا ہے
جب یہ دونوں شخصیتیں تعظیم اور عالی مرتبہ ہیں اور سیدنا علیؓ بہر حال حضرت معاویہؓ
سے بلند تر ہیں۔ تو پھر آنت پر لازم ہے کہ دونوں کا یکساں احترام کیا جائے۔ ان کے
زبان طعن و دزدانہ کی جانے اور انہیں تنقید و تنقیص سے بالاتر سمجھا جائے۔ ہر
چیز کیا ہے؟ کہ تعجباً چودہ سو سال گزر جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہاں یہ ممکن ہے کہ دونوں جماعتیں خداوند برحق ہوں اور یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ ایک حق اور دوسرا اثنیٰ ہو لیکن جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد
دونوں سلطان اور مومن رہیں گے۔

قرآن مقدس کے اوراق اس پر شاہد اور گواہ ہیں اور خداوندی ہے
وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَمْشَا بَيْنَهُمَا
أَكْرَاهُ إِيْمَانُ كَمَا دُكِرَ وَأُخْرَىٰ فِي رُكُورٍ تَوَدُّونَ فِي مِصْلَعٍ
كَرَاهٍ

اس آیت میں جتنے المؤمنین کے لفظ پر غور فرمائیے آپ پر یہ حقیقت
آشکار ہو گی کہ دو ایمان دار جماعتوں میں بھی جنگ ہو سکتی ہے اور اس جنگ
اور باہمی لڑائی کے باوجود دونوں مومن اور سلطان رہیں گے۔

ان کو حضرت علیؑ نے بھرا کر اطراف ملک میں لٹھ کرایا۔ فرمایا !
جیسے معاملے کا ابتداء اس طرح ہوگی کہ جلا اور اہل شام کا معاویہ کا،
مقابلہ تیرا اور بیات قرظا ہر جہے کا ہمارا اور ان کا ریت ایک
ہمارا اور ان کا ریت ایک۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا ایمان لانے
اور اس کے پیچھے تصدیق کرنے میں نرم ان سے زیادہ ہیں نہ
وہ ہم سے زیادہ ہیں میں ہمارا اور ان کا ریت مل کر ایک جیسا ہے
مہر قرآن حقائق کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا
ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بڑی ہیں :

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے کسی مکتوب گرامی کی ایک بار پڑھنے کے
نیا مسئلہ حضرت امیر معاویہؓ کو اپنے جیسا ایمان دار اور مخلص سلمان سمجھے ہیں
اور ان کے ایمان پر غیر تصدیق ثبت کر رہے ہیں بلکہ آج راضی تیرائی ثبت
علیؑ کا مؤرخ و حیدر اسید معاویہؓ کو کافر منافق اور نہانے کیا کچھ عقلمند ہے۔
کیا کائنات کے اس سب سے شے و شے علیؑ نے کبھی غور نہیں کیا جو قرآنی
معاویہؓ پر چھپاں کیا جانے گا اور جو گال معاویہؓ کو نکالی جائے گی اور جو الزام معاویہؓ
پر مارا گیا جائے گا اس کی رو میں حضرت علیؑ بھی آئیں گے۔ اس لیے کہ سنی
علیؑ قرآنی نے حضرت معاویہؓ کے ایمان کو اپنے ایمان سے بے قرار کر دیا ہے اور سنی
معاویہؓ کے اسلام کی شہادت دی ہے۔

بلکہ جو لوگ سنی معاویہؓ کے سامعین میں سے قیدی بن کر حضرت علیؑ کے پاس
پہنچے اور ان میں سے کسی کا انتقام کرنا چاہتے تھے کہ اس کو قتل کر دیا جائے

ان پر تشدد کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے خلاف
کیا تھا۔ ہم حضرت علیؑ سے فرماتے ہیں کہ اسے داناو نہیں۔ نہ کچھ نہیں قابل ہر
آپ بتائیے حضرت معاویہؓ کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں آپ کا نظریہ
اُن کے بارے میں کیا ہے۔ کیا آپ اُن کو مسلمان اور ایمان دار جانتے ہیں یا
علیؑ کے فیصلے اور اعلان کے بعد کسی مسلمان کو مارنے والے کے لیے کچھ نہیں
کہہ کر رہے ہیں کہ وہ امیر معاویہؓ کے خلاف بغض اور خدائے ہے سمجھتے
ہے۔ آجے حضرت علیؑ کا فیصلہ اور اعلان تھے ہیں۔

جنگ مبین کے بعد کہ مکتوب نے اہل شام اور امیر شام حضرت معاویہؓ
رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ شروع کیا تو سنی علیؑ رضی اللہ عنہ نے ایک مسند پر
نہایت حکومت ملکہ کے درگاہ کو روانہ فرمایا جس میں تحریر فرمایا :

وَجِئْتُكِ بِكِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ إِلَيَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ
لِيُخَصَّ بِهٖ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ حَقِّهِ وَكَانَ
بَدَأَ امْرَأًا أَنْ تَقِيْمُنَا وَتَقَرِّمَ مِنِّي أَهْلَ الشَّامِ وَالْقَاهِرِ
إِنَّ رَبَّنَا وَاجِدٌ وَبَيْنَنَا وَاجِدٌ وَدَعَوْنَا إِلَى الْإِسْلَامِ
وَاجِدَةً لَا تَسْتَزِيدُ مِنَّا فِي الْإِسْلَامِ بِالْعَدْوِ وَالْقُدْوَةِ
مِنْكُمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَلَا تَسْتَزِيدُ مِنَّا وَالْأَمْرُ
وَاجِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دُمِّ عِمَّانَ وَحَسَنَ وَنَهْ
بِرَأْسِهِ

حضرت علیؑ اور اہل مبین (جملہ معاویہؓ) کے مابین جو توہینیں کیا

اور اس پر تمام حواضہ ہوتا تھا۔

مشفق ابی الی شہر مغربہ ۱۰۲۳ ہجری میں ہے کہ سیدنا مثنیٰ سے پوچھا گیا کہ لوگ جب جہاں اور جنگ مصلحین میں آپ کے مقابلے میں آئے ہیں انہیں کھڑے کر دیا کہ وہ فخرک ہیں حضرت مثنیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں پوچھا گیا آنا فقیہین ہستم کیونکہ منافق ہیں؟ حضرت مثنیٰ نے فرمایا انہیں وہ منافق بھی نہیں ہیں۔ پوچھنا پوچھا میرا ان کی حیثیت آپ کے نزدیک کیا ہے؟ تو سیدنا مثنیٰ نے فرمایا انہیں بغیر غلیظانہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف دنیا دہی کی تھی۔

اسی طرح حضرت مثنیٰ سے سوال بڑا کہ وہاں ہلکوں کے مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت مثنیٰ نے فرمایا قتلانا و قتلناکم فی الجنتہ ہا اور معاویہ کے لشکر کے مقتولین جنت میں مائیں گے۔ (مشاف بہا الی بیروت)

ان حوالہ نامت سے معلوم ہوا کہ سیدنا مثنیٰ حضرت معاویہ اور ان کے لشکر کو فخرک سمجھتے تھے وہ کافر سمجھتے تھے اور نہ ہی منافق جانتے تھے بلکہ وہ ان کو ایمان دینی بھائی اور مرید مٹھان سمجھتے تھے۔

اب ذرا تصور کرو اور سراپا بھی دیکھ لیجئے کہ سیدنا معاویہ حضرت مثنیٰ سے استغاثات کے باوجود ان کا کین احترام کرتے تھے اور ان کے بارے میں کتنا شرفیابی رکھتے تھے تاریخ اسلام کے اوراق میں آپ کو نظر آئے گا کہ حضرت مثنیٰ اور حضرت معاویہ کے مابین جنگ جاری نہیں۔ منافقین کی کارستانیوں کے تھے ہیں قومان کا زہر پڑا ہے کہ اس دوران قیصر روم نے حضرت مثنیٰ کی سرکشتی اور انہوں ہی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور حضرت مثنیٰ کے ملائے برقیضہ کرنے کا خطرہ

منصور بن ابی اسحاق کاتبان تھو کہ عثمانی اس میں دست و گریبان ہیں اور جبکہ اس سے زیادہ مناسب موقع پھر کبھی نہیں آئے گا۔ اس وقت حضرت علی سخت مشکل میں ہیں ان کی مصاہرہ سے فتنی ہوئی ہے اور میرے اس اقدام سے وہ جو فتنی ہوں گے۔

حضرت علی کو قیصر روم کے خط کا جواب ملکا ان کا فی قرعہ مدہا ہی ہر سیکڑہ دوکانوں پر ایک وقت جنگ فرما اور جنگ کا باری دیکھ ان کے بیٹے بے حد شہسوار ہو حضرت علی کی اس پریشانی اور اضطراب کو سیدنا امیر معاویہ کی فکر کرنے لگا کہ جب قیصر روم کے اس ارادے کی اطلاع حضرت معاویہ کو ملی تو وہ بے چین ہو گئے اور فوراً ایک خط قیصر روم کے نام تحریر فرمایا جس کے ذریعے انہوں نے قیصر روم کی غلط فہمیاں کو اس خیر ضرورت کے ساتھ دور کیا کہ خط بخنے کا حق تو اگر دیا۔ اور ان کا خط اتنا مؤثر پڑا کہ معاویہ اور مثنیٰ حاکم قیصر روم پر غیب اور دشت جاری ہو گئی۔ اور اس کے قدم جہاں تھے وہیں ڈک گئے۔

حضرت امیر معاویہ کے خط کا مضمون اور طرز تحریر کس قدر ایمان افروز اور اثر مند ہے یہ ایک الگ حقیقت ہے مگر خط کی بنیادیں آپ نے ہمیں بتا دی ہیں کہ انہوں نے قیصر روم کو مخاطب کیا ہے وہ اتنا زانیہ ہو کہ اب نہ تو عقلی

فائدہ لیکن کہ لفتہ و لم ترشح الی بلا ذک یا یعیس۔
اس فتنی نشان لگے کہہ کے تب کی قوم بجا کر قرآن اپنے ارادے سے باز آیا اور اپنے دلوں کی طرف رٹے لگا کر کہہ کر کہہ کر

میں پہنچے چنانچہ جہان علی سے فریاد شروع کر دیں گا ہم سب دہلی پہنچیں
میں کہتے تیرے گھر میں سے بھی باہر نکال دیں گے۔ اور باوجود اس
کہ کوئی نہیں فرما رہا ہے مگر تجھے پرہیزگاروں کے۔

(ابلیس و اہلبارہ مثلاً علیہم)

حضرت معاویہؓ کے اس اعتقادی اور تاریخی خطبے سے حقیقت و مفہوم کو
کلپنا واضح ہو گئی ہے کہ ملی معاویہ اختلاف کفر و اسلام اور حق و باطل
اختلاف نہیں تھا بلکہ شر و حق معاویہ کے دونوں شکوک میں شامل ہو کر ایک دوسرے
کے حق میں غلط فہمیاں پیدا نہیں تھیں۔ جنہوں نے جنگ کی ضرورت اختیار کر لی مگر
باوجود اس جنگ تک وہ ایک دوسرے کو کوئی دشمنان سمجھتے ایک دوسرے
کے مقربوں کو مانتے جانتے آہیں کا انتظام کرتے تھے۔ اور معاویہؓ
بیشک کے مصداق آہیں میں بھائی بھائی تھے۔

وہ ایمان و اسلام میں اپنے آپ کو دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے
تھے۔ باہم ایک دوسرے کے ماننے والے ایک رسول کے امتی و نام لیا اور
ایک دوسرے کے حامی تھے۔

ان تمام نوکر کے مصافحہ کے بعد بھی

اگر کوئی بدخلیت تیرائی زبان دلاؤ گی کہتے ہوئے کہتا ہے کہ

سید معاویہؓ حضرت علیؓ کے دشمن تھے تو کیسا

وہ خائف و شرمیلہ کی تعذیب نہیں کر رہا؟

اور کیا وہ حضرت مسیحؑ پر بہتان اور افترا نہیں لگا رہا؟

حضرت معاویہؓ پر دوسرا اعتراض یزید کی ولی عہدی

حضرت سیدنا امیر معاویہؓ بنی امیہ عز پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ
انہوں نے دنیاوی اغراض اور ذاتی منافع کے پیش نظر دھوکے اور دھاندلی کا
ارتکاب کر کے اور بے دریغ دولت شاکر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ اور
اس کے لئے زہر و سستی بیعت لی۔

آئیے سیدنا معاویہؓ کی ذات گرامی پر چہرے والے اس اعتراض کا جائزہ
لے لیں اور تعصب سے کنارہ کش ہو کر ثابت کی نظر سے لیتے ہیں۔

لیکن اگے بڑھنے سے پہلے یہ سن لیجئے کہ حضرت امیر معاویہؓ پر یہ ہوا
افغان اہل تشیع کا حرف سے بھی ہوتا ہے اور بعض نادان جہنمی کی شدید تہذیب
سے متاثر ہو کر یہی راگ الاپتے ہیں۔

جس اہل تشیع اور نادان اہلسنت دونوں کو الگ الگ جواب دیکھ
مٹھن کرنا چاہتے ہیں۔

پہلے شدید حضرات سے جہاں سوال ہے۔

ہم کریا و جب کہ معاویہؓ فرید کو ولی عہد بنا دیا بلکہ
 اہل تشیع کہتے ہیں کہ اس نے فرید کو ولی عہد نہیں بنانا چاہیے تھا کہ
 شرابی اور زانی تھا۔ بے خلا تھا۔ فاسق و فاجر تھا۔ اور ظاہر بات ہے کہ ہرگز
 فاسق و فاجر کو مسلمانوں کے سردوں پر مسلط کرنا اور اس کی ولی عہدی کی بیڑ
 لینا حکم اور زیادتی ہے۔

اہل تشیع سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے مذہب کی معتبر کتب اس بار
 پر گواہ ہیں اور کائنات کا کوئی شیعہ اس حقیقت کو جھٹل نہیں سکتا کہ رحمت کائنات
 سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسلمانوں نے متفقہ طور پر
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ المسلمین تسلیم کر لیا۔ اور ان کے ہاتھ
 پر بیعت نہایت ہو گئی تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر
 کے ہاتھ پر بیعت خوف کی تھی۔ ان کو اپنا امیر اور خلیفہ مان لیا تھا۔ اور مسجد نبوی میں
 ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے تھے۔

اور دوسری طرف یہ حقیقت بھی اظہر علی الشمس اور ناقابل تردید ہے کہ شیعہ
 کا پاک، نیک اور غلیظ عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ
 مرتد، کافر اور ظالم تھے۔

اے کا مخرج قیصر یہ نکلا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر، قاصب
 ظالم اور مرتد کو اپنا امام اور امیر مان لیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرار مرتد کو نام نہائیں اس کے اقرار بیعت کر میں
 دائرہ کوئی حریف نہیں اور امیر صلی اللہ عنہ شیعہ اور زانی اور فاسق و فاجر
 باطلہ تو عرض کیوں ہے؟

کائنات کے شیعوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر اور مرتد کو اپنا امیر
 ہر گاہ کیا مانا؟ اس کا جواب شک کو سستیٰ علی رضی اللہ عنہ کا دامن تھکان کر دے
 ہر امیر صلی اللہ عنہ کا دامن ہم صاف کر دیں گے۔ کہ انہوں نے ایک شرابی
 اور فاسق کو ولی عہد کیوں بنایا۔ ایک فاسق و فاجر اور شیعہ کی ولی عہد بنانا لڑا
 پہلے یا کسی کا زور تھا کہ اپنا امیر اور امام بنانا نیکو سلیقہ جرم ہے؟

سے قہدی زمان میں پہنچی تو حتمی کہو فی۔

وہ تیرا جو یہ ہے ہر سید و پادشہ
 اور امیر اہل تشیع کو یہ حق قطعاً نہیں پہنچا کہ وہ عرض کریں کہ باپ کے
 بد بیٹا حکمران کا نظریہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے اور اس کو بپا
 بنا کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرک کریں اور گامیں لگیں جب کہ یہ حقیقت ہے
 کہ سب سے پہلے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ
 کو اپنا نائب بنایا تھا۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کشف الغم ص ۳۳ میں ہے

ان غلبت علیہ الشیطان و اذہم بھا الیم و اذہم
 و اذہم علیہم فہم علیہم الشیطان و اذہم بھا الیم و اذہم
 ان غلبت علیہ الشیطان و اذہم بھا الیم و اذہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی اور ولی عہد بنایا۔ اور خلافت کی چادر بھی ان کو پہنائی۔ اس لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ اور اگر تم کے تنازعات سے پاک ہے۔

پھر اہل تشیع کے مذہب میں باپ کے بعد ہمیشہ بیٹا ہی امامت کے منصب و مرتبہ پر فائز ہوتا رہا ہے۔ اس نے شیعہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن و راز کرنے سے پہلے پہلے لکھ کر خیر لہین چاہیے اور یہ امتراض پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کرنا چاہیے کہ انہیں سننے پہلے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی اور ولی عہد کیوں بنایا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں۔

ام اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آئیے اب ان اہل سنت و اہل ایمان کی طرف بن کے دل و دماغ مدت کے کشیدہ پر پگھلنے سے شائبہ ہیں اور ان کے مز میں شیعہ کی زبان حرکت کرتی رہی ہے اور ناشوری طور پر وہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر تیز بازی کے متحجب ہوتے ہیں کہ دیکھو جی! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا

یہ خلافت کو ملکیت میں بدل دیا۔ اور بیٹا بھی وہ جو ذاتی، شرابی، بہرہ دار، غاصب و مافوق تھا جسے مسلمانوں پر زبردستی مسلط کر دیا۔ اور اس طرح وہ کنبہ پروری کی ترسیل لیکن کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ قرآن کی کسی آیت کریمہ میں اشارہ یا ہدایت ملے کیا گیا ہے کہ وقت کے حکمران کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد بنائے۔ اور کیا کسی معتبر اور مستند حدیث سے کوئی اشارہ ایسا ملتا ہے جس میں رشا و نبوی ہو کہ کسی امیر المؤمنین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ پہلے کسی عزیز یا رشتہ دار کو اپنا جانشین اور ولی عہد بنائے۔

اگر قرآن و سنت سے ایسا کوئی ثبوت نہیں تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قرآن و سنت کی خلاف ورزی کا الزام لگانے والے بے لگام، بھڑکین، اسلام پہنے ایمان کا جائزہ لیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیٹے یزید کو ولی عہد کیوں بنایا؟ ان کی وجوہات کیا تھیں؟ ان کی مجبوریاں اور ان کی سوچ کیا تھی؟ اس پر مختصر گفتگو کریں تاکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن شیٹے کی طرح صاف و شفاف نظر آئے۔

مغربات گنگے بڑھانے سے پہلے ذرا مامنی میں بچا کیجئے کہ خلیفہ سوم، امام ابوالمؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اہلک اور وراثت کے بعد امامت مسلمہ کی زمام کار اور حکومت کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ

یہی رفیع المرتبت، عادل و شرف، واجد و متقی، شہاج و جبار، عالم و فاضل اور
امت مسلمہ کی عظیم قیادت تھی جس کے ہاتھ آئی، مگر وہ بھی ان غزوئوں میں
اور سازگار ماحول پر گزراؤں ذکر کے، فاتح خیبر، قاتل حرب، جبار و شہاج
انسان ہی عادت کے سامنے ہے میں نکتہ تھا خدا مسلمان کا ہاتھ دوسرے مسلمان
کے گریبان تک جا پہنچا، حرائیہ پر نہیں، تواریک گواہیں، نیزے ہولناک، اور قریب
ہزار مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔

خوفت علی رضی اللہ عنہ کے دوران ہداسنی، آپس کی ناچاقیوں کی وجہ سے ایک
ایک زمین ہی فتح نہ ہو سکی، اسلام کے پھیلنے کے مواقع ضائع ہوئے اور کامیابیوں
کے واسطے مسدود ہو گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی الٹانک شہادت کے بعد
مسلمانوں کو المینان اور چین کا سامن نصیب نہیں ہوا، سکے کی زندگی ان سے چھن گئی،
جسے المینانی اور خوف کا دور دورہ رہا۔

مگر جو ہی حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے مل کر کہہ پڑے عالم اسلام کی حکومت و ولادت ان کے سپرد کر دی، تو فوراً انہی
تقسیم کا اور ہوش آیا، دکھ کی جگہ سکھ نے ملے، غموں کی جگہ خوشیوں نے
دف کی جگہ المینان نے حاصل کی۔

پس جس کی شکوہ نہیں، غم و غصہ کا فہر ہوا، اور محبت و اخلاقت نے دلوں میں
یا انتشار و انفرق کی جگہ اتحاد و اتفاق، یکجہت، یکجہتی اور ایک دوسرے سے

محبت و موافقت پیدا ہوئی، ناامنی اور غمخیزی کی جگہ بخیر و دور نگہداری نے
لی اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا، بحری و بری لشکروں کی کامیابی کا تانتا بندھ
گیا، پورے اسلام مختلف کھیلوں میں ہولناک گامزدار ہو گیا، غزوات اور یوں پ
کے دوران اول پر اسلام نے دستک دی، اسلامی لشکروں نے مسلمانوں کے رخ
مڑے، اور غزواتوں کے ذریعہ توڑ دیئے، غرضیکہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
اہل بیت و اہل سنت و اہل ایمان اور عدل و انصاف کے ساتھ برسر اقتدار رہے، اور انہی
دوران ملک حالات بے حد سازگار اور عرصہ افزا رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب عمر کے اس عہد کو پہنچے جب حضرت ابوبکر
نے تمام حقیقی فوجیں ہی تھیں تو انہوں نے سوچا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی الٹانک
اور وہ ایک شہادت کے بعد دشمنان اسلام یہود کی شرافتوں اور سازشوں کی وجہ سے
سکے کے حالات اس حد تک بگڑ گئے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جیسا اندر
سے باہر کہ وہ شہاج و جبار صحابی رسول بھی ان پر قابو نہ پاسکا، اور ان کی مدت خلافت
سکھوں امت انتشار و انفرق کا شکار رہی، فتوحات کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اور
فرنگیہ کرمی المینان اور سکون سے پریشان پڑھا رہا۔

لہذا ان کے فضل و کرم سے میرے دور حکومت و خلافت میں اس دور
شکلی المینان و سکون، محبت و اخلاقت کا دور شروع ہوا ہے، فتوحات کا سلسلہ
بے حد جاری و ساری ہوا، کفر پر زمین تنگ ہو رہی ہے، اور اسلام کا پسپا ہونا

کی شہادت کے بعد رونما ہوئے۔ دیکھو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد تو اسی شہادت کے بعد قسیدہ ناسی رضی اللہ عنہ جیسے عظیم لوگ بھی موجود تھے جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔

اور اگر مرے بعد خلافت کے مسئلہ پر اختلاف رونما ہونے کو مسلمان دیکھے تو اس کا کھم کھم کرنے گا۔ فتوحات کا سلسلہ رک جائے گا، انفس کے ٹکرائی کے پرانے دشمن ہوں گے۔ اور اسلام نہ چھپتا پھرے گا۔

اس نے ضروری ہے کہ میں اپنی زندگی میں کسی شخص کو اپنا ولی عہد بنا دوں۔ اگر مرے بعد وہ نامزد کر دہ جائیں امیر المؤمنین کے منصب پر فائز ہو جائے اور مسلمانوں کو اس مسئلہ میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

لوگ کہتے ہیں اپنی زندگی میں ولی عہد بنانا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطی تھی کہ کہا ہوں ان حالات میں مامی کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل پر نظر رکھ کر ولی عہد بنانے کا فیصلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سن تدبیر سیاست و فراست، پیرائے مکاری کی ہیرت اور عالی حمتی کا مزہ ہوتا ثبوت ہے۔

معاویہ تیسرے تدبیر پر قربان، تو نے آنے والے حالات کا اندازہ کر کے ابھی سے کتاب کر دیا، معاویہ تیسری فراست ایمانی کو سامہ کر تو نے مستقبل میں پیدا ہونے والے مسائل کا اندازہ کر دیا، معاویہ تیسرے عزم کی پختگی پر شمار جازوں کو تو نے یہود کے خلاف اور دشمنوں اور تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔

سے دیکھ کر ہونا ہے۔ ہم نے یہود کو جو ہے کے چنے چبا چیتے ہیں اور ان کی شہادت کے بعد تو اسی شہادت کے بعد قسیدہ ناسی رضی اللہ عنہ جیسے عظیم لوگ بھی موجود تھے جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہود کا ذہن بے حد سازشی و کائنات ہے۔ اس لیے وہ بھی اسلام سے اور مسلمانوں سے بدلہ لینے کیلئے تدبیریں کرتا رہا۔ اس نے میں نے اگر اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کی خلافت و امامت کا مسئلہ چرچا کر دیا، اور اپنی جگہ کسی کو ولی عہد بنا دیا تو میرے بعد خلافت کے مسئلہ پر ایک دفعہ پھر شدید جھگڑا ہو جائے گا۔ اور تاج و تخت کی خاطر دلائیاں شہود و حاکم ہوں گی، اور یہود سے بنیاد بنا کر مسلمانوں کو مسلمان سے مٹا دے گا۔ سینا منگے اور

رضی اللہ عنہ کی ذہانت و بصیرت اور دور رس نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اگر کسی کا انشاء آج نہ کیا گیا اور آنے والے سیلاب کیلئے ابھی سے بند نہ باندھے گئے تو اسلام کی یہ غنہ سیریز ایک کر کے قائم کا ہوئی سلطنت ہونا ک غار جنگیوں سے پارہ پارہ ہو جائے گی۔ اور وہ تمام اسلام دشمن طاقتیں جو نہ جانے کب سے بدل چکیں گے

یکٹھے ہوتے رہیں ہیں، موقع پڑتے ہیں اسلامی سلطنت کو اس طرح دیوبند میں گی جیسے باز پڑیا کو دیوبند ایستا ہے۔ اور مسلمان جو بڑی مشکل سے ایک مرکز اور ٹیٹ فام پر اکٹھے ہوئے ہیں ان میں یہود دوبارہ پھر وہ ڈال دینگے اور ملک کے حالات ان حالات سے بھی بدتر ہو جائیں گے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

پیشنہی کہ موجودہ مسلمان ہوا سید کے سوا کسی اور کی شرافت و اہمیت پر متفق نہیں
ہو سکتے ہیں۔ اس نے انہوں نے یہ تجویز پیش فرمائی۔

لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت صفیہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اس
مشورے اور تجویز کو انہیں ہند کر کے تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا میں اس بارے میں
اس وقت تک کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا جب تک پوری امت کے ارباب علم
و دانش، صاحب علم و دانش اور تمام عربوں کے گورنروں سے ان کی رائے نہیں
پا رہے۔

چنانچہ مختلف شہروں سے ارباب علم و دانش اور ارباب اقتدار کو بلایا
گیا اور ان کے سامنے مسلمانوں کے مستقبل کی صورت حال رکھی گئی کہ آئندہ مسلمانوں
کے ایمین جنگ، اخلاقی و دینی اور اخلاق و انتشار کے سبب اب کے لئے کیا انتظام
کرنے چاہئیں؟ اور کیا یزید کو ولی عہد بنانا درست اقدام ہوگا یا نہیں؟

وقت تمام مسلمانوں نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ اس وقت عالم اسلام پر بنو امیہ
کا حکومت ہے اور ان کی گرفت بھی مضبوط ہے۔ امن و آشتی کا دور واپس لانے
کا ان کا سنہری کردار ہے۔ اور اس وقت اصلی قوت و طاقت کا مرکز بھی بنو امیہ
ہے۔ اس لئے انتہائی مناسب ہوگا کہ یزید کو ولی عہد کے منصب پر فائز کر دیا
جائے۔ ارباب علم و دانش اور گورنروں کے اس متحی فیصلہ کے بعد بھی سید، سیدہ
اور ان کے مخلص نہیں ہوئے۔ اور فرمایا، اس بارے میں جب تک میں کر رہتا

ہوں گی جو بدینت اور بدینت تیرے تہ تر، تیری سیادت، تیری ہیبت، تیری
و انفا، تیرے غم، تیرے علم، تیرے علم، تیری اسلام دوستی اور کف و دشمنی میں شکر
کرے وہ خدا کی ہمت و رحم بھی ہے اور اس کا وفاق حق و قدرت خالی بھی ہے۔
قائدین گزلی قدر اسٹیج ہوئے اور بعض معاویہ کے دائرے سے نکل کر ایک
نعرہ برون سیاست، معاشرتی، سماجی اور عوامی حالات پر ڈالنے جو سینا معلوم
کے اور میں اور سینا عثمان و عثمان بن ابی العزیز کی شہادت کے بعد رہا ہوئے۔
ایکے حالات میں مشہور صحابی رسول حضرت صفیہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو بیعت رضوان
میں شامل تھے اور عقد و حق امین، عن المؤمنین

کے صدر تھے اور عرب کے عظیم دانا، مدبر اور شکم تھے۔ انہوں نے حضرت معاویہ
کو مشورہ دیا تھا کہ ولی عہد کے منصب کے لئے آپ کے بیٹے یزید سے زیادہ
اور کوئی شخص مناسب نہیں ہوگا۔

حضرت صفیہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ایسا بے حیثیت اور حقیر نہیں ہے
کہ اسے ہزاتی غروں میں گم کر دیا جائے۔ اور بے دھڑک صحابی رسول کو متاثر کر دیا
اور لڑائی کبہ دیا جائے۔ حقائق چاہے کتنے ہی تخی اور خلاف مزاج ہوں انہیں تسلیم
کر لینے ہی میں عافیت ہوتی ہے، کوئی آدمی اس سے نہیں رک سکتی کہ شتر مرغ
دیت میں منہ چھپالے۔

حضرت صفیہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ

ہو جسے عالم اسلام میں نیک و نیکو نامی کے مسند پر کہیں کوئی جگہ نہیں ہوا
 کسی جگہ سوائے اجتماع ہند نہیں ہوئی کسی جگہ عزت کا نگاہ نہیں کیا گیا کسی نے بھی
 رعایت میں کوئی نہیں اٹھائی کہیں شہر و وطن کی کثرت پیدا نہیں ہوئی جگہ پوری ملکیت
 اس وقت میں حضرت ستینا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
 کے سوا خاندان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام مسلمانوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیعت نہ
 کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ستینا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اقدام غلط تھا اور
 یزید کی ولی عہدی درست نہیں تھی۔ اس لئے کہ ہمیں وقت حضرت ستینا علی رضی اللہ عنہ
 خوف و دہشت کے منقلب پر فائز ہونے تھے تو ہزاروں جلیل القدر صحابہ کرام
 نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی۔ اور کئی ایک نے بیعت کر کے یہ کہہ کر
 توبہ کی تھی کہ یہ توبہ کے ذریعے ہی گئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہزاروں جلیل القدر صحابہ کرام نے بیعت کر لی تو
 کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ اور ہزاروں تابعین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے
 بیعت سے انکاری ہوں تو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خوف و دہشت میں فرق
 نہ کیا۔ اور وہ خلیفہ راشد اور امام عادل و برحق اور فیض المسیحین ہے۔ لیکن
 ان کے برخلاف یزید کی بیعت وقت کے تمام مسلمان بخوشی و رضا کرتے ہیں صرف

کے باسیوں سے مشورہ نہیں کر سکتا اس وقت تک میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا
 چنانچہ باج کے موقع پر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ثابت و جلیلی کے
 باوجود کو حکمران قرار دینے سے گئے۔ وہاں اہل علم سے مشورہ فرمایا۔ ہر مدینہ اور شہر پر
 ہوئے۔ وہاں اصحاب رسول کی طائفتی۔ ائمہ المؤمنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
 سے مشورہ کیا۔ سب نے یزید کی ولی عہدی کے اقدام کی تائید کی۔

دنیا کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں ملتی کہ وہ مدینہ کی ان برگزیدہ ہستیوں میں
 سے کسی ایک نے یہ کہا ہو کہ معاویہؓ یہ ستم کیوں کر نہ چاہتے ہو؟ اپنے فاسق و
 فاجر بیٹے کو ولی عہد بنا کر خلافت کو ملکیت میں رکھوں جو ناچلنے چلنے
 فاسق و فاجر بیٹے کو ہم پر مسلط نہ کرے۔

معاویہؓ تم معاویہ پرست ہو گئے ہو۔ دین پر دنیا کو ترجیح دینے لگے ہو۔ کہنے پر کوئی
 اور نفائی خواہشات کی پیروی کرتے ہو۔

بلکہ تمام صحابہ کرامؓ نے اس وقت موجود اصحاب المؤمنین بننے اور
 تابعین قائم ہونے بخوشی و رضا ستینا معاویہؓ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید
 کو ولی عہد تسلیم کر لیا۔

اس دوران کسی مسلمان کو بیعت ولی عہدی کے لئے دھمکیاں یا ڈروایا نہیں گیا
 کسی پر کوئی نہیں ہراساں کیا۔ کسی کو جہن کی طاعت نہیں دکھائی گئی۔ کسی کو تشدد کا نشانہ
 نہیں بنایا گیا۔ کسی کے سر پر تلوار نہیں سونپی گئی۔ کسی کو دشمن کے ذریعے نہیں خرید لیا

دل کا بات نہ کر کے، بھروسہ نہ چاہتے ہوں یہ ایک طبع غریب ہے، مگر کئی اور قسم کے
عیا کے برداشت کر سکتا۔

[illegible]

اور صاحبزادہ محلی شہزادہ جیسے بااثر شاہ قریب، امام عادل و دیگر بزرگ کاتب و ادیب ہزاری کو اپنی ادنیٰ پرست مکتبہ پرورد، دہلاؤ و دشمن، جو کہ تہ کبابی اور غریب کبابی کہلاتے ہیں، ہی جماعت ہی کو تہریج و تحریج کے۔

جہاں پختہ اور قی و جماعت جیسے یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مصطفویٰ رضی اللہ عنہ نے
لیکن یہ نکتہ سے بزرگ کہ معرفت اور معرفت سلطانیت اسوۂ نبی کی ترقی، مسلمانوں کی فہمی
است کی بھری، اس کی اہمیت و عظمت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے چشمہ نظر اپنا
طرح ہونا تھا۔

ہر ایک کو قیاس تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرب و عجم خواہشات نفسانیہ
پر اپنی آتش فشاں پوری کی بنا پر اپنے بیٹے کو حکومت و مملکت کا جانشین اور
خلیفہ مقرر کیا۔

جہاں اس روح اور خیال کا گمانہ اس وقت سے جوشید ہوتا ہے

وہ کہیں کہیں کے انکار سے بڑھ کر خوفِ خدا اور است پر غم و زاری ہی ہو جاتی ہے۔
آخر کوئی ۱

اگر تیرا حسین ابن علی رضی اللہ عنہا کے احکام سے پیروی کی خوف ثابت ہو جائے تو جانشین رضی اللہ عنہا اور عہدہ رضی اللہ عنہ کے احکام کے باوجود تیرے غلط کی غلطی کیے ثابت ہو گئی!

اور اگر عہدائے بن نہ ہو مگر اللہ عز کے انکار سے بڑھ کر کی خوف برحق نہیں رہتی تو
عہدائے بنی اللہ عز کے اور عزت نہ ہو مگر اللہ عز کے انکار کے باوجود عہدائے بنی اللہ عز
کی خوف برحق کسی مرتے ہو گئی؟

جواب دو۔ اور انصاف کو آواز دو۔ آخر حق اور باطل کو ماپنے کے چبانے تم نے
 الگ الگ کھوں بنا رکھے ہیں؟

قدارین محترم! اس ساری بحث کو پڑھنے کے بعد اب فیصد آپ کے اف
میں ہے۔ آپ فیصل اور نئی بن کر انصاف سے فیصد فرمائیں۔ کیا بڑے بڑے
صحابہ کرام کو امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بنو ہاشم و آل ابی طالب کو صدق
تہا ہے کہ اسے غیرت اور ہرجل مان لیا جائے کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ

کیا زید واقعی و فاسق و فاجر تھا

یہ حقیقت دلائل کی محتاج نہیں ہے کہ وہم جناس اور جناس کے خیالات، حضرت زید کے بارے میں عام کے بجائے تعصب اور غصہ پر مبنی ہیں۔ وہ سب چاہئے کہ مکمل علم رکھتے ہیں، دیکھ کر ہی ہجرت، جس معاشرہ اور ماحول میں وہ پروردگار نے دیا، وہاں زید کی شخصیت اپنے قافیہ پریدہ کے ساتھ اور شیطان کی مشیت سے متصادم تھی۔

مشید پرہیزگار سے متاثر اہل سنت کا یہ عالم ہے کہ وہ انہیں بھڑکے زید کے فسق و فجور پر ایمان رکھتے ہیں، اور ستم غریبی یہ ہوتی کہ شروع میں ہی لوگوں نے اور خوف اور اس کے بعد کی تاریخ مرتب کی وہ حسبِ حق یعنی اللہ عز و جل اور حسبِ حق نہیں لکھنے کے نام پر جنس معاویہ رضی اللہ عنہ زید کے شکر کرتے۔

اسی مقصد میں دیوں اور منافقوں کا یہ تھا کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی حرکت بنام کر دیا جائے۔ اور ملعون و مغضوب ٹھہرا جائے۔ ان کی شخصیت کو داغدار کر دیا جائے۔ اور اسلام کی اشاعت و ترویج کے متعلق ان کے کارنامے نمایاں پر یہ دعویٰ کیا جائے۔ لیکن اپنے اس غیث مقصد میں وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہجو و تشدد کیا کہ اس کا میاں نہیں ہو سکتا تھے۔ اس لئے کہ اہل سنت عام حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق براہِ راست اپنے دل و دماغ میں حضرت و مقادیر

لکھنا کہ وہی جہد جہاد کے بعد وہاں غم نہ تھا جس کے منہ کی تھی۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ أَفْئِدَةً مُّخْلِصَةً لَهُ وَالْكَافِرِينَ

مُتَّعِينَ بِمَنَافِعِهِمْ وَمِنْ أَكْثَرِ عَذَابِهِمْ بِأَنِّي

أَعْلَمُ وَأَشْهَدُ فَلَا شَكَّ فِي ذَلِكَ مَا أَوْفَيْتُكُمْ

(الہادیہ و النہایہ ص ۱۱۱)

اے اللہ اگر تو خالق ہے تو میں نے زید

کو اسکی اہلیت کی بنا پر وہی جہد بنایا ہے تو تو میرا

اے تمنا کو پورا فرما ہے۔ اور اگر میں نے اے

اے میں نے وہی جہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے پرہیز

ہوئے۔ اور وہ میرا بیٹا ہے تو اے اللہ اسکو

وہی جہد میں ناکام بنا ہے۔ (یعنی اے خلیفہ

بننے سے پہلے موت ہے ہے)

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جانشین زید کی بیعت

وقت کی پوری امت مسلمہ کا اجماع ایک ایسی اہم حقیقت ہے جس

اشکار کرنا اپنی حق و سمجھ اور فہم و فکر سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے

عالم اسلام کے گوشہ گوشہ مسلمانوں نے ہاجر و کرہ اور بلا خوف و غم زید کی بیعت کی۔

کچھ شیخ تھے غور کیا ہے کہ یزید اگر واقعی فاسق و فاجر اور جاہل و نادان تو حضرت معاویہؓ کا دامن تو داغدار ہوتا ہی ہے کہ نہ کہ انہوں نے ایک فاسق و فاجر کا نام نہ لیا تھا لیکن ان سیکڑوں میں سے حضرت امیر المومنین حضرت امیر المومنین کے ہاتھ کیا غیر عینیت ہے جنہوں نے ایک فاسق و فاجر اور بد اعمال شخص کو ولی عہد کے منصب پر فائز کر دیا تھا قبول کر لیا اور اس کے باوجود بیعت خوفت کی ان چاروں میں سے حضرت امیر المومنین کا کیا ہے گا جنہوں نے یزید کو بیعت امیر المومنین قبول کیا اور اس کے باوجود بیعت کی۔

ابن ابی عمیر کو فتنہ چاہا کی وہ ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے ہیں کہ یزید ولی عہد بنے جلنے کے وقت تو نیک اور صالح تھا فاسق و فاجر نہیں تھا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کا فتنہ و فوج ہر جہاں ہوا تو بھلا پھر سوائے کہ ان صحابہ کرام کے باقی تباہی و تخریب و خیالات کیا ہیں جنہوں نے وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بیعت حضرت خلیفۃ المسیحین تسلیم کیا اس کے باوجود بیعت خوفت کی اور ہر لحاظ سے اس کا ساتھ دیا۔

اور جب سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل جانے کیلئے تیار ہونے تو ان میں امیر معاویہؓ نے ہر ممکن حد تک ان کو روکا اور منع کیا کہ جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے) اُن ہی بات میں درست ہے کہ شروع میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا (بعد میں جب شیعہ ان کو قتل کی غداری کا علم ہوا تو

کاروبار کو کر ان پر تجر و حریف کی پشت دہی نہیں کھول سکتے تھے چاہے وہ ہوشیاری اور چاہے کہ اسے یہ چال چلی کہ حسینؓ کے بغیر مضمون قبول کرنے کا سب سے بہتر اور آسان راستہ ہے کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں کہ ولی عہد اور اپنا جانشین بنایا اور انہوں نے یزید کو کیا ہے جس کے مضمون اور ہر نام کو جسے فاسق و فاجر کے وہ پیر چڑھ کر وہ شراب و فحش و زانیہ کا در ثبوت کر دے حتیٰ کہ اسے فرعون، ابلیس اور شیطان کے ہم پیر دیکھو اس کا کافی نتیجہ یہ نکلیں گا کہ عام مسلمان یہ بات سوچنے پر لگے ہر گاہ کہ یزید اگر واقعی فاسق و فاجر اور فاسق و فاجر کے فاسق نہیں تھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے خوفت کیلئے نامزد کر کے مسلمانوں پر کسٹم ڈھایا اور امت پر جاہلانیہ کو مسلط کر کے زیادتی اور غم کیا ان کے اس فعل سے معاویہؓ کو اللہ یاد دلائے اور خواہشات نفس کے پیروکار و دنیا دار و کبر پرور بن گئے تھے۔

پہنا پھر بھڑی اور منافق اپنی اس چال میں خاطر خواہ کامیاب ہوئے اور نتیجہ آج آپ کے سامنے ہے کہ پلٹے خانے تعلیم یافتہ اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے سخت ناگفتہ بہ خیالات کے امیر ہیں اور شیعوں نے اس مسئلہ پر ایسی ذوقی بھائی ہے کہ اہل سنت علماء اور مفکرین اسلام دشمنی پر ترقی کر رہے ہیں۔ یزید کے فتنہ و فوج کو اسے لیکر بیان کرنے والے داعیین اور علماء

بیت کے لئے تیار ہونے لگے حسین کو فتنے دشمن دہانے دیا اور اس کو اپنے
کو پیادہ تھیں تاکہ وہ فتنہ فرمائیے
مگر اس کا سبب یہ ہرگز نہیں تھا کہ وہ یزید کو فاسق و فاجر ہدایت فرما
لے بلکہ وہ جانتے تھے کہ ان کا ذاتی و اجتہادی شاکر میں اور مملکت یزید سے بڑا
ہو سکتا ہوں۔

حق مگر کئی خصوصیتوں سے اس کو کہتے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یزید کو اپنا
شرابی و فاسق و فاجر سمجھتے تھے اس لئے اس کے خلاف خود کیا تو قیوم یزید
کائنات کے شیعوں کو اور ان اہل سنت کچھانے والوں کو جن کے حرمین شریفین
کی زمین ملک کرتا ہے پہنچا کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی بدلہ
لے کر ایک تقریر ان کی فتنی گفتگو یا کوئی ایک ارشاد پیش کر کہ وہ نہیں سمجھتے
بلکہ جو یزید ذاتی اور شرابی ہے اور اس نے اسلام کا حلیہ بگاڑا یا یہ اس
لئے ہیں اس کے ساتھ جہاد کرنے اور اس سے اقتدار چھیننے جارا ہیں۔
اور کسی موقع پر اہل حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کو فتنہ کیا
سبب یہ نہیں بتایا کہ یزید فاسق و فاجر ہے بلکہ اس میں اس کے خلاف جہاد کرنے
جارا ہیں۔

تو ان کو دین مبین کی دو صفاتی اولاد اور عبد اللہ بن سبا کے پیروکار یزید
بہتر کے اور ان کا ہر ایک کو اس حسین رضی اللہ عنہ کی دشمنی کا منہ ہوا کرتا

ہم دعویٰ ہے کہ یہ ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ذاتی و شرابی اور شرابی نہیں
وہ خود ہی ایسا نہیں ہے جیسے یزید کو فاسق و فاجر کہا گیا ہو
ان اس کے درمیان کئی حیل القدر صابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت بھی کی
ہے اور قرینت بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

واللہ اعلم بالصواب

قابلیہ قدر فرزند حضرت مہدیؑ نے یزید کی بیعت
کر کے اپنے خاندان کے لوگوں کو بھی کیا اور فرمایا
ہم یزید بن معاویہ کی بیعت اللہ اور اس کے
رسل کے حکم کے مطابق کر چکے ہیں۔ میں نہیں جانتا
کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی خدا ہی ہو سکتی ہے کہ ایک
شخص سے بیعت کر کے پھر اس سے جنگ کیجئے
غیر وار میرے خاندان میں سے جو شخص یزید کی
بیعت توڑے گا تو پھر میرا اور اس کا کوئی حق
نہیں رہے گا۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۱۵)

ایک اور نسبیار سرور کو زمین صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب پیر حضرت مہدیؑ کے
حق فرزند حضرت مہدیؑ کا ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت
مسعود رضی اللہ عنہما کی وفات حضرت کیات کی غمبختی
تو وہ تک دوتے ہے اور ان کی غمبختی کا شکر
کرتے ہے اور پھر فرمایا۔

بِئْسَ أَهْلُ بَيْتِي بَيْنَ سَارِي أَعْلَفَ فَأَعْرَفَ أَهْلِي بَيْتِي
وَأَعْرَفَ أَهْلِي بَيْتِي بَيْنَ سَارِي أَعْلَفَ فَأَعْرَفَ أَهْلِي بَيْتِي

یہ شک حضرت مسعودؓ کے بیٹے یزیدؓ اپنے
خاندان کے لیکو کاروں میں سے ہیں۔ لوگو! اپنی اپنی
جگہ بیٹھے رہنا اور امانت کرنا۔ اور بیعت میں
شامل ہونا ہر ایک تشریف لے گئے اور بیعت فوانی

(الانساب والاشرفان ج ۱ ص ۱۰۰)

(الانساب والاشرفان ج ۱ ص ۱۰۰)

مشہور صحابی اس حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور شریفی ہیں
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَى الْفَرَجِ وَالْفَتْحِ كَذَلِكَ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلَى الْفَرَجِ وَالْفَتْحِ كَذَلِكَ
حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے مجھے بھی مجھریا کہ
ان کے ساتھ کوڑھوں تو میں نے ان سے کہا اپنے

دل میں اللہ سے ڈرو۔ اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور
اپنے کام میں غفلت نہ کرو (کے خوف و گھور)

(الانساب والاشرفان ج ۱ ص ۱۰۰)

ان تین تہذیب اور مشہور صحابیوں کے ارشاد و اقوال سے یزید کی پرورش نکل کر نکلتے
آگئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم نے غرضی و رضایت کر لی ہے
میرے خاندان میں سے جو یزید کی بیعت توڑے گا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں
ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو نیک اور صالح کہا کہ ان لوگوں
کی زبانیں بند کر دی ہیں جو یزید کو فاسق و فاجر، بدکردار اور بد عمل و کج ہیں تو ان
کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے حضرت سیدنا حسینؓ کو شفقت سے
سجھایا کہ کوڑھ تشریف لے جائیے۔ اس نے کوڑھ چھوڑ دیا ہے۔

ان تین سیدیل القدر مستیوں کے ارشادات کے بعد بھی جو شخص یزید کو گالیاں
لگا تا ہے۔ اور اسے فاسق و فاجر، بدشالہ و بدنامی کہہ کر قہر حسین رضی اللہ عنہما
کاتق اور ان کا چاہتا ہے وہ قدر بردہ ان تین صحابیوں پر سبزا کرتا ہے۔ اور ان کے
شعبات و دیانت کو مجروح کرنے پر تیار ہوتا ہے۔

میری امت کا پہلا شکر و قسطنطین پر عہدوار
ہوگا اس کی مغفرت مقدر ہو چکا ہے۔

(بخاری شریف ص ۳۳۱)

قید کے شہر قسطنطین پر مسندوی راستے سے مسلمانوں کا عرصہ ۵۵۰ء کا
واقعہ ہے۔ جو نبی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کشی کا حکم
دیا تو عالم اسلام میں رہنے والے مسلمان اس مغفور شکر میں شمولیت کے لئے
دیوانہ وار دوڑ پڑے۔ اس لئے کہ اس لشکر کے لئے مغفرت اور جنت کی بشارت
معاہدہ کرانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدس سے سن رکھی تھی۔ اب
جب جنت کے دروازے کھلنے کا وقت آیا تو تمام لوگ ایمان کی شمعیں
پنے سینوں میں روشن کئے دمشق کی طرف چل گئے۔

اس لشکر میں شمولیت کے لئے یزید بن رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
میں کی عمر اسی سال سے تھوڑی تھی وہ بھی دمشق پہنچے۔ اگرچہ عمر کے اعتبار سے بہت
کے قابل نہیں تھے مگر جنت سامنے تھوڑی۔ تو بڑھاپا میں ان کا راستہ ڈروں کا
اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرت سین بن علی رضی اللہ عنہما اور ہزاروں
امیں اللہ رحمہ کریم رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ آپ
سن کر یقیناً حیران ہوں گے کہ اس مغفور شکر کا قائد بڑھ تھا۔ اس جتنے جتنے

و حکمت کے قائل ہیں بخاری وہ کتاب ہے کہ تمام امت قرآن مجید کے ساتھ
سب سے مستند کتاب تسلیم کر رہے ہیں بخاری کے متعلقہ سیدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
و نامتو اور معروف ہو چکی۔ جب تک بشارت نہ کر دیا جائے کہ بخاری کا شکر
اور قرآن و آیات کا سند منہو ہے۔

حیث اور توبہ ہے کہ بخاری میں تو اللہ تعالیٰ کے صادق اور شریف و حق
امیر معاویہؓ کا اور بڑے کے جتنی اور مغفور ہونے کی خبریں لیکن عاشقان میں کہہ
والے اور بخاری کے نام پر ڈھال کھانے والے صحیح کی موضوع میں کوئی شک
و باریات کا سہارا ہے کہ اور شیعوں پر وہ بیگڑے سے مغفور اور متاثر ہو کر
شیطان کہتے چری۔ لئے جہنمی قرار دیں اور اس پر لعنت کا دھوکے دیں
اللہ انبیاء، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و گواہی ملاحظہ فرمائیے۔

لو انی عیض من امتی یعرفون البھوت و ادبہا
میری امت کا پہلا شکر و مسندوی چھوڑ گیا
انہد جنت و امیب ہے۔

تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ اسلام میں مسیحیوں کی بیک وری کوئی
لشکر کے قائد اور سپہ سالار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشہرہ بنی جنت ہونے فرمایا۔
اور انہی میں امتی یعرفون مدینۃ قیومہ مغفورہ وسلم۔

گروہ کا اہم حضرت معاذ بن جندب رضی اللہ عنہ کا غور و خیر یہ تھا۔ اس کا شکر اہل بیت
اور صحابہ کی کتب میں امرت کے ساتھ موجود ہے۔
حضرت محمود بن زید فرماتے ہیں،

قطیفہ پر محمد کرنے والے شکر کے

اہل و سپہ سالار زید بن معاویہ تھے۔ اور اسی

شکر میں حضرت ابو جہل انصاری رضی اللہ عنہ

موجود تھے جو دباں فوت ہوئے۔

(بہار شریف ص ۱۱۰)

شاہ بخاری علامہ قطیفی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح کی ہے کہ جو شخص
سے مراد قطیفی ہے اور جس شکر نے سب سے پہلے اس پر محمد کیا
اس کا نام زید بن معاویہ تھا۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ
میں اس مسئلہ میں اور علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں وراثت سے
جان کیا ہے کہ قطیفی پر پہلا اسلامی شکر جب محمد آکر ہوا تو اس شکر
سپہ سالار زید بن معاویہ تھا۔

کیا ہم اس بحث کے خاتمہ پر ایک سوال ان محقق کے پیروں سے کر سکتے
ہیں جو ان بات غفلت و غفلت میں زید کو شکاری، زانی، بدکردار و بد

باقی، ظالم اور ناجائز کہتے ہیں کہ

پہلی اسلام کا یہ ایمان افروز واقعہ جسکی خبر اور بشارت امام الانبیاء حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی تھی۔ اور پورے شکر کو جنت کی
و شہزادی سنانی تھی۔ پھر بن مقدس لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اس شکر میں شہزادی
کے لئے چنا۔ وہ پاکیزہ لوگ جن کے ذکر سے ایمان کے پانی میں بہاؤ آجاتی ہے
جن کی یاد سے دل لذت پاتے ہیں اور جن کے تقصیر سے پھرے منور ہوجاتے
ہیں اور جن کا نام حسن کر زبانی رضی اللہ عنہم و خواصت پکارنے لگتی ہیں
کیا کائنات کے رب نے زمین پر بسنے والے ان پاکیزہ صفت، رفیع المرتبت
اور عظیم ہستیوں کی سرداری اور امانت کے لئے ایک خاص و ناجائز، غریب و زانی
اور بد معاشر کو چنا تھا؟

خدا اور کچھ سوچو۔ اور تعصب و جہالت کی داری سے باہر نکل کر حقائق و حقائق
کے میدان میں آؤ۔ اور بقول مولانا حامد عثمانی مرحوم رحمہ

ہوش کے ناخن لو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کی عصمت حمایت اور عالموں کی بچہ گاہِ نفرت کے
چکر میں یہ نہیں کچھ ہے بلکہ اہم حسین رضی اللہ عنہم
کی نمائش اور خیریت پر یہ کا پرہیزگندہ درس ایک
نقشبے غفلت صحابہ رضی اللہ عنہم کی دیوار میں

وکی افس ہے کہ تیرہ سو برس پہلے کے کائناتوں
کو گامیاں دینے اور مخلوق کے علم میں سپند پینے
بغیر تم کو چین نہیں آتا، تو ان شیطانیوں کے بلے
بوت کیوں ہو گئے جو جو فتنہ و فہر کی سیاهی سے
تبدیل اس کاہ کر رہے ہیں، جو گمراہی و ضلالت کے
گماڑوں میں تہیں خاموش کی طرح ہٹکتے پتے
جاسے ہیں، مژدوں کیسے تو عرش بکھن اور نکلن
کیسے لگ رہی نہیں۔

ماحقہ پر تو خود بھی نظر اور حال کیسے لستے
کو چشم کو سامنے کا پتھر دکھائی نہیں دیت، مسیحین
کے علم میں افسوس تو بہاؤ گے، انکی ہر وی میں سر
نہیں کٹاؤ گے، اور سر کٹاؤ کیا اتنا بھی احساس
نہیں کر گے کہ اس قسم کیسے حسین رضی اللہ عنہ
نے جان دی تھی وہ قسمہ آن ہی تہیں پکار رہا
ہے، چربے، اے مس، نادان، ہر وہ ہے۔

کاشش تم سوچتے کہ یرید بے چارہ آن کے
ان ابو جہول، ابو لہب، اور ابن ابیہر کی کیا

جس قہر کے راستے صحابہ کرام کی ناموں اور
آوردہ ہونے اور لوٹنے کی کوششیں صدیوں سے
مباری ہیں۔

یزید فتنی کرو اگر حامی اور نگہوار تھا، تو اسے اپنی
اگلی میں چلے دو، تم لعنتوں اور مسواتوں سے انکی
تواضع نہیں کرو گے تو دوزخ کی آگ ٹھنڈی نہیں
ہو جائیگی، اور اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
نے اسے خلیفہ بنا کر واقعی کوئی معصیت کی تھی تو
ان سے بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ٹھٹھٹے گا، نکاہر ہے
اللہ تبارک و تعالیٰ کو انصاف کرنے کے لئے تباری
دہشتانی کی حاجت نہیں ہے۔

تم یزید اور معاویہ کی قسموں کا فیصلہ کرنے
کے لئے عدالتیں مت سمجھاؤ بلکہ اپنی گردنوں پر
مسلمہ موجودہ حاکموں کو دیکھو وہ کس بے تکلفی سے
تباری ناکوں میں نیکیلیں ڈالے گئے، و خلیان اور
ہواؤ پوکس کی دلدلوں میں ہٹکتے سنے جاسے
وہ، تباری غیبت حق اور حقیقت دینی اگر ایسی ہی

بروری کر لگا جو علم و فن کے اعتبار سے ایسی تہذیب
حضرت کو ملے کہ پہلے ہیں۔ تہذیب سینوں پر
دل پہنچ رہی۔

دست ہے تو ان کی ملکہ کا جواب دو ان
سے آنکھیں ڈاؤ، مگر چہ کے انمول سے علم
و علمین کے پہاڑ نہیں۔ ہیں گے، اور زید پر
دانت لنگھانے سے شعور لے کر ہلکا ہلکا
نہیں چک جائے گا۔

زید کے فسق و فجور کی روایات اور انکی حقیقت

اگر تاریخ میں ایسی روایات ملتی ہیں جن میں زید کی مذمت اور تنبیہ
ہوتی ہے تو ایسے تمام اسرار و حقائق واضح کرنے کیلئے مرنے والے
شہید خدمت ہیں۔

حال ہی قادی حنفیؒ کی کتاب موضوعات گہرے مسائل میں تکرار فرماتے ہیں

ومن ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ

و ذم عمرو بن العاص و ذم بطن امیہ کذا

فی ذم سیف بن خالد و مروان بن الحکم و

اسی طرح حضرت معاویہؓ عمر بن العاصؓ
بنو امیہؓ زیدؓ و ولیدؓ و مروانؓ کی بڑائی اور خدمت
میں آنے والی تمام روایات جھوٹی اور جھوٹی

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہؒ کی مشہور کتابی کتاب البدایہ والنہایہ ص ۱۰۰
پر تکرار کرتے ہیں۔

وقد اوردواہن معاویہ و معاویہ بن

ذم سیف بن خالد و معاویہؓ کلمہ موضوعات

لا یصح شئ منہ

مورخ ابن کثیر نے زید بن معاویہ کی بڑائی

اور مذمت میں جتنی احادیث بیان کی ہیں سب

کی سبب بن گزرت ہیں۔ ان میں سے کوئی بات

بھی صحیح نہیں ہے۔

ان دونوں سے یہ بات انجمن اہل شمس ہر گزنی کہ زید کے فسق و فجور

اور بد کرداری کو بیان کرنے والی روایات ناقابل قبول ہیں۔ اور ان روایات کو

وضع کرنے میں شیعہ راویوں کا ہاتھ ہے۔

- پ -

— خ —

واقعہ کربلا

۳۲ جب اربعین میں کوہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کا انتقال ہوا اور زید بن معاویہ تخت حکومت و خلافت پر ٹھکانا لیا تو اسے چھ تقریباً پانچ سال تک وہ ولی عہد کے منصب پر فائز رہا اور اس کے زمانے میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہر سال دمشق جاتے حضرت علیؑ ان سے انتہائی شکر سے پیش کرتے اور مالی امداد بھی فرماتے۔

جب حضرت معاویہ کا انتقال ہوا اور زید پر سر اقتدار آیا تو تمام امت مسلمہ نے باقتناع زید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے بخوشی و رضا اپنا امیر اور امام تسلیم کر لیا۔ صرف حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن زید نے زید کی بیعت کے بارے میں حائل کرنے سے سوچنے کی مہلت مانگی اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عازم مکہ ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً چار مہینے مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے اس عرصہ میں نہ حال کو مٹانے آپ کو زید کے لئے بیعت خلاف کے لئے مجبور کیا اور نہ ہی زید نے کوئی ایسا حکم صادر کیا۔

اور باعث حیرت و تعجب یہ امر ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران حضرت

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ کسی غفلت و غیبت میں، کبھی ہمارے ذہنی انگڑائی یا بھی وفد سے حماقت کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ زید پر جو شراب و زانیہ ہے، بلکہ دار اور فاسق و فاجر ہے، اس کو کہ قتل اور کفر ہے اس کے دور حکومت میں میرے نانا کا دین غصب میں ہے، دار اللہ کی نیلہ گزرا ہو چکی ہے، اسلام فیلو کر رہا ہے اور زید کا وجود مذہب و ملت کے لئے نذر بنا ہوا ہے اس لئے میں اس کی بیعت سے انکار کرتا ہوں اور اسے اپنا امام اور امیر تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور میں اس کا تخت الٹنا چاہتا ہوں۔

یا کبھی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے حواہی سے اپیل کی بلکہ اس بہادر اور شہنشاہ میں میرا ساتھ دو۔ یا لوگوں سے کہا بلکہ زید کی بیعت کا پشت گئے سے اندھیلو اور شمشیر بکھن کر میدان میں جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو زید کے کردار و عمل سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ اگر زید کا کردار واقعی فیرا سوا ہوتا اور دین اسلام کو اس کی ذات سے غصب و فاسق ہوتا، اور اسلام اس کے دور میں فریادگاہی ہوتا تو اس کی مخالفت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اکیلے باہر نہ نکلتے، بلکہ ہزاروں مسلمان بھی آپ کا ساتھ دیتے، کم از کم آپ کے خاندان کے لوگ اور حجاج درشتہ درو آپ کے ساتھی اور حمایتی ہوا ہوتا۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر کسی مسلمان نے ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا

ساتھ نہیں دیا تھا کہ آپ کے دو سوتے قریبی بھتیشتہ داروں کے علاوہ آپ کے بھتیشتہ
بھائی حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے ہر چاہا و بھائی اور چھوٹی بہن حضرت
بن جعفر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے مؤلف کی عزت کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے اس اقدام کا
ہمیں بخیر و سبب بڑا کاردار اس کا فقیہ و فہم اور اسلام کی سرمدی نہیں تھا
بلکہ اس کا باعث وہ خود تھے جو کوڑ کے شیعوں نے خزاروں کی تعداد میں ان کا
نام لکھے تھے۔ اور ان غلو میں اپنی حمایت و تکرار دی اور تعاون کا یقین دلا دیا
کہ ہم بڑے بڑا ہیں۔ اور اس کی بیعت توڑ کر آپ کی بیعت کرنے والے آپ
کے لئے جان و مال کی قربانی شیعہ کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے لکھا۔

اگر آپ کو ذہن فرمائیں تو ایک لاکھ سپاہی آپ کے اشارہ اور پرکھ کر
لیکھے تیار ہیں۔ یہ دغریب غلو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حاکم کوڑ ہونے کا
سبب بنتے تھے۔ درج اہلسنت جاشادوا یہ تھوڑی بھی نہیں کہہ سکتے کہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام خانہ خانی رقابت اور تعصب کی بنیاد پر تھا
اور یہ بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان کا یہ جذبہ بعض دنیاوی مفاد کے لئے تھا
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تربیت یافتہ فرزند فاضل و شہید تھے کہ گود میں
پالے و پرورش پائے والا _____ اُفغرت علی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک
پر سواری کرنے والا _____ اور خزاروں اصحاب رسول کی صحبت میں بیٹا

یقین حاصل کرنے والا حسین رضی اللہ عنہما سے بعض حکومت و اقتدار کی طلب میں پرکھ
ہو۔ جاری اسی قصور سے بھی ہزار بار توبہ۔

بلکہ اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے اس اقدام
کا فرق دنیا پرستی نہیں تھی۔ وہ عیش و نشاط کے دلدلہ نہیں تھے۔ وہ سب جاہ و اختار
کے دھانڈے پر نہیں بہہ رہے تھے۔ بلکہ ایک نیک اور مسلمان کی خیر خواہی کے جذبہ
کے تحت ان کی سوچ تھی کہ بڑی مملکت اسلامیہ کی پامالی اور خدائے کرم کی جسٹک
اسلامی بنا سکتا ہے اس سے کہیں بہتر اور پر میں مملکت کو اسلامی غلو پر چڑھ سکتا ہے
اور خوفت کو ٹھیک ٹھیک مہمانان نبوت کے راستے پر ڈال سکتا ہوں۔

شیعان کوفہ کے خطوط حسین بن علی کے نام اور
شیعان کوفہ نے خزاروں کی تعداد میں ہونے والا حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما
کے نام تحریر کئے تھے ان کا مضمون تقریباً ایک ہی تھا۔ آپ من غلو کو
خلاف منورائیں۔

یا باقر عجمی شہید مجتہد اپنی مایہ ناز تصنیف - ہوا السین - میں لکھتے ہیں
جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد
ابن کوڑ کوئی تو کوڑ کے شہید سلیمان بن صوفی
کے گمراہ کئے ہوئے۔ تمام نے اللہ تعالیٰ کی عطا

شر کو دور کرنے میں جان نچھاور کر دیں گے۔

اسی وجہ سے کے بعد شیعہ جان کو فتنے منورہ جہ ذیل مغفون کا خواہش مسینہ
کی طرف قرار کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسی نامرست بیوئے حسین بن علی صلوات

اللہ علیہا از جانب سلیمان بن مراد مصیب بن ہز

وہ قاصدین شہداد و مصیب بن مظاہر و سائر

شیعیان و مومنان و مسلمانان اپنی مکذ

یہ خطبہ ہر مسلمان بن مراد مصیب بن ہز

و قاصدین شہداد و مصیب بن مظاہر اور تمام شیعوں

اور مومنان اور کافران کے مسلمانوں کی طرف سے حضرت

حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا جا رہا ہے

آپ پر اللہ کا سلام ہو، ہم اللہ کا شکر کرتے

ہیں کہ اسی نے ہمارے زہرہ دست دشمن (معاویہ)

کو چاک کیا، جو امت پر عین حق کی دشمنی کے

ساکم بن گیا تھا، اور غلام و ستم کے ساتھ حکومت کرتا

تھا، اور ان کے مال میں باقی غنیمت کرتا تھا۔

کی ہر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقام کی خبر کے بعد

یہ خبر کی بیعت کے باعث بات چیت شروع ہوئی

سلیمان نے کہا جب معاویہ واصل ہو گیا

ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی

بیعت سے انکار کیا ہے اور مدینہ سے نکل کر

مکہ کو تشریف لے گئے ہیں، اور تم لوگ حسینؑ اور حسینؑ

کے دلہ بزرگوار کے شہید ہو۔

اگر تم سمجھتے ہو کہ ان کی معذرت کر دے اور ان کے

دشمنوں سے جنگ کر دے اور جان و مال سے انکی

نصرت کر دے تو ان کو خدا کھو اور ان کو کھنے بڑا

اور اگر تم ان کی معذرت سستی اور کوتاہی کر دے تو پھر

ان کو دھوکہ اور فریب مت دو، اور ان کو چھٹ

میں مت ڈالو۔

تمام شیعہوں نے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ

اسی مشہور کہ اپنے قدموں کے نور سے منور فرمائیں

تو ہم غصوں کے قدموں سے ان کی طرف بڑھیں گے

اور ان کی مدد کرنے میں اور ان کے دشمنوں کے

ایک اور خدا ہیں کہ ان کے شیعوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کھلا

مسدود کیا ہر شہرہ و سیرہ ڈا رسیدہ، اگر باہر

محبہ قشرین آوری مشکوٰۃ تہ متیا خاندانہ

و شہب روز انتظار قشرین قوی برند

ہانا و مولد و شہاب ہوئے ہیں یہ جگہ

ہوئے ہیں، اور اس وقت قشرین قوا آپ

کے مشکوٰۃ کہنے سب آلودہ اور حاضر ہیں اور

ذات دن آپ کے قشرین لانے کے مشغول ہیں

اہل کوذ کے ان خطوط کے جواب میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے

تین اوقات میں جو خطوط تحریر فرمائے ان میں اہل کوذ کو جواب کرتے ہوئے فرمایا

یہ خط حسین بن علی کی طرف سے ہے کہ کوذ کے شیعوں

کے نام۔

قد تمیز ہے گویا اہل کوذ کے خط حضرت سیدنا حسین کے نام اور حضرت

حسین رضی اللہ عنہ کے جوابی خطوط کے عنوان اور مضمون سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوذ کے ذمے کی دعوت لینے والے شیعہ تھے، ہم قارئین

سے گزارش کریں گے کہ اس پوائنٹ کو ذہن میں رکھیں، یہ کہ کوذ ہم قانون حسین

کا کوئی رکن نہیں ہے اور تحقیق کے واسطے کہ ہمیں گے تو یہ پوائنٹ قانون حسین کی

نیک دلی کو متفق کرتا تھا، اور ہوں کہ بیگوں پر مسدود

کرتا تھا، پس اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس

روح قوم خود پر لعنت کی۔

ہم آپ پر یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اس قدر

بہار کوئی امیر نہیں ہے آپ ہماری طرف تو ہر فراموش

اور ہمارے شہر میں قدم درجہ فرمائیں کہ ہم سب آپ

کے پیچھے ہیں، شاید خدا آپ کی برکت سے حق کو بدست

باقوں کی ہر فرمائے، ہم کوذ کے گورنر کی امامت

میں دمج پڑتے ہیں اور وہی عید کی نماز کیجئے

اس کے ساتھ مید گاہ جلتے ہیں، سب ہمیں یہ

خبر مل جائیگی کہ آپ ہماری طرف روانہ ہوئے

ہیں تو ہم اس کو کوذ سے نکال دیں گے۔

ایک اور خط کا مضمون بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بہار روزی کریم

یہ خط ہے حسین بن علی کی خدمت میں ان کے شیعوں

اور مضمون کی طرف سے ہم آپ کے مشغول ہیں، جدوی

ہمارے شہر قشرین لائے۔

عاشق ہیں بہت زیادہ عمدہ معاون ثابت ہوگا۔

ابن کوفہ نے مسلم غزوہ قرہ کے لئے شروع کئے اور حضرت حسینؑ کے پاس اس قسم کے معزز کے غلو کا تاثر بندہ کیا، مگر حضرت حسینؑ نے اس سے انکار کیا اور کوفہ جاننے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے۔

شیعیان کوفہ نے اپنے دُعا و قدیم آپ کا خدمت میں بھیجے، لیکن یقین دہانی کرائی جاسکے، کہ شیعیان کوفہ آپ کے ساتھ تعاون اور وفاداری کی پوری طرح تیار ہیں، مگر حضرت حسینؑ نے دینی اللہ سے پھر بھی تیار نہیں ہوئے۔ پھر ابن کوفہ نے تیسرا وفد جو ساتھ قبرہ کار، مشیر، جانا اور حیدر علیؑ مشفق تھا، مگر کوفہ روانہ کیا، انہوں نے اگر حضرت حسینؑ دینی اللہ سے کوفہ کا کادور حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم کا دور دین اسلام کا واسطہ کر گیا۔

اگر آپ جیسے ساتھ تشریف نہ لائے اور ہماری قیادت و امانت نہ ہو تو ہم میدانِ فتنہ میں آپ کے نانا جان کے مسئلے شکیات کریں گے۔ اس وفد نے تمہیں انصاف آپ کو یقین دلایا کہ بھاری تعداد میں لشکر تیار ہے جس آپ کے لئے کی دیر ہے کہ ہم یزید کا تختہ الٹ دیں گے اور حکومت و اقتدار آپ کے قدموں میں ہوگا۔

انہوں نے کچھ اسی طرح چاروں ساز گفتگو کی کہ حضرت حسینؑ دینی اللہ سے انکار نہ کر سکے اور کوفہ جاننے کیلئے تیار ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی

حضرت سیدنا حسینؑ نے کوفہ کی صورت حال کی ابتدائی تحقیق کیلئے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؑ کو کوفہ روانہ فرمایا کہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لو اور تحقیق کرو، اگر ابن کوفہ اپنے قول و اقرار میں صادق ہیں تو پھر میں وہاں سے پس ہواؤں۔

(میری)

حضرت مسلم کوفہ پہنچے تو شیعیان کوفہ نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا، وہ اصل یہ سازشی لوگ ہر صورت حضرت حسینؑ دینی اللہ سے کوفہ جانا چاہتے تھے، انہوں نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کیا، اور چند دنوں میں تقریباً اٹھارہ ہزار کوئی چوبیس بیعت کر کے اپنے نئے شدہ منہ پر کوہانے لگیں تاکہ پہنچانے کیلئے مستعد اور منظم ہو گئے۔

شیعیان کوفہ نے مسلم بن عقیلؑ کیلئے دل و دماغ فرشی راہ کیلئے، اقامت و فراخ برداری کی انتہا کر دی، حضرت مسلم نے جب امید سے زیادہ اپنی پزیرائی اور کامیابی دیکھی تو حضرت حسینؑ دینی اللہ سے کوفہ تحریر کیا کہ یہ لوگ اپنے عہد اقرار میں پکے ہیں، اور اس پر دل و جان سے قائم ہیں، اب تک اٹھارہ ہزار افراد مجھے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں، اور اکثر تعداد میں لوگ بیعت کے لئے برابر آئے ہیں آپ فوراً کوفہ تشریف لے آئیں، حالت بہتر اور سازگار ہیں۔

حضرت حسینؑ کی کوفہ جان کی تیاری

حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے ساتھ پہنچتے ہی کوفہ کے مولا تیاری مشورہ کیا۔ اسی سفر میں آپؑ کے خاندان کے چند افراد کے مولا کی شہادت آپؑ کا ساتھ دیا۔ مگر جیسی اللہ مانتا اور آپؑ کے قریبی رشتہ داروں نے آپؑ کو روک کے کابریوں کو شمشک کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما بہت کھیا کر کوفہ پہنچے اور کوفہ جلتے کا مادہ تنگ کر بیٹھنے، اسی سبب کہ کوئی پڑھنے سادھی نہیں دیکھتے ہیں۔ صلوات انہوں نے آپؑ کے والد مہکوم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہما اور آپؑ کے برادر مہکوم حضرت حسنؑ رضی اللہ عنہما سے یہ دعا لی اور ہدائتوں کی قبی۔ اسی طرح وہ آپؑ سے بھی تعدادی کریں گے یہ دعوت

مولا حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ کو بھاتے بھاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کئی دستانہ ہو کر بھی درج امیر المؤمنین علیؑ ثابث، داماد انہی حضرت عثمانؓ غفرلہما رضی اللہ عنہما من کو ان کے گھر دلوں کے سامنے شہید کر دیا گیا تھا اس طرح آپؑ کے اہل و عیال کے سامنے آپؑ کو ذبح کر دیا جلتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے خود قوت بھر سہیجے میں فرمایا کہ اگر جی بکنا کو یہ سب بھاتے اور لاکنے سے تم کو کہ جاؤ گے تو میں تمہیں

مولا ہادی کے ہاتھ سے پکڑ کر روکتا، اور وہ گناہ نہ کرتے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہما کی سواری کے ساتھ دھڑکتے ہوئے جا بخت ہیں، اور امر کرتے ہیں کہ اگر نہیں جاتے ہو اور لازماً جانا چاہتے ہو تو پھر لینے ہاں کہیں اور مستورات کو لے کر نہ جاؤ۔

حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ کے برادر حسنؑ رضی اللہ عنہ، بہت ڈرتے تھے مابھی عالم حضرت ابوشامہؓ رضی اللہ عنہما نے حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہما کو شمشک کی کوفہ جان کی تیاری سے روک دیا۔

مشہور یہاں ان رسولؐ حضرت ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہ کو بھاتے ہوئے فرمایا۔

وَقُلْتُ لَهُ

اتق الله فانفسك والزم بيتك ولا تغرب
معا ذنبا بك۔

میں نے کہا کہ حسینؑ

اپنے دل میں اللہ سے ڈرو، اور اپنے گھر سے باہر

اور اپنے ایمان پر نیک کے غلوں سے ڈرو۔

ابو سعید خدریؓ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مسین رضی اللہ عنہ کو کہنا
نہی فرمایا۔

كَلِمَتٌ حَسِيَةً فَكَلِمَتٌ لِّسَانِكَ

وَلَا تَغْرِبُ إِلَيْكَ بَعْضُهُمْ بَعْضٌ

میں نے اس سلسلہ میں حضرت مسین رضی اللہ عنہ سے پتہ

کی اور کہا، اللہ سے ڈرو، اور لوگوں کو آپس ہی

فرٹاؤ۔

(الہدائیر والنجایہ ص ۱۶۳)

حضرت مسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
نے ہر ممکن طریقے سے حضرت مسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا، مگر انہوں نے
ان کی بات بھی تسلیم نہیں کی۔

(مجموعی)

ان تمام حضرات نے کبھی کبھی سختی سے اور کبھی منت سماجت کر کے حضرت مسین
کو ہر ممکن طریقے سے کوفہ کے سفر سے منع کیا، ان حضرات کا پختہ اور مافی کا صحیح اثر
تھا کہ کوفہ کے مشیخہ خضر اور سبہ و فاطمہ بنی، انہوں نے خاندان علی رضی اللہ عنہ سے
ہمیشہ خداری کی ہے، اور وہ آپ سے بھی وفا نہیں کریں گے۔
”کہتے تھے۔“

تم کو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وف کیا ہے۔

اور دوسری بات ان حضرات کے ذہن میں یہ تھی کہ یزید کی بیعت چلے
مالم اسلام میں ہو چکی ہے، اس کے مقابلے میں ایک نئی حکومت کا قیام اسلام اور
مسلمانوں کے لئے انتہائی تشویشناک اور خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

لیکن سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان تمام طریقہ ہند مسلمانوں کے
شورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور مکہ مکرمہ سے اہل و عیال، عزیز و رشتہ داروں
اور ان ساتھ کو نہیوں سمیت ہر آپ کو اپنے گھسے تھے، کوفہ کی طرف روانہ ہوئے
یہ روانگی دس ذی الحجہ کو ہوئی، اور کتبہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مکہ مکرمہ
سے کربلا تیس منزلوں کی مسافت ہے، اور اس دور میں منزل سے دوسرا دور کسی
تعلقہ کا پڑاؤ ذہن بعید از خیال تھا، اس لئے یہ قافلہ ہر روز ایک منزل کا سفر کرتے
کرتا ہوا دیکھ کر عوام کو کربلا پہنچا۔

مکرمہ کے قتل کی اطلاع اور حضرت حسین کا ارادہ واپسی

اشہد سفر حضرت مسین رضی اللہ عنہ کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ ان کے بھائی
قاسم حضرت مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا گیا ہے، اور اس قتل کی بیک گراؤنڈ یہ
تھی کہ کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے گورنری کا چارج سنبھالا اور سختی

کی تمنا اور آرزو کھٹکتے تھے، ان کو غصوں نے آپ سے بھی جھوٹ پرلا۔ اور جو سے بھی جھوٹ پرلا۔

(طبری ص ۳۳۲) تاریخ الخوارزمیہ، ج ۱، المیون

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے غلو کو چارہ کر واپس پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا، مگر برادرانِ مسلم نے واپس جانے سے انکار کر دیا کہ جسم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے، جب تک پہلے بھائی کے خون کا انتقام نہیں لے لیتے۔

چنانچہ عا باقر علیہ السلام المیون ص ۳۳۳ میں تحریر کرتا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلم کے قتل کی خبر سن کر متوجہ اولادِ قتیل ہوئے، انہوں نے کہا
بھڑا سو گندم واپس نہ جائیں گے جب تک ان سے جلد مسلم نہ لے لیں۔

مصنف تاریخ الخوارزمیہ رقمطراز ہے۔

حسین بہا نب فرزندِ عقیل نگرانِ شد
د فرمود مسلم را کشتند انوں دلت شہا چیت
گفتند لا دقت چند کہ تو ایم در طلب خون او کوشیم
یا اذلان شربت کہ او نوشید بخوشیم۔

کے ساتھ حالتِ محزون کر کے قزم کا نظارہ کیا، اور یہ اعلان کیا کہ حکومتِ اسلامیہ کے باغیوں کو پھنسا دیا جائے گا، جو گورنر کو فوج کی ابتدائی کارروائی کی تاب نہ لاتے ہیں، تمام حبشہ انصورت اور بے وفایا شیعہ بنی کوفہ حضرت مسلم کو ایک سو اسی ہزار روپے پھونڈ کر حکومتِ وقت سے بلائے۔

میں کہ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ کوئی آدمی نہ رہا، نہ کوئی پناہ لینے والا اور نہ کوئی راستہ بچونے والا، اور نہ ہی کوئی ان سے بات کر سکتا تھا، باقی شیعہ بنی کوفہ کی فحشی کے نتیجے میں حضرت مسلم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ حضرت مسلم نے شہادت سے پہلے ایک خواہش سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس تحریر کیا، اور اپنی سوت سے کہا کہ یہ غلو بہت پرورہ بزرگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تک پہنچایا دیا جائے، اس غلو میں حضرت مسلم نے لکھا۔

لا یضوک اهل الکوفہ، فانهم اصحاب ابیک
الذی کان یتتبعی فواقرهم بالاموة او قتل
ان اهل الکوفہ قد کذبوک و کذبو فی

میرے بھائی حسینؑ کو غلوئوں کے قریب میں
میت آنا، بھی وہ لوگ ہیں جو آپ کے والد کے
ساتھ کھاتے تھے، اور جن سے نجات پانے کے
کے بیٹے آپ کے والد مر جانے یا قتل ہو جانے

ہم کا کوئی بھتیجہ ہی نہیں اور وہ اپنی بھائی دوش کے مطابق دھوکہ دہا کر فریب اور
دہا دہی کا مظاہرہ کر چکے ہیں اور آئندہ بھی یہی چلے کریں گے۔ تو انہوں نے واپسی کا
ادارہ فرمایا۔ لیکن حضرت مسلم کے بھائی راہ کی دیوار بن گئے۔

خود طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سوجھ
دھڑاڑی کے لئے تھا۔ اور کھسکہ وہ موت کی نیند سونا چاہتے تھے تو واپسی کا ارادہ
کیوں؟ برادرانِ مسلم کی طرف متوجہ کیوں؟

اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سرحدیں اور دین کو بچانے
کی خاطر تھا تو مسلم کے قتل کی خبر سنکر وہ واپسی کا ارادہ دفرماتے بلکہ یہ اعلان کتے
کہ میرا بھائی مسلم شہید ہو گیا ہے تو کوئی پردہ نہیں۔ میں نے جو اقام کیا ہے اس
پر قائم ہوں اور جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔ اس اقامت پر قائم
نہیں کروں گا۔

اور دوسری بات ان روایات سے یہ واضح ہوتی ہے کہ سب مقام پر حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم کے قتل کی خبر ملتی ہے اور وہ واپس جانا چاہتے ہیں
مگر مسلم کے بھائی راستے کی دیوار ثابت ہوئے۔ اس مقام سے اگے جو آپ نے سفر
فرمایا اس کا مقصد صرف مسلم بن عقیل کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ بجز اس کے اس
سفر کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بھائی
کے قتل کی خبر ملی تو مسلم کے بھائیوں کی طرف متوجہ
ہوئے۔ اور کہا مسلم تو قتل ہو گیا۔ اب تمہارا کیا
مشورہ ہے۔ برادرانِ مسلم نے کہا خدا کی قسم
میں جو ہو سکے گا۔ ہم کریں گے۔ اور مسلم کے قتل
کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے۔ یا جو شخصیات
کا شریعت مسلم نے پیاسے ہم ہم ہیں ہیں گے۔
مؤلف مددۃ الطالب تحریر کرتے ہیں۔

و اتصل بہ خبر قتل مسلم بن عقیل
فی طریق فاداد الوجوع فامتنع بنو عقیل
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بن عقیل کے
قتل کی خبر ملی تو انہوں نے دوش بڑھادارہ فرمایا مگر
برادرانِ مسلم واپس جانے کیلئے تیار نہ ہوئے

تاکثر بن عزم مندرجہ بالا روایات پڑھنے کے بعد کیا یہ بات ٹھکر سانس نہ
آجاتی کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سرحدیں دسفر واری
اور ٹھکر کی سرکوبی کے لئے نہیں تھا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم بن عقیل کے قتل
کی خبر ملنے ہی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ کوئی نہیں

پر کثرتِ محنتِ مسلم کے جانوں نے جذبۂ انتقام کے قوت خدا کی مدد سے
جہاد کا انتقام مزور میں لگے۔ اسی نے آپ بھی ہمارے ساتھ آئیں میں ملے گا
مکرم سے آپ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اسی کے حوالہ جو ساتھ کوئی مکرم لکھ
ساتھ لکھتے تھے انہوں نے کہا۔

انک و اللہ عانت مثل مسلم بن عقیل و
لو قدمت الکوفہ لکان الناس اسودا ایک
اللہ کی قسم آپ کی بات ہی اور ہے۔ آپ مسلم بن
عقیل کی طرف تو نہیں ہیں۔ آپ جب کوئی نہیں لکھ
تو سب لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

(میری ۲۲۵/۹۶)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ برادرِ باپِ مسلم کی خدمت اور ساتھ کو فیوں کے مراکے
ساتھ ہے ہنس رہے تھے مگر اشد سخر تہذیب کا شکار ہے۔ اور سوچتے ہیں کہ
شیعیان کو ذرا سا تہذیب کے خلاف نہیں لکھتے۔ ان سے کبھی بہتری اور تعاون
کی امید رکھنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اور واپس ہونے کے تمام راستے پر
مسلم اور ساتھ خدا کو فیوں نے بند کر رکھے ہیں۔ اسی سوچ و فکر میں مگر یہ
افتر کا کہ اس تمام لکھ پڑھتے جہاں سے ایک راستہ کو ذرا اور دوسرا راستہ
و مشق کو بدل لکھتے۔ اس تمام بدکرداری فوج کا ایک دستہ عمرو بن سعد کی قیادت

میں آپ کو قتل کیا۔ عمرو بن سعد لکھتے تھے کہ جو رشتہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ لگتے تھے اس سے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاطمہ زہرا کے درمیان
بڑے کے بیٹے ہیں۔ اور مصر بن ابی وقاص حضرت مسکات علیہ السلام کے ماں کے
اس رشتہ سے عمرو بن سعد حضرت کے ماں زاد بھائی ہوتے تو سیدنا حسین
کے ہاتھ لگے آپ کو لکھتے ہیں اور کو فیوں جو کہ کوئی خواروں نے مسلم بن عقیل
کے ساتھ سوکھ کیا اس کی اطلاع دیتے ہیں۔ اسی میں جہاد کا مشورہ دیتے ہیں
کو ان ہی خواروں نے آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا محمد رضی اللہ عنہ قتل کرنے
سے پہلے وفائی کی۔ اور شہید کر دیا۔ اس کے بعد آپ کے والد قمرِ محنت
کو دکھ دینے شروع کیے۔ خبر پائی۔ گویا میں مصطفیٰ ان کے پیچھے سے گھبراہٹ
ہا خورہ ہر شے کو ان کو شہید کر دیا۔ ان ہی خواروں میں سے چند خوار اور شوق
لوگ آج آپ کو بھی استہزاء کر کے اسلام کی مضبوط بنیادوں کو ہار دیتا چلتے ہیں
اور مصطفیٰ و محمد استہزاء کو انتشار و افتراق کی بیٹی میں جھونک دیتا چلتے ہیں
خدا و آپ اس شرارتی مفکر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھیں۔ اور مسلمانوں میں انتشار
و افتراق کا باعث نہ بنیں۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعد کے درمیان ملاقات کا
ذکر اہلسنت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ دیکھئے بشیر
شیخ عالم شیخ مفید کی کتاب الاموال ص ۳۲۵ اور حوالہ قرطبی کی بحار ابی داؤد

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ مشاہدہ کیا فرمایا ہے تھے کہ اگر کلمہ بن
سورہ ان صرہ پر دو بار کے غلو ان کے پاس میں اور ان میں وفاداری اور
بھانسنے کا جہاد بیعت کرنے کا وہ ہے وہ غلو و تحریر کرنے والے میں
عروہ بن سعد کی فوج میں شامل ہیں۔

یہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے غلو کے لئے غلو کا تذکرہ فرمایا، اور ہماری
ایک کا نام یا کہ فوجوں بن فوجوں نے فوجوں کیا یہ خطا ہے نہیں، اکبریاں
سے ہر ایک پر سیکڑوں لوگوں کے دستخط نہیں آتے ہیں، یہ غلو و کلمہ کہنے میں
آنے کی دعوت دی کہ ہم آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں، اور اب آپ تمہاری
فوج میں شامل ہو۔

اے ہم پر کب کھلا ان ناخداؤں کا فریب

جب سیف بڑھتے بڑھتے درمیان لگ گئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس بیان پر وہ جہاد، شہر و شہیدان
صاف انکار ہو گئے، اور اپنی اپنی بات کا اظہار کرنے لگے۔

سیدنا حسین کی تین شرائط

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے املا سے اس منزل پر پھر پہلے، سورہ اور
تہران ہوئی، کو فیوں کی واضح فداوری اور بد عہدی سے کبیرہ حاضر ہوئے، اور

یہ مکتوبے روانگی کے وقت جو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں روک رہے تھے
ایک ایک کر کے وہ یاد کئے، لہذا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کے
ساتھ تین شرطیں پیش کیں جو اہمیت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔
پہلی شرط کہ مجھے واپس جانے دو، جہاں سے آیا ہوں وہاں
پہنچ جاؤں۔

دوسری شرط اور مجھے اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر نہیں دو تاکہ
میں کفر کے غلو و جنگ و جہاد میں اپنی بقایا زندگی گزار دوں۔
تیسری شرط، کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں اپنا انحراف کے فائدے
میں سے ک بیعت کر لوں۔

شہید مذہب کے ممتاز عالم شریف الرضی اپنی کتاب الشفا فی تاریخ
تحریر کرتے ہیں۔

قال لعمر بن سعد اعترافوا مني انما اخرجوني

الى المكان الذي اقبلت منه وانا اطلب ربي

على يد يثرب فعدوا بين يدي في راي

واما يسجدوا الى الله من قلوبهم السليمين

فاكون رجلا من اهل بيته

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد

مناقب کرتے ہوئے فرمایا۔

شہد مرد میری تین شہدوں میں سے ایک شہد ہوں اور

۱۔ یا تو مجھے دواں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں

۲۔ اگر آپ کو یہ منظور ہو تو دوسری بات یہ ہے

کہ مجھے ترکوں کے مقابلے میں بیچ دو تاکہ ان سے قتل

ہوا جاوے شہادت نوش کر جاؤں۔

۳۔ یا پھر مجھے یزید کے ہاں لے چلو کہ میں اپنا ہاتھ

اس کے ہاتھ میں نہ دوں۔ پھر میرے متعلق وہ

جو مناسب سمجھے فیصلہ کرے۔

مرد بن سعد نے اس بات سے گور نہ کر کہ ابن زیاد

کو اطلاع دی تو اس نے انہیں یزید کے پاس

بھیجے گا ارادہ کر لیا۔

اس کے علاوہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا تین مشہور انعامی کتب

میں موجود ہیں۔

۱۔ مقاتل الطالبین ص ۴۵ ابو الفرج اصفہانی شہید

۲۔ بحار الانوار ص ۳۳۰ علامہ باقر مجلسی شہید

۳۔ ناسخ التواریخ ص ۲۲۶ مرزا محمد تقی شہید

سے فرمایا میری تین باتوں میں سے ایک بات
منظور کرو۔

۱۔ یا تو مجھے اس جگہ واپس جانے دو جہاں سے

میں آیا ہوں۔

۲۔ یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں وہ

میرے پی کا بیٹھائے وہ میرے متعلق اپنی

دست خود قائم کرے گا۔

۳۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد

پر بھیج دو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں۔

ایک اور شہید عالم فرائض الامامۃ والہدایۃ ص ۱۰۲ میں لکھتا ہے

قالہ یا عمر اغترضت قتلاوت خصال

اساتر کفن ارجو کما جنت فان ابیت جلد

فاغترضت صیرنی الی التفرک انا تلہم حثی

اصوتہ و صیرنی الی یذید فاضع ید ی

فی یدہ فشیحکم بما یسرید فاصصل عمرو

الی ابنیہ و فیہ ہذلک فہم ان یسر الی یزید

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مرد بن سعد کو

۳. اعلام اوردی ص ۳۳
۴. منتخب الاسماء ص ۳۳
۵. الامراء ص ۲۵
۶. تاجی شانی ص ۳۵
۷. تفریح الاشیاء والاثر ص ۳۳
۸. تاریخ طبری ص ۳۱۳
۹. الامامہ والسیاسة ص ۲۵

ان کتب کے علاوہ اہلسنت کی معتبر کتب میں ان تین شرائط کا اہتمام کر کے اس مشرود کا میں یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوں تذکرہ موجود ہے۔
چند کتب کے نام لاظر فرمائیے۔

۱. البدایہ والنہایہ ص ۲۵
۲. شرح عقائد ص ۳۵
۳. تاریخ ابن خلدون ص ۱۰۳
۴. مناقب من السلف ص ۲۵
۵. تذکرہ کامل ص ۲۳
۶. الامامیہ فی تفسیر الصحابہ ص ۳۳
۷. تاریخ الخلفاء ص ۱۳۳

شیخ عبدالحی عیسیٰ دہلوی
ابن اثیر
ابن حجر عسقلانی
علامہ سیوطی

۱. رأس الحسین ص ۳۳
۲. تہذیب تاریخ دمشق ص ۳۳
۳. انصار الاشراف جلد اول

کیا کر جاکا معرکہ کھنہ و اسلام کا معرکہ تھا؟

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مزاجی و مروءت سواد کے باہر جو کلمات ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے تین شرائط پیش فرمائیں ان شرائط پر مذہبی محبت اور تعصب سے بہت کر حقائق کی نظر سے غور فرمائیں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والی ہر شرط دفتر روشن کی طرح واضح کر دے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس مقام پر ایک مرتجع پر نیک بیعت اور پاکیزہ غصلت کی بنا پر اپنے موقف سے رجوع فرما رہے ہیں اور اس امر سے یہ طویل ترین سفر فرما رہے تھے اس امر کو بدل سکتے ہیں۔
اس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والی ہر شرط اس حقیقت کا مزہ ہوتا ثبوت ہے کہ یہ کھنہ اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ یہ حق اور باطل کا اختتام نہیں تھا۔ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نامہائے کربلا کو کوئی غلط فہمی نہیں تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یہ شرائط ان مقاصد، حاجی اور مذہبی لوگوں کے

یہاں تا حسینؑ ایک نہ کر دار اور کفر کی بیعت کرنا چاہتے تھے، یہی حسینؑ
رضی رسول اور دشمن اسلام کی بیعت کیلئے تیار ہو گئے تھے، کیا حسینؑ ایک جلاوار
شہداء کے ہاتھ پر فائدہ لکھنا چاہتے تھے؟ عا شاہد کہ ہم اہلسنت اس کا تصور
جو ان کی کرتے۔

حکام عرض کریں گے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ منسے فرید کہ کبھی جگر دار اور جلی
میں سمجھا۔ وہ چار بیٹے مکہ مکرمہ میں ہے۔ دنیا کا کوئی شخص، ان کا کوئی غصہ، کوئی غم
کوئی قرقر، کوئی احسان یا ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لشکر ثبات میں کسی شعلہ کہ انہوں نے فریاد
جو کہ یزید جگر دار ہے کہ فرسہ، غاسق و قاری ہے اسنے وہ خوفت کا ان میں نہیں ہے
اور میں اس سے جنگ کر کے اسلام کو بچانا چاہتا ہوں۔

جب مکہ مکرمہ میں صحابہ کرامؓ اور آپ کے رشتے دار آپ کو کوفہ جانے سے
روک رہے تھے تو آپ نے کسی روکنے والے سے یہ نہیں کہا کہ میرا راستہ چھوڑ
دو اور مجھے کوفہ جانے دو۔ اس نے کہ میرے ناما علی اللہ علیہ وسلم کا دین غصت
میں ہے۔ ایک کفر اقتدار پر قابض ہو گیا ہے۔ اس نے اسلام کا نقشہ بدل دیا ہے
اسلام کے قوانین تبدیل ہو چکے ہیں۔ وہ مشرک و پست ہے اور زانی ہے
ہذا میں اس کے مقابلے میں غرور جاؤں گا۔ اور باطل کا مقابلہ ضرور کروں گا۔ ہے
کوئی مال کا لالہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی ایک بیان دکھائے۔

آفتاب قیامت طلوع ہو سکتا ہے لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مذہب زور دار عالم کی مشیت رکھتا ہے۔ جو علم و عمل کو پس پشت کرتا ہے۔
کہا کہ زور دار حکومت کرنے پر مدار رکھنے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے کلمہ
میں دل شیعہ کا دھوکہ ہے اور منہ میں زبان بھی شیعہ کی حرکت کرتا ہے۔
قرقر و قرقر میں اور فی غصوں میں جب تک یزید و معاویہ پر برکت نہیں ہے اس
وقت تک انہیں ایمان نہیں ہوتا۔ دنیا کا ہر عیب انہیں یزید میں نظر آتا ہے
یہ عزت فتنہ دل و دماغ سے غور کریں کہ اگر یزید واقعی جگر دار تھا اور
اسلام غصے میں تھا تو ہوسیدنا حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں
اسکی بیعت کیلئے تیار نہیں بلکہ کوفہ کی جانب خروج کیا ہے وہ ان کو نہ
سے چند میل کے فاصلے پر یہ شہر پیش کر رہے ہیں کہ

”مجھے یزید کے ہاتھ سے ہوں اس کے ہاتھ پر فائدہ رکھ کر بیعت کے لئے
تیار ہوں۔ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔“

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یزید جگر دار اور کفر تھا، دشمن اسلام تھا۔ اور
اس نے اسلام کا علیہ لگا دیا تھا۔ تو علی المرتضیٰؑ کا بہادر فرزند _____
کی گود میں پلنے والا عزت مند بہت _____ امام کائنات کے کا نہ صوں
یہ سوالیہ کرنے والا فارسی اور فارسی ہی وہ کہ جسکی زبان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرد بہت تیار کرتے تھے آن وہی فارسی اسی زبان سے بر ملا کہہ رہا ہے کہ
مجھے یزید کے پاس ملے پھر میں اسکی بیعت کے لئے تیار ہوں۔

نہاں سے جیسا کوئی فریاد مستند حملے کے ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والی دھڑکی شہرہ کے دروازے پر گرنے سے پہلے ہی اس کی طرف سے کسی سرحد پر پہنچنے والا تھا کہ وہاں پر دشمنان اسلام حاتوں سے قتل ہوا تھا۔ اس شہر نے قرینہ کی طرح کو اس کی حکومت ثابت کر دیا ہے اور یہ یہ کے دور خلافت میں سرحد پر سے جا کر مرنے کا تھا کہ ہے۔

اور یہ یہ کی ملکیت کا سرحد کو اسلامی سرحدیں کہہ کر ان لوگوں کے مزاج کو بے گام کرنے کا کوشش کی ہے جو یہ کہ کا فراہ اسلام کا دشمن تصور کرتے ہیں۔ قدرتی لڑائی جذباتی تقریرات سے کیا رہ کش ہو کر اور تعصب کی دبا سے ٹکر مخالف کا دنیا میں اپنے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ ہر شرکاء "مجھے واپس جانے دو" پر غور فرمائیے کہ کیا اس ایک ہی شہر کے تمام مسافر حق نہیں کر سکتے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سرحد اور حق کی شامت کے لئے نہیں تھا۔ اور یہ ہو کر کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا بلکہ اگر سفر اسلام کی سرحدی بلکہ اسلام کو بچانے اور زندہ کرنے کی خاطر تھا۔ اور یہ لڑائی کفر و اسلام کی لڑائی تھی تو پھر ہر لڑائی کا لالہ، فاتحہ خبر کا منتظر، رسول اللہ کا پیلا قہر اور داکب پروردگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہزاروں صحابہ و انصار سے فیض حاصل کرنے والا شہادت و جہاد، علم و دانائی کا کوہِ گلزار، جرات و ہمت کا پیکر، انھوں

بشار کا جسر، سعادت و شرف کا مہر، سبہ کا وہاں جیتی ہوئی کھینچا سیتا حسین اسی مقام سے واپس کیوں جانا چاہتے ہیں؟ کیا یہ یہ بدلہ ہو گیا تھا؟ کیا اب وقت کا حکم اسلام پر لکھ رہا تھا؟ کیا اب اسلام پر سے غرور اٹھ گئے تھے؟ کیا اب "انا" کا دین محفوظ ہو گیا تھا؟

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مجھے حاشیوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سعادت اور شرف دامن و اظہار ہونے سے پہلے چاہتے ہو تو پھر غصہ سے دل و دماغ سے اس حقیقت کو تسلیم کرو کہ یہ سفر اسلام کی سرحدی لڑائی کی سرحدی لڑائی کے لئے نہیں تھا۔ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو کٹ جاتے، ذبح ہو جاتے مگر "مجھے واپس جانے دو" کی شرط پیش نہ فرماتے۔

درمیں بات یہ ہے کہ شیعان کو ذکے مکر و فریب اور دھوکے کے شکار ہو کر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں یہاں تک پہنچ گئے تھے۔ یہاں اگر جب مخالف قہر ہوئے، حقیقی لڑائیوں سے پر دے اٹھے، مکر و دھوکے سے قہار ہوئے اور وہاں غارتگر تیار ہوئے والی سازشیں لگا کر ہوئیں اور غلط قرار دینے والے شیعان کو ذکے کو مخالف قوت میں اپنی آنکھوں سے دیکھی تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نیک نیتی اور غصے کے ساتھ اپنا موقف بدل دیا۔ اور واپس جانے کی شرط پیش فرمائی۔ تاکہ مکر کو مکر یا حدیث مکر یا حدیث مکر کے گرد نہ لے کر ہر سیدنا حسین

ہو رہے ہیں دیگر یزید کے پاس جانے کی شرط پیش فرمائی تاکہ اس کے ساتھ
پہنچا تا کہ وہاں تیسری شرط پیش کی کہ اس کو امیر معاویہ کے گھر لے جائیں
اس کے لئے یزید کی حکومت میں اس کی سرحدوں پر گھاتوں سے جنگیں
پہنچا دی گئیں۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یزید کی بیعت پر انکار ہو جانے کی
دو گلی اور باعثِ تعجب بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ شیعہ کے تمام مزمور امام
پہنچا لئے وقت میں دور کے امیر المؤمنین کی بیعت کرتے آئے ہیں۔

کیا تاریخ و سیر کی کتب اس پر گواہ نہیں کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
بلاشبہ وہنا حیر المؤمنین امام عادل برحق، امام اوقاف و فاضل صاحبِ عہد، امام
حضرت جو کچھ برحق رضی اللہ عنہ اور اور خلیفہ ثانی لاثانی، امام و علی حضرت عمر فاروق
ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کے پیچھے نمازیں ادا فرمائی ہیں
ان کے شیرازہ و خیر ہے۔

فقہاء و علما میں حسین خدا مروت مک

بہا سادات و امامت مکروہ مک فان ششت

و نامک وان ششت ضیعت

حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند علی (رضی اللہ عنہ)

نے یزید سے کہا تو جو چاہتا ہے میں تیرے لئے

اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میں تو تیرا ہاتھ بندھا خنوم

ہوں اگر تو چاہے تو مجھے اپنے پاس روک لے۔ اور

اگر تو چاہے تو مجھے چھوٹے۔

(نور کا فی کتاب الوضو ص ۱)

ان کے بعد خلافت میں چیف جسٹس مقرر ہوئے ہیں۔ اسی طرح قاضی اعظم
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر امام عادل و برحق
غیاث اللہ، کاتب دی، خاں المسلمین، خانہ قبریں و شام و یورپ و افسریہ
بادشاہ و دیگر صاحب سیاست و فراست امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اور تازہ زندگی ان کے ہاں جا کر دینی و دنیوی کی۔ اور ان
کے حق میں دعائیں مانگیں۔

ان کے بعد خلافت میں چیف جسٹس مقرر ہوئے ہیں۔ اسی طرح قاضی اعظم
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر امام عادل و برحق
غیاث اللہ، کاتب دی، خاں المسلمین، خانہ قبریں و شام و یورپ و افسریہ
بادشاہ و دیگر صاحب سیاست و فراست امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اور تازہ زندگی ان کے ہاں جا کر دینی و دنیوی کی۔ اور ان
کے حق میں دعائیں مانگیں۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (عین العابدین) کا یہ ارشاد و نصرت تھی
ان لوگوں کے لئے جو زید کے نام کو گالی بکھتے ہیں، اللہ ان کا کھانا ہم نہیں دیں
جب تک یہ زید پر لعنت نہ بھیجے میں۔

پہلی تو حسین رضی اللہ عنہ کا زید نہ دلبند اور شیعوں کا چلتا امام زید کی
غوی کا اتوار کو ملے۔ یہ اچھی برقی طور کوئی ذاکر کوئی مہتدی یا بیت اللہ اور
روح اللہ ہی سبھانے کو زید جو کافر تھا، منافق و فاجر تھا، شرابی و زانی تھا اسلام
کا دشمن تھا اور دین محمدی کو مٹانا چاہتا تھا۔ اس کا علیہ لگنا چاہتا تھا آگ
یا ایک پارہ، ایک متقی اور خلافت کے لائق کیسے ہو گیا کہ حسین رضی اللہ عنہ
کا نور نظر علی المرتضیٰ لگا پڑتا، منافق کا خون مشن کا بھیجا برعلا کہتا ہے۔ لے زید
میں تیرا ناتھ بندھا غلام ہوں تو کہتا ہے میں ملنے کو تیار ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بد بخت زید اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں
اور انہیں بد کردار، بد عمل، دین کا دشمن ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل مخالف
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرتے ہیں۔ اور اسی پرست مندر، پہلار اور دیر گڑ
کو بے حد بزدل اور ڈرچوک ثابت کرنا چاہتے ہیں ہم اہلسنت اس تعویذ سے
بھی خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت حسینؑ کو نہ کی بجائے دمشق کی راہ پر

جب کو نہ سے کچھ مسافت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد
کے سامنے تین شرائط پیش فرمائیں، تو عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ نے گورنہ کو نہ
(بن زیاد سے مشورہ کے بعد عمیر بن شمر اور زید کے ہاں جا کر بیعت کر لینا منظور کر لی
اور یہاں سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاقانے کو نہ کا دار و ترک
کر کے دمشق جانے کا راستہ اختیار فرمایا۔

عمرو بن سعدؓ کا منافق دستہ بھی پہلا تھا، اور وہ ساتھ غدار کوئی بھی ساتھ
تھے جو کہ حکمران سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے بلکہ چاہو کسی
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چاہتے تھے۔

یہ ساتھ کوئی بارہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے سے روکتے اور
ان کو مجبور کرتے کہ آپ کو قزاقین اور اپنی خوفت کا احسان کر کے اپنی شام سے جنگ
کریں۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اب ان کو نہیں کی وہاں ہی، بخاری اور کفریہ
سے کا حق باغیہ ہو چکے تھے اس لئے ہمارا انکی بات ملنے سے انکار کرتے ہیں
حق کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ایک روز ان کو قزاقوں کو منہ لب کرتے ہوئے فرمایا

انہوں نے تمہاری لوگ جو تمہارے میرے اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعوہ میں رکھا، اور پھر

شعبہ کردیا ہریرے جانی حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ
 کو لے گیا۔ اور میرے چہاروں جانی مسلم بن قیس
 کو لے کر تھیں گئے
 یہاں ہے جو کچھ قبلے دھوکے میں کہتے ہو
 افسوس ہے۔

(جو العیون)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہ بھی دیکھ لیتے تھے کہ جن سرداروں نے کچھ نہ
 غور کیا تھے وہ آج اپنی مسجد کے دستے میں موجود ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ
 نے ان سرداروں کو غائب کر کے وہ خط دکھائے کہ خالو تم شیخ غصہ کے
 ہند بکھ کر دھوکے سے بچے جایا۔ اور اب ہے وفاقی اور خداری کر کے میرے حق
 پر کھارہو گئے ہو۔ (خلاصہ العیون)

ہات حسین رضی اللہ عنہ کے دمشق جانے کے ارادے اور کونوں کا خدو
 پر افسوس۔ صاحب کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنے والے ساتھ کوفہ
 نے اور ان سبندوں کو فی خداریں نے جو ابن سعد کے دستے میں شامل تھے اور
 بنی کے دستہ شاہ غصہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ ان سب خدو
 نے سوچا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ غزیت و سلامت و دمشق پہنچ گئے اور

کایت کر لی اور ان کی سب بر گئی تو پھر چلے یہ چاروں غصہ کے ساتھ کوفہ
 کی جہاد کا دعوتوں سے پروا نہ دیا۔ ہمدی سازشیں ہے نقاب ہو
 دینگی۔ ہمدی خداریں سلنے آجائیں گی اور ہر نیک جو مشر ہمارے کے اس
 کے قوت سے بھی دو کا نہ اٹھتے تھے۔

وہ جانتے تھے کہ ہم پر خداری کا مقدمہ ہے گا۔ اور ثبوت کے طور پر یہ غصہ
 پیش ہوں گے۔ اور خداری کے اس سنگین جرم میں ہمارے کثیر عوارض غصہ ہوا
 اس نے انہوں نے سوچا کہ ہمدی جانوں کی امن اور ساقی اس میں ہے کہ حضرت حسین
 حسین رضی اللہ عنہ کو کھلی غصہ کے ہند بکھ دیا جانتے۔ اور اگر بنی حضرت حسین
 کو قتل کر دیا جانتے اور تمام غصہ جوشے جانیں تو اس واقعہ کی تمام تر خداری
 یزید اور اسکی قوت پر عائد ہوگی۔ اور ہم بھی صاف دیکھ جائیں گے۔ گویا ایک قبر
 سے دو شکار کرنا چاہتے ہیں۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دس عزم الامام کو کر جانی سرسبز و شاداب
 مقام پر پہنچے اور حسین قافلے پر ڈال ڈالا۔ حسین قافلے میں سترہات بھی
 موجود تھیں اس نے ابن سعد کے دستے سے کچھ غصہ پر غصہ زن ہونے کا
 فیصلہ کیا۔ شیعہ بن کوفہ نے اسی جگہ کو اپنے غصہ بنک اور شیعہ بنی الامام کو پرل
 کرنے کے لئے مناسب سمجھا اور وہ عصر کے بعد دعوت حسین قافلہ
 کے قیود پر ٹوٹ پڑے۔ اور قافلے میں موجود مردوں کو اٹھنے اور

یہ سبہ دانتھ کر کے صبح تیرفت جس کے بارے میں بحث ہو کر گیا ہے۔
 فراسیات میں اندیشہ غم نے ہے
 بڑھا دیا ہے غم نہ لپٹتاں بچنے

نائبہ لور کے لئے کاغذ یعنی پہاڑی اندھ بڑھا۔ نہ جاس بلبلدار کو فرات
 کے چکر لگائے تھے۔ دھام کی تادی کے اٹھائے۔ نہ حضرت شیخ کے ہوا
 غزادوں کو فرات کا تعلق۔ نہ شیخ کا غلہ کی وشنوں کی پائمال۔ نہ احمقوں میں چنگیزی
 نہ پاقل میں جڑیاں۔ نہ مشورات کی گر تھوہاں اور نہ دباہوں میں پیشیاں ستار
 کے سرے ہاڑوں کا انداز نہ بایوں کا فرجا۔ نہ مشورات کی اونٹوں کی شنگی
 ویشوں پر سورجی۔ نہ گھوڑے کی اویاں اور انٹر۔ نہ آسمان سے غری کی
 ایش۔ غز میں پرندہ۔ نہ آقی پر غری کی مرغی۔ نہ چاند کی بے قدری۔

سب جھٹ بگڑاں اصدیہ سر پادھانیاں اور اٹھائے سب سے پہلے
 اور منت لڑیں گئی نے اپنی کتاب متعلق شیخ میں بیان کیں اور تمام ہلائے ستم
 یہ سبہ کو بھڑٹے واقعات جو اس کتاب نے بیان کیے چشم دید نہیں بلکہ سنے
 ٹھانے ہیں انہی ہم تکلیفوں نہ کہ کے دل و دماغ کو اور منت کتاب کے حوالے کریں گے
 وہ کہ کہ کہتا ہے میرے لئے اُسے مانتے پہلے جائیں اور یہ کہ نہ سچیں کہ یہ صاحب
 گئی کا شمس کے آدمی تھے اور جی سے یہ نہایت کہتا ہے وہ کہیں تماشک کے لوگ
 تھے وکیلے لوگ تو الی اعتماد اور واقعی اعتبار میں کی سبکی یا نہیں ؟

یہ لوط کی بچی سمیٹے سب سے پہلے دانتھ کر کے پر دوشنی ڈالی ہے اور بے سوز
 دستانیں بیان کی ہیں اور بعد کے تمام قوت میں مکھی پر مکھی مارتے مارتے اسکی

یہ تو جس بے حال گھر میں آئے ہائے غریبیں یہ بھی ملتے ہیں کہ یہ صاحب
 دانتھ کر کے تقریباً پچیس سال بعد یہاں آئے اور اس کے گاہ و بجا کو نہ
 نہ تو تو لوگوں میں تھے اور گھراں کو کہیں میں اڑنے اور غرت پیدا کرنے میں لگنا
 اور غلہ و گدہ لکے تھے۔ پھر اور منت لوط کی بچی کے تعلق تمام آثار بجاں میں لگتے ہیں
 اور صاحب شیعہ کا اور کتاب تھا۔

مقامہ زہبی نے میراں الامتدال سفر ۲۰۰ میں تحریر کیا۔

اور منت قابل اعتماد نہیں ہے۔

عام دار قلمی نے کہا وہ کوثر راوی ہے۔ اب یہیں کہتے ہیں وہ امتدال کے
 قافی نہیں ہے۔ مقامہ زہبی کہتے ہیں وہ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ اب یہی حدیث ہے کہا
 وہ تو کفر شیعہ ہے اور شیعوں کی گھری نہایت کہتا ہے۔

اب آئیے ابی دلوں کی طرف جی سے اور منت نہایت کہتا ہے یعنی حمد
 یہ سب بھی اس کا بیٹا بنام ابی دونوں کے تعلق غلام کی آرائشیں کہ یہ کس
 حیثیت کے لوگ تھے ؟

اب یہاں فرماتے ہیں کہیں بانی و شیعہ، غلام اور اس کا شمار اس امت
 میں ہوتا تھا جو کہتے ہیں کہ یہ نہایت نہیں آئی اور وہ لوگ کہتے ہیں آئی کے
 (میراں امتدال سفر ۲۰۰ ص ۲۰)

مقامہ ابی تمیثہ فرماتے ہیں۔

اور منت۔ بنام ابی گھر اور ابی جیسے دوسرے راویوں کا مینو خاں ابی الیم
 کے نزدیک مشہور و معروف ہے۔

واقعات کے جاننے نہیں بلکہ کسی اور شخص نے ان کے بیان کردہ
ساری واقعات کو قلم بند کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ شہادت امام حسین کے
متعلق تمام واقعات ابتداء سے انجام تک اس قدر اختلافات سے
پُر ہیں کہ اگر ان کو فروا فرمایاں کیا جائے تو کوئی ضمیر دفع فرما سہم ہو
جائیں۔ اکثر واقعات شہداء اہل بیت پر بھی شہداء مدثر کا کافی بندہ سہلا
مخالفت فوق کلاکھوں کی تعداد میں ہونا شمر کا سب سے پہلے یہ نتیجہ کہ
سر قلم کر دے آپ کی کوششیں مقدس سے کہ پڑوں تک اس کا انکار لینے بعض ظہر
فائدہ کو پشم سپاہ کیا بیاں۔ سر واقعات اہل بیت کی غدات گری۔
عینی زما دیوں کی پادریں تک ہمیں اپنا وغیرہ وغیرہ نہایت مختصر اور
ذبان زور خاص و عام ہیں حالانکہ ان میں سے بعض سرے سے غلط
بعض مشکوک۔ بعض ضعیف۔ بعض مبالغہ آمیز اور بعض کی نفرت ہیں۔

ہم ضروری جانتے ہیں کہ واقعہ کر کے سلسلہ میں دو باتوں کی وضاحت کی جائے
ایک یہ کہ کیا کر بلا میں حضرت سیدنا حسینؑ اور ان کے قافلے پر خند ہوا اور دوسرا
شہید ہوئے؟ اور دوسرے یہ کہ قاتلان حسینؑ کون تھے؟ شہدائیں خود ایسا فرماتے ہیں؟

کیا کر بلا میں پانی تھا؟

ہم تاہم یہی حوالہ بات سے ثابت کر چکے ہیں کہ حسینؑ کا قتل کس نوع اہرام کو
میدان کر بلا پہنچا اور انہی دن عصر کے وقت کربلا میں کیا گیا کہ عذر کے کئی افراد
کو شہید کر دیا اور خطوط طالع کرنے کے لیے خیموں کو آگ لگا دی۔ مگر آج دنیا کا

ہر گز یہ کہ قراب اور سید احمد دہلوی ان کی مسافت سے کہ کس
سلسلہ سے پہلے واقعہ کر بلا کا یہ کتاب بھی اور اس میں سے سب سے پہلے
سہا جیوں خوشحال اٹھانے اور دہلوی کا دست خط بھی میں تا کہ کوئی نہ کہ ان کی
کے پر وہ میں اپنے دل کے اندر فیض ممانہ اور گریہ کی کشتی پانی میں۔ بعض کہ
والے تمام مضمون اور مضمون نے کسی شیعہ اور اہل سنت کی کتاب کو فرمایا ہو گا کہ
کر بلا پر کبائیں تحریر ہیں اور اس واقعہ کو حقیقت سے زیادہ افسانوی رنگ دیا
ہو چکا ہے کہ جس میں سیدنا حسینؑ کا قتل کرنے والوں اور ان کے پیروں کی
دو طرفہ کئی اور مختلف شیعہ کی کتاب متعلق نہیں کر سکا سے نکال دیا ہو جو واقعہ کر بلا کا
ثابت کر کے دکھائے کہ یہ واقعہ خواہی ہے یا نہیں؟

آئیے دوبارہ حاضر کے ایک شیعہ مختلف شاکر حسینؑ اور دہلوی کی کتاب کو دیکھ
منقولہ ۱۰۱ ایک اقتباس واقعہ کر بلا کے مضمون میں پڑھیں اور پھر فیصلہ کیجیے کہ
اس واقعہ میں کتنا مبالغہ ہوا اور کس قدر حضرتؑ کی آبروش جھڑتی ہے۔ وہ کہتے ہیں
واقعہ کر بلا کے متعلق سند یا باتیں ملیں زائد مرثیہ نہیں۔ واقعات کی
تقریبی حصہ دوازے کے بعد مرنے والے روزہ رفتہ اختلافات کی اس قدر نفرت
ہوئی کہ سچ کو جھوٹ سے اور جھوٹ کو سچ سے جھڑو
کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ————— اہل سنت اور اہل بیت کی لڑائی
کر بلا میں خود موجود نہ تھے اس لیے سب واقعات انہوں نے
سنا ہی تھے جن بلند مشکل اہل سنت پر بھی پورا اثر تو نہیں پھر مختلف
سے کہ مشکل اہل سنت کے متعدد فرقے پاسے جاتے ہیں جو ایک دوسرے
سے صاف الیاء میں اور ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود اہل

ہیں ڈال دیا! شیعہ کتب کے ان حوالہ جات سے مدد و تفسیر کی خاطر ہم نے یہاں پر ایک اور شخص کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہاں سے نہیں رہے بلکہ ۱۰ محرم کو غزوہ معلوم کر کے پانی اس کثرت کے ساتھ چلا آیا کہ پینے کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی کام میں لاتے رہے۔

جسٹس ڈاکٹر ای اور حضرت کے کریم میں پانی کی بیکشش کی داستان صرف اس لئے لکھی ہے کہ شیعہ کی نظر از آب و ات کے ساتھ امیر المؤمنین، خلیفہ ثالث حضرت شیعہ کے خلاف بیگانہان خدا اور دشمن کی وہ الماسک اور دودنگ شہادت ماننے پر پڑے۔

جہاں ان پر پالیس دن پانی بند ہوا۔

شیعہ کی مستبر کتاب خلاصۃ المسائب صفحہ ۳۳ کی ایک عجیب و غریب روایت ہے کہ حضرت شیعہ نے زخمی تھے اس حالت میں ابی سہل کا فوجی گراؤ اندھ کی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو تجربہ یا سہ کو پانی پلا دے۔ ابی سہل کی فوج میں سے ایک فرد پیش نکلا اور اس کے ہاتھ میں پانی کا ڈول تھا۔ اس نے پانی پیش کیا۔ امیر المؤمنین اس درد منگ کو کھدائی قدرت دکھانے کے لئے اپنے غیے کا ظرف سے لے گئے اور بصورت کنواں ایک گڑھا کھودا۔ اس میں سے پانی نکلا۔ وہ کھا کر فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں صرف کھالوں پر اقامت کرتے ہیں؟

اس روایت کو ایک بار پھر فرمائیے اور فیصلہ دیجئے کہ اس کا تو واضح مطلب یہ ہوا کہ ۱۰ محرم کو حضرت شیعہ نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھودا اور پانی نکالا مگر اس کے باوجود یہ وہ دشمن مدین ہیں اور معلوم ہے کہ پیاس سے تڑپتے رہے تو قصور کیا ہے؟

ہم اس واقعہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کریم میں یہ شادی ہوئی اور ہندی میں بتائی گئی کیا ہم قہر کہتے ہیں کہ ہندی بنانے کے لئے پانی کی ضرورت ہوئی ہے جب کریم میں کچن کو کچنے کے لئے پانی نہیں دیا تاہم ہندی بنانے کے لئے پانی کہاں سے آگیا؟

ہم نے ایک روایت ابو حنیفہ شیعہ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ زعمی قہر کو حضرت شیعہ کی دوشیرہ حضرت زینب سے بخش کر لیں۔

حنین قرآن کے متر پر پانی کے چھینٹے مار کر ہوش میں لایا گیا:

خدا را سوچئے اے بخش زینب کے خیر چھینٹے مارنے کے لئے پانی دستیاب ہو گیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں پسند نظر ہے۔ چکانے کے لئے پانی نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے یہ سب فرضی داستانیں ہیں جو دشمنان اسلام نے بڑی بھاری کے ساتھ بیان کی ہیں۔

میں کھینچا اس میں انہوں نے سنا کہ اگر کوئی اپنے آپ کو آپ کا شہید کہے ہے انہوں نے میرے ساتھ تھڑکی کہے اور یہی اخبار ہزاروں لوگوں نے سنا تھا پر بیت کی قسم وہ تمام اپنی بیعت توڑ چکے ہیں۔

ابن حوالہ جات کے ثابت کردہ حضرت مسلم بن عقیل کس تھوڑے کچھ بڑے کثرت داری شیعہ ہیں تو فرماتے ہیں حضرت مسلم بن عقیل کی تھڑکی کا روزگار ہے ہیں اور سینہ شیشی بھی ان کی یہ وہی اور فریب سے نکلاں ہیں۔

○ میرا کہہ گا میں شیکے باہر حضرت سیدہ ساقیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے کے غلطو دیکھ سب تھے اور غم و پریشانی تھی ایک عراقی وہاں سے گذرا اس نے آپ کی پریشانی دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ تو سیدہ شیشی نے فرمایا

نروم کو تو مرا دعت کو دندو ایک کتابت ایساں است وصال
آج کا شہداء ان ایساں دلی گاہے کہ مر جب الی معی شہداء پہلا
مورات و غلوات را چاک کو دندو داند برایشان میگاہد کوس
را کہ مر گاہ را بتل رسا نہ و ایساں را تو کشش از قوم شہیدان
(اسی طرح کے سنو سنو ۱۰۰)

کو دندو دندو نے مجھے بلایا اور یہ ان کے غلطو میں حال کوئی تھڑکی
قتل کے دندو ہے ہیں لیکن جب اس قتل کے مرتب ہوئے تو میری
عزت و حرمت کا لالہ لالہ کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر کبھی ایسے آدمی تو
شہداء کے دلی کو قتل کرے اور قوم شہید سے بھی زیادہ دندو
روا کرے

دندو دندو کی طرف داند ہر کار شیشی غلطو ہم دندو دندو داند۔ مجھے فرمے
داند۔ اور آگ لالہ داند۔ ہر تھڑکی سے قتل کر کے داند شہید
تھے جنہوں نے کثرت قرب غلطو دندو کے سینہ شیشی کو کو دندو آئے کی
دعت داند۔

حضرت حسین کا بیٹا،

○ جب سیدہ شیشی کو دندو ہی سفر اپنے چاچا و چالیٰ مسلم بن عقیل کو شہید کا شہید
ہوئے تو وہ اپنے ساتھیوں کو قتل کر کے فرماتے ہیں۔

ہیں حضرت اصحاب خود داند و فرمود کو باخبر سیدہ شیشی
ہیں عقیل را شہید کو دندو شیشی داند دست از یاری ما برداشتند
ہر کو خواہ از اجداد شہر اصراف نیست (عراقی ۱۰۰)

کو ہم کو خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے اور ہمارے
شیعوں نے ہماری ادا سے اٹھ اٹھا یا ہے لہذا ہر شخص چاہے
ہم سے الگ ہو جائے اس پر کوئی اثر نہیں ہے؟

○ اسی طرح حضرت صاحب سنو ۱۰۰ میں فرماتے ہیں کہ ہر شخص جس کو مسلم بن عقیل
کے قتل کا خبر ملی تو فرمایا

فَدَحْزَلْنَا بِشَعْبَتْنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا بِنَا
کہوا!

علاقہ ازیں جو آخر کی پیام حضرت مسلم نے عربوں کے داند و داند

○ حضرت عیسیٰ نے میدان کریم میں مقابل آنے والے کافروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا

میں تمہاری طرف نہیں آیا مگر جب کہ تمہارے خطوط تمہارا اور میرا
 قاصد پہلے پہل میرے پاس پہنچے اگر تم اپنے عہدہ افتاد پر ہزار
 ہزار ہوتے تاکہ بیان کر کے میرا دل مطمئن کر دے اور اگر اپنے دل سے
 بھر گئے ہو اور وہ کافر تو کیا ہے اور میرے آنے سے انکاح میں ہوتو
 میں اپنے دل میں واپس جاتا ہوں۔ ان کفاروں۔ نقادوں اور بدگمانوں
 نے کچھ جواب نہ دیا۔ (بخاری ص ۱۰۸)

○ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہل کفر کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا
 "اگر تم لوگ اپنی رائے بدل کر اور اقرار میری ہیبت کا تو کر دو تو
 مجھے اپنی جان کا قسم ہے کہ تم سے یہ بدلہ دفتاری بعد نہیں کیونکہ میرے
 باپ علی اور میرے بھائی یحییٰ اور چچا زاد بھائی یسوع مسیح علیہم السلام
 سزا دی کر چکے ہو۔ بدلہ و قوف اور احق ہے وہ آدمی جو تمہاری بیعت
 پر دھوکہ کھائے۔" (ناخ انوار ص ۱۰۸)

○ سیدنا عیسیٰ نے کافروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا
 "اے لوگو! اہل کفر! تم تباہ و برباد ہو جاؤ تم نے آتش شرف و فساد کو
 جھڑکایا۔ حمل و اوصاف مجھ کو دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے
 دلکشیوں سے مکر فریب کرنے پر مشغول ہو گئے۔ مردار دنیا کی طبع میں آگے
 حال الملوہم کے کوئی نامناسب کام نہیں کیا اور نہ غلط مشورہ دیا تم نے

ہم سے نفرت کر لی اور ہماری ادا دوسے کفار کا دشمن ہو گئے اور
 تمہارے مخالفین میں فرقہ پڑ گئے۔"

(ناخ انوار ص ۱۰۸)

○ حضرت عیسیٰ نے اہل بیت کبیرہ کا طعن کر کے کافروں کو خطاب کرتے
 ہوئے فرمایا

"تم پر اور تمہارے ادا دوسے چڑھت ہو۔ اے بدو! تم اپنا دھنیا
 نے مجھ پر اضطراب و اضطراب میں ہیں اپنی خود کے لیے عجیب
 میں تمہاری درخواست قبول کر کے تمہاری نصرت و مدد کے لیے آیا
 تو تم نے شیش کیے کی طرح کھینچی اور اپنے دشمنوں کی تم نے مدد کی اور
 دشمنوں سے کدہ کش ہو گئے۔ اے گمراہان! انت پر ہوا شیطان
 جاکر گمراہان اولاد و عورت اوصیائے پیغمبران۔ تم پرست ہو کہ
 فرزند ان پیغمبروں کو کافروں کی نافرمانی کرتے ہو۔" (بخاری ص ۱۰۸)

○ ایک اور جگہ شیعہ مذہب کی ستر کتاب ناخ انوار ص ۲۲۵ سے ہزار
 موقوف کی تائید کر رہے کہ حضرت عیسیٰ نے کربلا کے میدان میں اپنے
 مقابل آنے والی فوج کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا أَتُكْفِرُونَ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ أَتُكْفِرُونَ بِمَا كُنْتُمْ
 تَعْبُدُونَ وَتَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَتَكْفُرُونَ بِالرَّبِّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 أَتُكْفِرُونَ بِاللَّهِ وَتَكْفُرُونَ بِالرَّبِّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 أَتُكْفِرُونَ بِاللَّهِ وَتَكْفُرُونَ بِالرَّبِّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
 أَتُكْفِرُونَ بِاللَّهِ وَتَكْفُرُونَ بِالرَّبِّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ابن زبیا و منعتوها عن ماب الخوات یلقن ما خلقتم
 فیتکم فی ذلک لیسوا فیکم لیسوا فیکم لیسوا فیکم
 اسد کوئی انیسویں صدی کے نام پر کیا تم اپنے ان خطوط اور وعدوں
 کو فراموش کر کے ہر قوم نے اور کمانی کو گواہ بنا کر تقریر کی تھی کہ
 الہیت آئیں قرعہ ہی کے لیے اپنی جانی بھی قربان کریں گے پھر
 جب تباہی و موت پر ہم آگے تو تم نے میں ان زیادہ کے خلاف کر
 دیا اور تم نے ہم پر فحاشیاں کا پائی منہ کر دیا۔ واقعی تم لوگ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دشمن ہو جانے کی اولاد سے کیسوں کی۔ اور تمہیں قیامت کے
 دن کا یہ بد رکھے؟

○ بقول شیعوں قرآن میں جناب علیؑ کے بعد ان کے بعد ان کے لیے جانے
 لگے تو سنیستان میں نے فرمایا

فَاَلْهَمَهُمْ دَعْوَانَا لِلنَّصْرِ دَعْوَانَا عَدُوْنَا عَلَيْنَا يَقَاتِلُوْنَا
 اِنَی لوگوں نے مجھے دعوت کر لیا کہ ہم تباہی و غارتگری کے پھر
 جب ہم آئے تو انہوں نے ہم سے دشمنی کی اور جنگ کے لیے
 تیار ہو گئے:

(خلاۃ العاصیہ صفحہ ۱۵۵)

قاریین کو ہم! حضرت سیدنا حسینؑ کے ان خطبات اور ارشادات کے مندرجہ
 ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت سیدنا کو خط لکھ کر بلانے والے کو فکے شیعوں تھے اور انہوں نے
 جھوٹا کیا تھا کہ آپ کے لیے جان کی اور مال کی قربانی دے رہے

۲۔ یہی بہترین نے ہزاروں خط لکھ کر لیا ان کے لیے سنی فتنہ
 پائی منہ کیا اور اگر وہ فراموش کر گئے کہ اپنی منہ فراموش کر گئے تو اس کے متعلق بھی کوئی
 ۳۔ یہی شیعہ اپنی خود حضرت حسینؑ کے مقابلے میں آئے اور انہیں جھوٹ
 کیا اور سنیستان میں ان کی بدناموں کے مصداق بن گئے۔

حضرت علی بن حسینؑ کی بیان

○ ابوالحسن کے پرچے نام مندرجہ حضرت علی بن حسینؑ (المعروف بہ زین العابدین)
 کا رشتہ بھی لکھا ہے یہ بات نہیں میں دیکھنے کو یہ کہلو کے علامہ صاحب کے بیانیہ
 اور گواہ ہیں۔ یہ حضرت حسینؑ اور ان کے کئی پیروں کے قاتلوں کی نشان دہی کی کہ میں
 کرتے ہیں؟

شیعوں کے متعلق کتاب احتجاج طبری صفحہ ۱۵۱ میں ہے

لَمَّا اَتَى عَلِيٌّ بَيْنَ حُسَيْنٍ وَبَيْنَ الْعَابِدِينَ بِالْقِسْمِ
 كَرِيْلًا وَكَانَ مَرِيضًا وَاِذَا لَمَّا اَهْلُ الْكُوفَةِ يَتَقَدُّوْنَ
 مَشَقَّاتِ الْحَيَوَبِ الرَّجَالُ مَعَهُمْ يَبْكُوْنَ فَعَالَ زَيْنُ الْعَبِيدِ
 بِصَوْتٍ قَتِيلٍ وَقَدْ نَهَكَتْهُ الْعِلَاقَةُ اِنَّ هُوَ لَا يَبْكُوْنَ
 فَنِي قَتْلًا ظَمِيرِهِمْ.

جب بیمار تھیں العابدین اپنی سزائے کے ساتھ کہلو سے چلے تو
 کوفہ کی عورتیں اپنے گریبان ہلک کر کے ماتم اور رنج کرنے لگیں اور
 کوفہ کے مرد بھی ان کے ساتھ رونے لگے یہ ظفر لکھ کر حضرت زین العابدینؑ

۱۔ حضرت یحییٰ اور یونس کے ساتھ شیعہ کرنے کے بعد ان کی مرادوں کے

کو سب سے پہلے اس امر کی تعمیل متقدم کی۔
۲۔ خود کو نہیں لے کر ہی آخرت کیا ہے کہ ہم سے لے کر نفی اور حضور ہوا ہے۔
۳۔ یا دوسرے کہتے ہیں: جنتیں اور نوزائیدہ اللہ کے نوزائیدہ شیعہ کے نوزائیدہ شیعہ نام
ہیں اور ہر چیز کا نام بھی رکھتے ہیں۔ کائنات کی کوئی شے ان سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔
ان دو مضمون اماموں کی نشان دہی کے بعد بھی اگر کوئی شخص قتل نہیں کا تو وہ در شیعہ
کو فک کے ہر کسی اور کو کھاتے تو وہ دو پر وہ ان دونوں اماموں پر تیرا کرتے کہ
وہ غلط بیان سے کام لے سکتے ہیں اور ہم اپنی نیت اس تصور سے بھی غلط ہوا
پناہ مانگتے ہیں کہ خاتونہ علی کا کوئی فرد غلط بیانی سے بھی کام لے سکتا ہے مگر یہ
دونوں امام ہمارے فرقہ اور یقین کے ساتھ حالات کو دیکھ کر حتیٰ فیصلہ کر رہے
ہیں کہ ہمارے ساتھ فریب، غدار، وفاداری اور دھوکہ کرنے والے شیعہ
کو فریب اور ہمارے قاتل بھی یہی امنی ہیں۔

حضرت زینب بنت علیؓ کا بیان،

دفعہ کر بلا کی بیوی گواہ سیدنا حسینؓ کی بشیرہ اور ہم سفر حضرت زینب بنت
علیؓ سے پوچھتے ہیں کہ اس حادثہ کا جو کاخستہ دار کون ہے؟ اور آپ کے بھائی
اور قافلہ کے دیگر افراد کا قاتل کون ہے؟

○ سب جلد نہ کر کے کہ بھائی قافلہ کو فریبنا تو کہنے کے مردوں اور مردوں نے
دونوں دنیا اور اہل انشاؤں کو دیا اس مقام پر حضرت زینب نے غصہ دیا اللہ تعالیٰ

کی ہر شے اور کائنات پر مدعو و سوسم کے بعد فرمایا
يَا اَهْلَ الْكَرْفَةِ يَا اَهْلَ الْخَلِّ وَالْعَنْدَرِ وَالْغُذُلِ الْاَفْطِنِ
خَالِدًا لَكُمْ الْعَقْمُ الْاَحْمَطُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَفِي الْعَذَابِ
انتم خالدةون تیکون انا والله فابکوا فانکم احبوا ابکاء
خابکوا کثیراً وضعی قلباً ما زاد القلوب اور قال انی علی
اللہ علیہ وسلم تکم حاداً ضلکم وانتم اخذ الامم باهل بیتک
اسے کوئی احوال، غدار، دھوکہ کرنے والو بہت بڑا ہے جو ہم نے
آپ کے بھائی کے کٹر ہم پر ناراض ہوا۔ اور تم ہمیشہ مذہب میں مبتلا رہ
تم رہتے رہو۔ ان اللہ کی قسم تم رہتے رہو کہ جو کہ کوئی نہیں دغا نہیں دے
وہ تینے خوب دغا اور کٹر ہوسر کی یہاں محشر میں اپنے پیغمبر کو کہنا
جواب دو گئے جب وہ پوچھیں گے کہ تم آخری نیت جو تم نے سیر
بعد میرے الی بیت اور میری اولاد سے کیا سلوک کیا بعض کو یہی
بتایا اور بعض کا خون بہلا۔ (اختیار نام)

○ حضرت زینب کے کسمی شیعہ کا ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم علامہ باقر مجلسی نے
جلد اماموں میں ان الفاظ کے ساتھ کیا۔

۱۔ اسے اہل کفر اسے اہل ضرر و مکرو جسد تم ہم پر گریہ اور اندھا
کرتے ہو حالانکہ خود تم نے میں قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے
ہمارا رونا بند نہیں ہوا اور تمہارے سبب سے ہماری فریاد و نالہ کی
ابھی نہیں ہوا۔ تمہارے لیے آخرت میں ذخیرہ بہت غراب بھیجا ہے اور

وکنز قوتنا ودرایت قتلنا حلاؤ و اموالنا انہا کا منا
لواد العزک ابو کلیل کہا قتلتم جیدنا یا امس ویسولکم
یقطل منہ ما نا اهل البیت:

اسے کو فوا وحرکے بازو، چکارو تم سے میں ہشوار اور ہادی
ہاشکر ہی کی، ہمارے قتل کو حل کیا اور کہاں تم نے مال قیمت
کہا کرنت نے گوا کریم کرکر، اہل کی نسل سے ہے جس طرح تم
نے گل ہمارے وارسیہ علی کو قتل کیا تھا، تباری کو رسول سے
ہمارا حق پاکس جائے؟

(جواب میں ہشوار)

حضرت ائمہ کثوم نبی علی کا بیان،

حضرت علی المرتضیٰ کی نسبت بزرگ سیدنا شیخ کی پیشرو کا ایک بیان ٹہپے
یا اهل الکوفہ سؤۃ لکم ما لکم خذلتم حسینا وقتلتمہ
وانتہم اموالہ وورثتہ ودریم نساء وبنیکم
فتبا لکم وصفتا وویکم، اندرون اہل وعا وای وذر علی
ظہورکم وائ اموال انتہی قتلتمہا وقتلتم خیر وچالات
بعد البقی وقرعت الرحۃ من قلوبکم الا ان حزب اللہ
ہم الفائزون وحزب الشیطان ہم العاسرون.

اسے کو فوا! کہا بڑا بر نہیں کیا، تم نے شیخ کو دھوکہ دیا اور
تم نے حسین کو قتل کیا، اس کا مال لڑا، خواتین کو قید کرنا، اب

اور چنناپ کو اہل اہل وچلہ لاسا دارنیا ہے، تم ہم پر گویا
کہتے ہو صلا کو تم کو ہی ہمارے قاتل جو کہتا تھا قتل کی جگہ میں
اسے اہل کو تم پر موت ہو، تم نے بکر گوشہ رسول کو قتل کیا اور پھر
اہل بیت کو بے پروہ کیا، کس قدر فرتاری، رسول کی تم نے خون ریزی
کی اور مرست کو شائع کیا؟

فاری کام، حضرت ازب کے ارشادات سے منہ جو ذیل انموذات پر
اور حضرت شیخ کو اہل کو فوا کے دھوکہ پر سے دھرت دے کر لیا اور پھر
بیدوی سے قتل کروا۔

۲۔ پروردگار شہادت کو بے پروہ کہنے والے یعنی اور شیطان بھی نہیں
نور ہے۔

۳۔ یہ سب کاروائی کرنے کے بعد ہم کی مجلس میں سب سے پہلے ان کی قری
نے منقذ کا۔

۴۔ حضرت ازب نے قاتل انجین کو بڑا دوا دینے سے قریب ہمیشہ قری
پیشہ رہا، آج قریب اہل میں باس بدو کا کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کا بیان

○ حضرت شیخ کی نسبت بزرگ اور شہرہ نظر، واقعہ کر ہا کہ چشم دید گواہ حضرت
فاطمہ زہراؑ کا ارشاد بھی ہے، مجھے کو وہ اپنے والد کو مرم کا قاتل کہیں کر گواہی نہیں
تیا اهل الکوفہ، یا اهل السکر والعند والخیلا وکذبتہنا

جو ان بدترین افعال کے بعد ان کی مجلس قائم کرنے والے۔ رہنے بیٹھے
والے اور قائم کرنے والے بھی شیعان کوڑتے۔

○ خانقاہ اہل حق کا ایک اور اہم خصوصیت کو باقرہ ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے
یہ اگرچہ واقعہ کہ جسے حتم وید گواہ نہیں لیکن انہوں نے لانا اپنے والد گرامی حضرت
علی بن حسین (عین العابدین) سے کر کے اصل اور صحیح واقعات تھے ہو گئے۔

ارشاد فرماتے ہیں۔

گو فرماں لے جب امیر المؤمنین (علی) سے بیت کی ہجر ان سے بیت
توڑ دی اور ان پر شیعہ یعنی امیر ان کو شیعہ کہہ دیا ہجر ان کے فرزند
حضرت حسن سے بیت کی اور بیت کرنے کے بعد ان سے دھوا کر
اور قرب کیا اور امانہ کیا گو ان کو دشمن کے واسطے کر دیں اہل
حق کو کوئی سلسلے آئے اور غور کیے پھر میں مارا اور میر ان کا ٹوٹ
یا حتی انہوں نے معاویہ سے شیعہ کر لی اور اپنے اہل بیت کے غور
کی مخالفت کی پھر ہر روز و عراتی نے حضرت شیعی کی بیت کی اور میر
لے بیت کی خود اہل سے شیعہ امام شیعی پر چلی اور اہل بیت
امام شیعی ان کی گردنوں میں تھی کو امام شیعی کو شیعہ کہہ دیا۔

(مجلد امیران صفحہ ۳۶۶)

فائدہ یہ گرای! بعد ان کے کہ ان میں موجود اسقاطہ شیعی میں شریک خانوادہ بن کر
کے تمام افراد نے خلیفہ کی فروع میں ان کو قبول پرمانہ کی ہے جنہوں نے ہزاروں خط
نو کہ حضرت شیعی کو کوفہ آئے کی دعوت دی تھی جب وہ اشراف لائے کہ تعدادی

فرماتے ہر دم بردار ہو جائیگا تا کہ طوطے تم سے کہیں کہ قتل کا دم
کے نہیں کا قتل نہ کیا گیا۔ کہ ان کو ہرچہ اپنی چیخوں پر ملو اور کہیں کا مال
و تمام خصوصیت کے بہترین افراد کو قتل کیا۔ تہا سے دل سے دم
آؤ کہ ان کو کول کر سکو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کا میاں ہے۔ اور
شیعیان کا گروہ ہمیشہ انسان میں رہے گا۔

(تاج الاحرار صفحہ ۱۳۱)

○ حضرت امام کثوم بنت علی کا ایک اور بیان ملاحظہ فرمائیے

جب کہ وہ کی مریں روتی ہوئی اور سیدہ کوئی کرتی تھی شیعیان کا قتل
آپن قائم کثوم نے فرمایا۔

یا اهل الكوفة فقلنا رجاکم و بکینا لفسادکم العالکم جینا
و بیتکم اللہ یوم فصل القضاء

اے کوفہ! تمہارے مردوں نے میں قتل کیا اور تمہاری مریں
ہم پر روتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے اور ہرگز وہ بیان
فیصلہ کرے گا۔

تاریخ گرامی حضرت فاطمہ بنت شیعی اور امام کثوم بنت علی کے لکھوات
سے مندرجہ ذیل مندرجہ ہوئے۔

۱۔ حضرت شیعی کو فریب دے کر لٹانے والے شیعان کو روٹی قابل شیعی تھے
۲۔ فاطمہ بنت شیعی کے ارشاد کے مطابق حضرت علی کے قاتل بھی شیعان کوڑتے تھے
۳۔ اہل بیت کا مال لوٹنے والے اور اے اہل قیامت سمجھنے والے بھی شیعہ تھے

لیجائن اور حضرت ابی بکر صدیقؓ کے پاس پہنچا اور خود درجہ تیسری
آویز میں پناہ لیا۔ ایسے ہی اس میں سے دو ایک اور گھر پہنچا اور نقل خطہ
تعلق انکم غلامکم انکم قوم و فرزند شیعہ مذہب سے استفادہ
درا تھا:

اب ہم اپنی بدکرداریوں پر شرمندہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ
کا پناہ ہے میں شاید وہ رحمت فرماتے ہوئے ہماری توبہ قبول فرما
اور اس رحمت سے بچنے کو کہہ دیں گے جسے حسب گذشتہ کرنے
لگے۔ شیعیان ہی ضرور کہہ سکتے ہیں کہ کوئی پناہ میں ہے کہ
ہم عربوں یا قریشیوں کے کہ ایک مذہب سے قتل کریں پس عرب یا قریشیوں
کے کیا تھا اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی یہ کہ تمام شیعہ توبہ کرتے ہوئے
ذائقہ کی لگ رہے تھے۔

کیسیسے قتل کے بعد اس کی سخی جاتا ہے توبہ

! اے اس زود ہوشیاں کا پیشیاں ہونا

مذاذ اراہوں سے جس نے بچے قتل کیا،

قتل کے بعد کوئی دیکھے نہ راست اُن کی

اسی زواج سے زود ہوش کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت شیخ اور لوہن کے

اتھروں کے قاتل کو کفر کے شیعہ تھے اور اسی شیخ خود اقرار فرم کر لیا ہے اور یہ

شیعیان میں مرد شیعہ ان کو کافر غرض ہے، حضرت شیخ کو کفر و کفر دیت دینے کے بچے

بہلا اہل اس کی کفر مستعد ہوا تھا۔ ابن واضح اور محسن شہوت اور حقائق کے بعد

کے نزدیک توبہ یعنی تامل پر غور و فکر کیا۔ مودل کو کفر کے شیعہ کو اور
غیر مودل کے بچے شیعہ کو ان کے وہی شہوت کے بچے تھی کہ۔ اور ہم تامل سے
دیان کر کے اسی کا سب سے پیش کردہ رحمت دینے والے شیعہ کو کفر سے
منازادہ علی کی نشان دہی کے بعد بھی جو رحمت انھیں شیعہ کے پاس کی اور اس
واقعہ کا غور و فکر کیا پناہ ہے کہ اسی اور کو غم گھاتا ہے تو اسے ابن پاکیزہ اور
بچے کو ان کی زبان پر ہمت نہیں ہے اور وہ ان پاکیزہ رحمت مستور کا کوشش
اور گستاخ ہے۔

شیعوں کا اعترافِ ہم

واقعہ کہ جانکاز رحمت داری کو ایک مادہ ہوتا ہے یہ ٹاپ منا زادہ علی کے کہو کہ
زمانی پھر بچے جہا۔ آئیے ہم آپ کو اس وقت کی تحقیق میں ایک شیعہ شہوت
فراہم کرتے ہیں اور وہ ہے خود شیعوں کا اقرار کہ قتل شیخ کا مکیں ہرم ہم جہا
ہو اسے اور غم کے اقرار ہرم کے بعد مذہب کی گراہی اور شہوت کی ضرورت ہے کہ
○ شیعہ مذہب کی حشر کتاب مجاہدین مضمون صفحہ ۲۴۱ میں قاضی کو کفر و کفر
کہتے ہیں کہ شیعیان کو کفر واقعہ کہ اس کے بعد بدل شیخ اور انھیں کفر کرنے لگے کہ زیادہ
آخرت کا شمار ہم کہ حال ہوا کہ ہم نے حضرت شیخ کو کفر لایا اور پھر تھوڑا ہی بعد
ہماری مذہب داری سے یہ تمام مصیبت قاطعہ یعنی کفر کو اپنی پھر کہنے لگے۔

انہوں نے اہل بیت علیہم السلام کو گمشدہ ہوا ہر ہم کہ رحمت دے

دائیں توبہ و ولایت ندیم شہید خود از خود مل کر توبہ لایا قبول کرنا

برداشت کند و ہم کہ اہل جماعت کہہ کہ بر داشت بود و نہ مذہب

چہرہ پر عادت ہوئی تھی لیکن اس طرح شامی چھپ نہیں سکتے۔ دوسرے چہرے اور ہم
 کہنے سے غم پر یہ وہ نہیں ڈالا جاسکتا جسے نہیں دے تھیں کے سرے لگا لے
 قنداری کے داغ و سلاں ہیں۔ کبھی زنجیروں اور پھروں کے شباب سے گل کر
 اپنے مذہب کا کتا ہوں لاسطرح میں فرمایا کہ غلامانِ علی المرتضیٰ کے افزائے غلامی
 کا قاتل کبھی ٹھہراتے ہیں۔

وزیر اعظم انصاف منور بابر ۲۰۱ دیکھتے تھے کہ کرتے ہیں

قیس جوہم شامی ولا جھازی بدل جیسہم میں اہل فکوحہ

کو حضرت شہین کے قاتلوں میں کوئی شامی اور جھازی شامل نہیں تھا

بلکہ وہ سب کوئی تھے!

شیعہ مذہب کا مشرک اب نزوح الذہب سعودی منور ۹ جلد ۲ میں ہے کہ

حضرت شہین کے قتل کے موقع پر جو فوجیں موجود تھیں اور جنہوں

نے آپ سے جنگ کی اور آپ کو قتل کیا وہ سب سنیوں کو فر

کے رہنے والے تھے۔ ان میں کوئی شامی شخص شامل نہیں تھا!

ان حوالہ بات کے بعد تو انہیں گل بانی چاہیں کہ قتل شہین کے مجرم ہیں

۔ نہیں کو ان لگانے کے کردار میں۔ خیرے لوٹ کر ظلم ڈھالے ہیں۔ سب سے پہلے

کو فرما کہنے کے مجرم ہیں نہ یہ یہ قوت ہے نہ ابی سعد اس میں شمر کا آدھے

نہ ابی زیاد کا کہ کسی شامی کا نہ جھازی کا نہ سہری کا بلکہ قتل شہین کی تمام تر فوجوں کی

فوجوں پر ہے اور ہم شیعہ کتب سے ثابت کر چکے ہیں کہ کوفہ کے رہنے والے

مشیعہ تھے۔

یہی ان کی انٹیکشنل کے جلد کسی اور کہ اس واقعہ کو فوجدار شہر کا شہر
 محفل وغیرہ کی دولت سے تو محرم ہے یہی امانت و دیانت سے بھی جی ہاں سب

یشی جان عالم کو ہمارا چیلنج

حضرت سیدنا خلیفہ حضرت علی بن ابی طالب (ع) حضرت زین العابدین (ع) حضرت

علی (ع) حضرت ام کلثوم بنت علی (ع) حضرت خاتون بنت شہین اور حضرت محمد باقر (ع) کے وضع

ارشادات اور کثرت اندیشی کی روشنی میں اور شہین کی کفہ کے اقرار پر ہم کو نہ تو ہر کہ

ہمارا سر فیض نہیں ہے اور ہم جیسے سے کہتے ہیں کہ معاویہ کی کفہ کے فوجدار شہین کی

تھے شہین کا قتل کے لئے نرٹنے والے۔ آگ لگانے والے اور قتل کھیلنے والے شہین کے

ان کو کسی فیور کہ ماسہ اس دعویٰ پر اعتراض ہے کہ وہ یہاں چاہے ہیں

منافقہ اور گھٹکارے۔ خود اگر وہ معاویہ کو اپنا ہم رنگ معاویہ کہنے کے لیے بھی

تیار ہیں تو فیصلہ میرا ہے اور دنیا پر یہ بات ظاہر اور واضح ہو جائے کہ ماضی

شہین کون ہیں وہ خود مشہور شہین کون ہیں وہ قاتلوں شہین کون تھے؟ اور حسین کا

کے محافظ کون تھے؟ اس واقعہ کے فوجدار کون تھے؟ اور اس واقعہ پر انہیں

کہنے والے کون تھے؟

اب آج بازا اعلیٰ شہر سنی اور فرقہ وارانہ پھیلائے کے لیے ہم شہین کر

اینا اور ہم کرتے ہوئے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ شہین کے قتل کی سارکس سنی

سادہ ہیں تیار نہیں۔ لوگوں کو روکا کہ اپنی فیس کھری کرتے ہوئے یہ کہہ دینا آسان ہے

کیونکہ سب کچھ یہ کہ فوجی نے یہ کہہ دینے کے حکم سے کیا اور کہہ دینے کی تمام تر فوجی

کیا یزید قاتل حسین ہے؟

وہاں تین اصحابین اور سبوات کے چہرہ کو آتش میں جھونک دیا تھا۔
آج کے آئینہ شمعہ وائل ثقت سے ان سوال کا جواب ہی جیسے ہے۔ کیا یہ
اور اہل ثقت کے علماء اور مجتہد اور ان کی معتبر ترین کتب میں کو کس واقعہ کا
نوردار قرار دے میں یا نہیں؟

○ علامہ محمدی کے حوالہ دینے پر یہ غلط فہمی اپنی تصنیف ہمارے اسی مضمون پر
۲۲۶-۲۵۱ جلد میں تحریر کی گئی ہے۔

جب سرشار کا حضرت حسین کا یزید کے دربار میں پہنچا اور اجیت
اس کے محل میں داخل ہوئے تو عزت الیٰہیہ نے اپنے نیک
آواز دینے اور دیکھیں تاہم یہی کہ آواز نوروزی کی آواز تھی
وہی تاہم یہ یزید کی بیوی یعنی پردہ کے گھر سے باہر وہاں آگئی
یزید نے اٹھ کر کچھ اُس کے سر پر دیا اور کہا کھڑی ہو گیا اور حسین پر
نوروزی کی آواز دینے والی کی ہے۔ یہی حسین کے قتل پر بھی
نہیں تھا:

○ اسی طرح تاریخ فہری صفحہ ۲۸۵ جلد فرج میں ایک روایت ہے کہ
ایک شخص نے یزید کے دربار میں اگر اطلاع دی کہ محمد بن حسین اور
اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں یزید
پڑی ہیں ان کے کپڑے غریبوں میں بکھریں گے یزید نے یہ سنا تو گھبرا گیا اور کہنے
لاگیاں تم سے اس وقت خوش رہا جب تم نے حسین کو قتل نہ کیا مگر
خدا انت کہ ہر میر پر اسٹراٹرا کی تیراگر حسین کا سلاطین

وہاں میں آج تک پختہ جھوٹ واقعہ کہہ کر ہلاک ہوئے ہیں اور
مسلحہ ہونے پر ہے جس کی کوشش میں کسی اور واقعہ میں نہیں پایا گیا۔
فرج کی داستانیں تحریر کیں۔ فرج ہرگز شہرے جھوٹے گئے۔ کتب و افتخار
کے طوقان ہاتھ لگے۔ یہودی صفت اور شیعہ راویوں پر انصاف و اعتدال
کے اچھے نتائج اہل ثقت کتب و افتخار کی حدیں پہنچانے چلے گئے اور اس
کا نتیجہ نکلا کہ حسین کا قتل پر کیا رگ ہو کر کے قتل کرنے والے اور ضیوں کو آگ
لگانے والے بھینٹ شیعہ کی گفہ نہ صرف یہ کہ الزام سے صاف ہو گئے بلکہ وہ
آج تک غیب میں کے ہاں سے اور تمام حسین کے روپ میں کامیاب ہیں
اور کمال ہوشیاری سے اس حادثہ کا ہر کی تمام تر ذمہ داری یزید کے سر ڈال دی گئی
نہتہ اور یہ سب ایسا کس کے منہ پر ل دی گئی ہے اور پھر مسلسل پروپیگنڈے سے اور
جھوٹ لے میں کر قیقت کارنگ دے دیا ہے اور تمہارا آپ کے سامنے ہے
قیقتاً میں کے فرم میں اہل خبروں کو جانتا تھا کہ میں یزید کے بارہ جو دمشق
میں شہر تھا جرم بنا دیا گیا۔

تیسرے جھوٹ کے پروپیگنڈے سے محل کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے اور
پرکتے ہیں کہ کیا یزید قاتل حسین ہیں کسی طرح قیقتاً یہاں قاتل حسین کا حکم دیا تھا کیا
وہ قاتل حسین پر واضح تھا کیا اس نے خدا ان علی کی جے خرمی کی تھی؟ اور کیا
اس دور کے اسی شہساز نے یزید کو قاتل حسین کہا لگایا؟ کیا حادثہ خبر دلائل کی جانے

اللہ! ابنِ ہرمانہ پر لعنت کرے اللہ! کہ قسم میں لے اے آپ کے والد کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور اگر میں کہلاؤں میں رہتا تو ان کو قتل نہ کرتا؟

○ شیخ مذہب کی مستر کتاب خلاصۃ العصاب صفحہ ۲۰۴ میں ہے کہ جب شہر کے حضرت شیخ کا سر شاہک یزید کے دربار میں پیش کیا اور کیا اصلاح دلائی حضرت نے فرمایا: قتل خیر الخلق ابا و انا میری جملہ سے اللہ پانڈی سے بیروے کر میں نے اپنے شخص کو قتل کیا ہے جو اس باب و دوا کی طرف سے حقوق میں مبتلا تھا؟ حضرت یزید و نظر الیہ نظر شدیدا وقال ملاو اللہ و لا یک ذرا و مل تک اذا علمت انہ خیر الخلق فلم قتلته اخرج ہیں یہی لاجازۃ تک عندی

پس یزید نے انتہائی فخر اور غلبہ سے شہر کی طرف دیکھا اور کہا اللہ تیری جہول انگ سے بھروسہ اور طاقت تیرے لیے عقوبت ہو جب تجھے علم شاہک تمام حقوق سے بہتری ہے تو پھر تو نے اُسے کیوں قتل کیا؟ میرے عباد سے قتل جاتا ہے بے کوئی انعام نہیں ہے؟

○ خلاصۃ العصاب صفحہ ۲۰۴ کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے تیار حال یعنی قاضی مذہب و شہسپہنجا تو یہ منظور کی کہ یزید روڑا و مال سے اپنے آئینہ کو پھینکا جاتا تھا اس نے تمام قافلے کو اپنے گھر بھیج دیا جب یہ قاضی یزید کے محل میں پہنچا تو گریہ و ناری مٹھ رہی تھی

اتھارنا قرین ان کو مصافحہ کر دیا۔ خدا تعالیٰ پر رحمت فرمائے؟
○ ایک عربی سفر ۲۰۸ جلد ۲ اور خلاصۃ العصاب صفحہ ۲۰۴ کی ایک اور روایت ہے۔

جب ابی بیت کا قاضی یزید معاذ بنے گا تو یزید نے ایک لڑکے کو لے لیا تھا لہذا یزید پر لعنت کرے۔ اللہ! کہ قسم اگر شیخ تیرے پاس آئے تو رو جو چاہتے ہیں وہی کرتا۔ ان کو قتل ہوئے سے جس میں بنی نہ تھا پھر پتا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی چاہی لیکن خدا کر ہی منظور رہا جو رقم لے گیا۔ اسے یزید علیحدگی میں پھر کی رقم کو ضرورت ہو گئے ملاو کہنا پھر یزید نے ملاو ان کی رقم کے تمام لوگوں کو کپڑے دیئے

○ طبری کا اس روایت کو خلاصۃ العباب نے اختیار کیا ہے صفحہ ۲۰۸ جلد ۲ میں ذکر فرماتا ہے اور یہ اتفاق بھی زیادہ دیکھنے میں کہ

جب حضرت عیین کا سر شاہک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا خدا اگر قسم اگر میں آپ کے ساتھ رہتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا؟

○ شیخ مذہب کی مستر کتاب اجتماع طبری صفحہ ۲۰۴ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے حضرت یزید علیحدگی نے ایک لڑکے یزید بن معاویہ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے میرے والد کو لای سینہ پیشین کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا تو یزید نے جواب دیا

لعمریہ ابنِ مرجانہ فواللہ ما اصرقہ بقتل ابیک ولکنک متولیا لعمالہ ما قتلته

ہم شیعی قاتلوں کے افراد کر لیتے تھے میں جنگ دی

و شیعی قاتلوں کو عزت و احترام سے نہایت کیا اور ان کو شہادت سے نوازا۔

ہم حضرت زین العابدینؑ کے ساتھ ایک طعام جوتے تھے۔

ان کھلے اور خوش دھالی کے بعد بھی اگر کسی شخص شیعوں کے علاوہ قاتل بنی

کا لازم یہ ہے کہ وہ مرے قورہ بدامنی غضب و عداوت کا شکار ہے۔

مقام تکلیف کے اگر گریہ و فغان قائم نہیں ہوتا تو حضرت زین العابدینؑ کے

ساتھ دسترخوان پر شریک طعام دے دے۔ کوئی غریب نہ ملنے باپ کے قاتل کے ساتھ

ہم نوازو ہم بہت ہلا نہیں ہوتا۔

اور اگر واقعی جزیہ قاتل نہیں ہوتا تو حضرت زین العابدینؑ اور انفرادہ علیؑ کے

باقی افراد اس سے پرہیز اور یکساں وصول نہ کرتے عزت و احترام کے قاتلوں

سے پرہیز اور کھنے وصول نہیں کیا کرتے۔

اور اگر جزیہ قاتل نہیں ہوتا تو سیدہ امی کو غیرت مند فرما۔ اور حضرت زین

کا کفایت جگر زین العابدینؑ کے جگر جزیہ کا بیت و کھانا کہ

أَنَا قَبِيلٌ مُسْتَكْرَمٌ لَكَ أَنْ شِئْتَ فَأَمْسِكْ وَأَنْ شِئْتَ فَارْحُ

اے زین میں تیرا اذن بندھا غلام نہیں تو اگر چاہے تو مجھے رو۔

اور اگر چاہے تو مجھے فروخت کر دے۔ (فرج علی)

ابن تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیہ کا تین نہیں ہیں قندہ بزرگوار ہتر

اور رضامندی شامل نہیں تھی بلکہ جزیہ کا دس قتل شیعی سے مبرا ہونا طعام جیسے

جس رضامندی علی المرتضیٰ کا دس حضرت عثمان کے قتل سے پاک ہے یہ شرکت

○ غافر علیؑ نے جہاد میں ان کے قتل کیا

تیرے کے دین العابدینؑ کا حکم کیا شیخ شام ان کو شریک جہاد

اور جب تک زین العابدینؑ دسترخوان پر نہ آتے تو کھانا کھانا۔

جہاد ہم حضرت امام غزالیؑ کے بھی سماعت فرمائیے۔ فرماتے ہیں

وینود صلیح الاسلام ویا صلیح قتل حسین ویا صلیح ویا

یعنی وہ ویا صلیح ویا صلیح قتل حسین ویا صلیح ویا صلیح ویا

یہودی صلیح قتل حسین ویا صلیح قتل حسین ویا صلیح قتل حسین

کے قتل کا حکم دیا تھا اور نہ یہ وہ قتل نہیں ہے راضی تھا پس جزیہ قتل

اس کا بابت کوئی نہیں تھا تو یہ اس کا حکم تھا پس وہ کوئی حکم نہیں تھا

○ پھر امام غزالیؑ فرماتے ہیں

وہم نزعہ ان یزیدہ امر بقتل الحسین اور رضی بہ

فیہنقی ان یعلم بہ فایمہ العاصیۃ

جو شخص گناہ رکھتا ہے کہ زید کے قتل میں کا حکم دیا تھا یا اس پر

رضامندی کا اظہار کیا تھا تو بانیام چھے کہ شخص پر دے وسیع کا

امتی ہے۔ (شیخ ابن عساکر صفحہ ۳۲۵ بعد)

حاضرین کفر ان اہل اللہیات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ جزیہ سے قتل حسینؑ کا حکم نہیں دیا تھا۔

۲۔ جزیہ قتل نہیں پر راضی نہیں تھا بلکہ سبک تھا۔

۳۔ قاتلوں پر نازل نہیں ہوا اور ان کو مبارک سے نکال دیا

تھوڑے عرصہ میں ہی امرتسری کے ساتھ یہ شہر نکال چلا گیا۔ اس پر پانی بند کر کے میلوں کو
آگ لگا دیا۔ اور مل جل کر فوجیوں کے ہاتھوں میں چھٹکارا ہو رہا تھا تو آج کا ہنگامہ
اور ایسا ہی قتل اور برباد ہونا بدتر تھا تو قریب اس دور کے مسلمانوں کا عشرہ شریف بھی نہیں رہا
واقعہ پڑھا تو شمس کشمیری کی کہ کہیں وہ ایک کہ بیچا جائے اس پر کہیں اندھ کا اور چاہتا ہے کہ
کہ کہ مریدان میں آتا اور اپنے سید کو گولیوں کے ساتھ کھول دیتا۔ کہ جاتا ہے کہ اس
واقعہ کی ذمہ داری حکومت کو اس کی اسٹیج انعام تک ضرور پہنچانا۔

اں سے بچے کا حجام بنے کہ آج کے گورہے دور کا مسلمان تو اتنا فیر مند ہو کہ حجام کر کے ان قدر دار شکست کو کہ ایک لفظ کے بے بھی برداشت ہو کرے اور خیر القویں کا مسلمان اتنا بھی خیر مند نہیں کہ قادیانی کی کھال کا مسلمان بنے۔

تو اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ جو لوگ عادی ذمہ دار کا فتنہ دار بن چکے تھے وہ وہ دشمنی کی نظر پر اس وقت کے اصحاب دشمن اور تابعین پر پڑا کہ ان کا دروازہ کھول دے جس کہ ان میں ایسا ہی اور شیعہ دشمن کا بیڑہ اور دینی غیرت آگئی تھی نہیں تھی جتنی ہم میں ہے۔ اہل سنت اس قسم کے بھی ہزار مرتبہ بنا دے گئے ہیں۔

جگر اہل سنت یہ تصور رکھتے ہیں کہ پوری امت کا ایمان اہل کجی کسی صیانتِ رحمت کے ایمان کا ہم وطن نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ ہم سے نہیں زیادہ ایمان کی حرارت رکھنے والے۔ وہیں کی سر بلندی و مسخرانی کے لیے قربانی کا جذبہ رکھنے والے عشقِ نبوی سے سرشار اور باطل قوتوں سے جہاد کا دلورہ رکھنے والے تھے۔ وہی غیرت اُن کی گشتی میں پڑی ہوئی تھی۔ باطلِ عدوت کی سیاست کا خسرو بھی اُن سے ممکن نہیں مگر عاودہ کو باوجود یہ کہ اسے جہاد نہ کرنے کی وجہ بھی مکر وہ لوگ اپنی طرح جانتے تھے کہ اس شرمناک عاودہ اور

عید الفطر پر پاکستان بھی مندا تھا۔ حضور بطور میں شامل حضرت خینا زاد بھائی کا تقییر
حضرت عید الفطر پر بھی تقریریں و افشائیں پڑھ کرے۔ بلخیزہ دینی حضرت خینا زاد بھائی کے
برادر زادہ حضرت جعفر علیہ السلام کے فرزند و بعد از اوستینا شیش کسمہ بھائی زاد بھائی اور
جسوی حضرت عید الفطر بھی موجود تھے۔ اسی طرح خراسان عالم فاکھوں طابو
زادہ اور عاصی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے قرابین کھڑے کہ کاتے کہ کاتے کہ
نہ ہوں۔ جو اسلام کی سر فہرست کے لئے کسمہ سر کف بنوئے کسمہ نہ کف خشتی درانی
سے حضرت امامت ہی کا مروت و عوام کی نہیں ملی ثبوت بلکہ پشیم کرتے امتحان
کے مذہب سے لبرج اور اجماع باطل کے لئے مروتی تیار۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں
نے کفر سے کسمہ شیعہ نہیں کی اور اسلام سے کسمہ بد و خالی نہیں کی۔ وہیں کی سر فہرست
اموی کی سر فہرست ہی کے لئے جان۔ مال۔ تن۔ من۔ دھن کی قربانی کا مذہب رکھنے والے
لوگ موجود تھے قرآن میں سے کسی ایک نے بھی عداوت خرما کا کات۔ واپر زید کو نہیں
شہر پایا۔ کسی نے انتقام اور بد کے کافر نہ نہیں لکھا۔ کسی نے زید کی حکومت کو زید
نہیں کیا۔ عالم اسلام کے کسی کو نہ سے ضدائے اجتماعی بندہ نہیں مرنی اور کسمہ سلوان
بھی اس دھمکے پر زید کی بیت نہیں توڑی۔

[illegible]

ایکٹ کے لیے فرض کیے گئے واقعات کی پیش آ آ دنیا کو: جابر جابر

خاندان میں کسی دوسرے شہادت کا نام نہ لے رہے ہیں۔ یہی مسئلہ ہے جو کہ ان کے
 دو جہاں میں اور یہاں میں ہوا ہے آپ کو شہادت ملی ہو سکتے تھے اور جہاں میں
 ہو کر تھے انہیں کو دھوکے اور غریب سے کو فرمایا اور ہم اتنی ہی جگہ کاری اور
 بجلی کا کام ہو کر تھے ہوئے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا اور اپنے
 منافع کرنے کے لیے نہیں کر ان کا وہی شہادت کی بے فوٹا کی۔

واقعہ کر بلا کا مختصر تجزیہ

واقعہ کر بلا کا تجزیہ اگر اس طرح کیا جائے تو یہی مناسب اور صحیح اور بالکل صحیح ہوگا
 میں حضرت سیدنا علیؑ کو قتل نہیں ہوا۔ نہ ہو کر ان کو اپنے جہاں سے اور جہاں سے
 سینے پر دی کر قتل نہیں کیا اور جہاں سے ہو کر اس کے بعد اتنی ہی قتل ہو کر ہو کر
 ہوا حال میں یہ ہو کر کے ایک منظر نے ایسا م کا لیا اور سوز و گم کہ اپنے آپ کو شہادت ملی ہو کر
 شہادت کیا اور وہ وہی سیدنا علیؑ کو شہید کر کے حضرت شیخ کو نہیں مار کر اور نہ ہو کر اور
 سلسلہ میں کر بلا کے میدان میں خاندان میں کو بے دردی سے قتل کر کے وہاں سے
 جلا اور انہیں چمکنے کی کوشش کی ہے۔ حادثہ کو چمکی تمام تر زندگی ان کی ہو کر ہے
 جو اپنے آپ کو شہید کہلاتے تھے اور یہ وہی سلسلہ میں ہو کر آج تک حقائق کو بڑا
 بنائے ہوئے ہیں اور حقائق سادہ دلی سے یہ قوت میں کہ اصل قاتلوں کو قتل نہیں کیا
 اور عائشہؓ کی میت ہو کر ہے میں اور قتل کا تمام تر الزام اور ذمہ داری ڈال دی ہے
 یہ ایک صورت ہے جس میں کاشمیر اور خاں اور خاں پر ہوا ہے، بلکہ اس واقعہ پر تمام شہر
 ناخوش رہا۔ کاشمیر میں یہ وہی کی ہیں جس میں ہاں کو ہم باقیں۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لا اِلهَ اِلاَ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهُ



اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِهِ وَارْحَمِهِمْ
وَجْعَلْ لِّمُتَابِعِيْهِمْ
مِثْلَ مَا جَعَلْتَ لِمُتَابِعِيْهِ

اَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِهِ وَارْحَمِهِمْ
وَجْعَلْ لِّمُتَابِعِيْهِمْ
مِثْلَ مَا جَعَلْتَ لِمُتَابِعِيْهِ

اَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

اَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

<p>سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ</p>	<p>صَاحِبِ زَادِيْ</p> <p>قَاسِمٌ عَزَّوَجَلَّ اِبْرَاهِيْمُ</p> <p>صَاحِبِ زَادِيْ</p>	<p>صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ</p>
<p>حَقِيْقَةُ مُحَمَّدٍ</p>	<p>صَاحِبِ زَادِيْ</p> <p>قَاسِمٌ عَزَّوَجَلَّ اِبْرَاهِيْمُ</p> <p>صَاحِبِ زَادِيْ</p>	<p>صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ</p>
<p>اَقْسَمُ بِاللّٰهِ</p>	<p>صَاحِبِ زَادِيْ</p> <p>قَاسِمٌ عَزَّوَجَلَّ اِبْرَاهِيْمُ</p> <p>صَاحِبِ زَادِيْ</p>	<p>صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ</p>
<p>صَفِيْقَةُ مُحَمَّدٍ</p>	<p>صَاحِبِ زَادِيْ</p> <p>قَاسِمٌ عَزَّوَجَلَّ اِبْرَاهِيْمُ</p> <p>صَاحِبِ زَادِيْ</p>	<p>صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ</p>

اَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>
-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------

<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>	<p>رَحْمَةُ اللّٰهِ</p>
-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------